

علمِ حیاتیں

تصنیف

فیلسوفِ اسلام علامہ سید عدیل اختر صاحب قبلہ طاب ثراہ

۱۔ علمِ حیات کا مفہوم کیا ہے؟
۲۔ علمِ حیات کی تاریخ کیا ہے؟
۳۔ علمِ حیات کی اہمیت کیا ہے؟
۴۔ علمِ حیات کی روشنی میں زندگی کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟
۵۔ علمِ حیات کی روشنی میں انسان کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟
۶۔ علمِ حیات کی روشنی میں معاشرہ کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟
۷۔ علمِ حیات کی روشنی میں مملکت کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟
۸۔ علمِ حیات کی روشنی میں دنیا کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟
۹۔ علمِ حیات کی روشنی میں آخرت کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟
۱۰۔ علمِ حیات کی روشنی میں انسان کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟

ناشر

تنظیمِ اہل کاتب

گولہ گنج لکھنؤ - ۸۱ (ہندوستان)

باسمہ سبحانہ
اَنَامَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلَىٰ بَابِهَا

علمی خیانتیں

تصنیف

فیلسوف اسلام علامہ سید عدیل اختر صاحب قبلہ طاب ثراہ
(سابق پرنسپل مدرسۃ الوداعین لکھنؤ)



شائع کردہ

تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ (انڈیا)

فون: ۲۱۵۱۱۵ — فیکس: ۲۲۸۹۲۳

R30P00

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

- ❖ نام کتاب: _____ علمی خیانتیں
- ❖ مصنف: _____ علامہ عدیل اختر طاب ثراہ
- ❖ کتابت: _____ جے۔ احمد
- ❖ سنہ اشاعت: _____ فروری سنہ ۱۴۲۰ھ
- ❖ تعداد: _____ ایک ہزار
- ❖ ناشر: _____ تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ ۱۸ (انڈیا)
- ❖ مطبوعہ: _____ اے۔ بی۔ سی پریس، دہلی
- ❖ ہدیہ: _____

ملنے کے پتے:

- ❖ دفتر تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ ۱۸ (انڈیا)
- ❖ جامعہ انوار العلوم، مرزا غالب روڈ، الہ آباد
- ❖ جامعہ جوادیه، پرہلا دگھاٹ، بنارس
- ❖ مولانا انیس الحسن صاحب قبلہ، اے۔ اے۔ ۱، نیوشوکت سوسائٹی، ۱۹۔ نوروجی ہل روڈ
دو نگر، بمبئی ۹
- ❖ مولانا محمد علی آصف صاحب قبلہ، غازی پور، ڈاکخانہ گوان، ضلع مظفرنگر
- ❖ دفتر معاون کمیٹی تنظیم المکاتب، ہمدانیہ کالونی، بمبئی، کشمیر ۱۹۰۰۱
- ❖ دفتر اسلام شناسی، زینبیہ، ۱۳۲۔ حسینیہ مارگ، بمبئی ۳

بسمِ سبحانہ

عرضِ تنظیم

زیرِ نظر کتاب بانی تنظیم طابِ ثراہ کے استاد علامہ عدیل اختر طابِ ثراہ کی عالمانہ کاوشوں کا نادر الوجود نمونہ ہے۔ علامہ موصوف نے ایک اہم، مفید اور انقلاب آفریں موضوع کی طرف رہنمائی کی ہے جس کی طرف اب تک صاحبانِ علم و دانش متوجہ نہیں ہوئے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے سوا داعظم کی طرف سے شائع ہونے والی حدیث، تاریخ اور تفسیر کی ماخذ کتابوں میں مسلسل تحریف ہو رہی ہے۔ ایک اڈیشن میں جو کچھ شائع ہوتا ہے دوسرے اڈیشن میں اپنے قومی اور نظریاتی مفادات سے ٹکرانے والی عبارت حذف کر دی جاتی ہے، یا الفاظ کو توڑ مروڑ کے فقرے بدل دیے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔

بالخصوص اہلبیت پیغمبر اکرمؐ کی عظمت و جلالت اور ان کے منصبِ ولایت کا اعلان کرنے والی حدیثیں اپنے مجموعہ سے نکالی جا رہی ہیں۔ یہ وہ علمی خیانت ہے جس کا نتیجہ آنے والی نسلوں کے لئے بے انتہا مضر اور موجودہ صاحبانِ قلم اور قارئین کے لئے پریشان کن ہے۔

لکھنے والا ایک اڈیشن سے حوالہ دیتا ہے، پڑھنے والا اسی کتاب کے دوسرے اڈیشن میں اس حدیث یا روایت کو تلاش کرتا ہے، مگر وہ حدیث یا روایت اُسے نظر نہیں آتی، تو وہ لکھنے والے بلکہ اس کے مذہب ہی کو جھوٹا سمجھنے لگتا ہے۔

ضرورت تھی کہ ایسی علمی خیانتوں کا پردہ چاک کیا جائے اور ہر اڈیشن میں ہونے والے تحریفات کی نشان دہی کی جائے اور ایسی کتاب عالم وجود میں آجائے جو اشاعت کے حوالوں کے ساتھ ان خیانتوں کی فہرست پیش کر دے۔

علامہ مرحوم نے اس کام کو پایہ تکمیل تک تو نہیں پہنچایا مگر بنیاد کا پتھر رکھ دیا ہے اور صاحبان تحقیق و تصنیف کے لئے علمی خدمت کا ایک اہم باب کھول دیا ہے۔ دعا ہے کہ خدا با حوصلہ علماء کو توفیق دے کہ اس کام کو مکمل کر دیں۔ اس مختصر کتاب کی اہمیت، افادیت اور جامعیت کے پیش نظر ادارہ اسے دوبارہ شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہے۔

طبع ثانی میں اصل کتاب کے علاوہ تعارفی اور مقدماتی تحریروں کو بھی من و عن شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے پاس اصل مسودہ نہیں تھا اس لئے پروف ریڈنگ بار اول کی طبع شدہ کتاب کے سہارے کی گئی۔ جن حوالوں سے متعلق کتب جامعہ امامیہ کی لائبریری میں مل سکیں انھیں اصل سے بھی ملایا گیا ہے۔ مگر غلطی کے امکانات باقی ہیں صاحبان نظر سے گزارش ہے کہ پروف ریڈنگ میں رہ جانے والی امکانی غلطیوں کی طرف ہمیں متوجہ کر دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کی اصلاح کی جاسکے۔ پروردگار اس کتاب کے مؤلف کے درجات بلند فرمائے اور ہمارے اشاعتی خدمات کے تسلسل کو یوں ہی باقی رکھتے ہوئے مزید توفیقات عطا فرماتا ہے۔

سید صفی حیدر

سکرٹری تنظیم المکاتب، لکھنؤ

تعارف

علامہ سید عدیل اختر صاحب قبلہ طاب ثراہ سابق پرنسپل مدرسۃ الوداعین لکھنؤ کی سہ سالہ تعلیم و تربیت نے مجھے وہ سب کچھ عطا کیا جس کی بدولت آج اپنی خامیوں کے باوجود دین اہل بیت علیہم السلام کی خدمت کر رہا ہوں۔

سب سے پہلے استاد محترم کی کتاب ”صلح حسن“ مومنین جلالپور کی مدد سے چھاپی۔ اس کے بعد علامہ مرحوم کے شاگردوں، اعزاء اور قدر دانوں کی مدد سے ”مکتبہ افادات عدیل اختر پٹنہ“ قائم ہوا جس سے ”تدلیس شبلی“ اور ”صلح حسن“ کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ میں جب سفر حج کے لئے روانہ ہو رہا تھا تو مکتبہ افادات عدیل اختر کی کتابوں اور روپیہ کو تنظیم المکاتب کے حوالہ کر دیا، نیز ایک ہزار روپیہ کا عطیہ بھی جو اس مقصد کے لئے حاصل ہوا تھا اس کو بھی تنظیم المکاتب کے حوالہ کر کے ”عدیل اختر فنڈ“ قائم کر دیا، تاکہ علامہ مرحوم کی کتابیں بھی شائع ہو جائیں اور آپ کی کتابوں کے بعد اس فنڈ سے دوسری جس قدر بھی کتابیں چھپتی رہیں ان کی آمدنی کا کچھ حصہ مکاتب کی امداد پر خرچ ہوتا رہے۔ چنانچہ ”علمی خیانتیں“ شائع ہو رہی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف موضوع پر واحد کتاب ہے بلکہ یہ موضوع خود بھی ایسا اچھوتا ہے کہ اس کتاب کے علاوہ کوئی دوسری کتاب اب تک نہیں لکھی گئی ہے۔ اس کی افادیت پڑھنے پر خود ہی معلوم ہو جائے گی۔ والسلام

سید غلام عسکری (طاب ثراہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علمی خیانتیں

تصنیف بے عدیل ہے ”علمی خیانتیں“ اک اختر جمیل ہے ”علمی خیانتیں“
دیکھیں تو آپ دفتر عبرت ہے یہ کتاب اک واعظ جلیل ہے ”علمی خیانتیں“
(حضرت شمس لکھنوی)

علمی خیانتیں

استاذی العلام فیلسوف اسلام جناب علامہ مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ مدظلہ
(علی نگر پالی ضلع گیا صوبہ بہار) کی اس تحقیق و تلاش کا گراں قدر نتیجہ ہے جس کے غیر فانی
فائدے سے شیعہ دنیا والے رہتی دنیا تک استفادہ کرتے رہیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ناقابل فراموش فریضہ کی ادائیگی کا بار تمام ان
افراد قوم کی گردن پر تھا جو شیعیت کی علمبرداری کے حقدار تھے۔ بڑی مسرت ہے کہ
استاذی العلام نے اس گراں بہا اور اہم فریضہ سے دیگر علماء اسلام کی ذمہ داری کو
سبک دوش کر دیا۔

کون نہیں جانتا کہ ہمارے برادران یوسف نے ہماری گردن زدنی کے ذریعہ سے اپنی
خون آشام شمشیروں کو نیام کے اندر آرام نہیں لینے دیا۔ تعجب ہے اور بڑا تعجب ہے
کہ ہم سرزمین عالم پر مادری گیتی کی آغوش میں کیونکر سانس لے رہے ہیں اور ہمارا وجود
سطح ارض پر کیونکر باقی رہ گیا۔ بہر حال کوئی نور خدا کو بجھا نہیں سکتا۔ ہم ائمہ اہلبیت کے

نام لینے کی برکت سے (جو اسمِ اعظم سے کم نہیں) مثلِ موسیٰؑ تقیہ کے صندوقوں میں بادِ مخالف کے انتشار و افزائشوں سے بچ کر ساحلِ مراد تک اس حال میں پہنچے کہ دریائے ظلم و جور کی موجیں اپنے تھیڑوں سے اور قتل و غارت کے سمندر اپنی طغیانی سے ہماری زندگی کے تختے کو الٹ کر تہ نشین کرنے میں کامیابی نہ حاصل کر سکے۔

ہم بچے اور بچ کر ساری دنیا پر چھا گئے۔ کون نہیں جانتا کہ سب سے بڑا عالمِ شیعہ۔ سب سے بڑا شاعرِ شیعہ۔ سب سے بڑا مقررِ شیعہ۔ سب سے بڑا کاتبِ شیعہ۔ سب سے بڑا سیاسی شیعہ۔ سب سے بڑا لیڈرِ شیعہ ہی رہے۔ اور آج بھی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ دنیا اپنے پروپیگنڈے سے نا اہل کو اچھال دے اور اہل مثلِ سابقِ فاضل و مفضل کے غیر مستحق جال کا شکار بن کر رہ جائے۔

بہر حال زمانہ دراز کے بعد باطنیانِ زندگی کے سانس لینے کا موقع ملا ہم نے کھل کر اپنے تصنیفاتِ دنیا کے سامنے پیش کئے اور اپنے مذہب کو ظاہر کیا۔ اور لطف تو یہ ہے کہ اپنے مذہب و مقصد پر مخالفین کی کتابوں سے استدلال شروع کر دیا۔ اب تو سوادِ عالم کے علمبرداروں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں بڑی گہراہٹ محسوس کی۔ لہذا اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ کتاب کو مسخ اور محرف کر ڈالیں۔ جو چیزیں علماء سابقین، مذہب کے خلاف الحق یعلو ولا یُعْلٰی کی حیثیت سے لکھ گئے انھیں نکال دیں اور موقع کے مطابق عبارتیں بڑھا دیں۔ اس سلسلہ میں ہماری ان کتابوں پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا جو ان کے مطبعوں میں زیرِ طبع سے آراستہ ہوئیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس تحریف و تغیر کا پتہ چلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسے تو وہی جان سکتا ہے جو نہایت وسیع النظر اور بالغ الفکر ہو۔

تحریف کی فیکسٹری

ناظرینِ کرام یقین فرمائیں کہ یہ تحریف کتب کی فیکسٹریاں دنیا کے مختلف گوشوں میں قائم ہیں اور تحریف کا کام بڑی تیزی سے ہوتا رہا اور اب بھی جاری ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اپنے سفرنامہ روم و شام و مصر کے ص ۱۷ طبع آگرہ پر لکھتے ہیں:

”یہاں عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کتاب قدیم یا جدید چھاپنا چاہتا ہے

تو پہلے وہ کتاب 'معارف' کے سررشتہ میں پیش کی جاتی ہے۔ وہاں معائنہ اور تفتیش کا جداگانہ صیغہ ہے۔ اس صیغہ کے عہدیدار کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ جاتے ہیں اور ان کی رپورٹ کے موافق بعض اوقات کتاب کا چھاپنا روک دیا جاتا ہے یا اس میں اصلاح کی جاتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کل اس کا طریق عمل اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے۔ یہ صیغہ تحریف و تغیر کی روک کی غرض سے قائم ہوا تھا۔ مگر بعض اوقات اس نے خود تحریف و تغیر پر عمل کیا ہے۔ میرے سامنے ایک مطبع میں شرح عقاید نسفی چھپ رہی تھی۔ 'معارف' نے اس کتاب کی وہ تمام عبارت قلمزد کردی تھی جس میں خلافت کی بحث ہے اور الاثمة من قریش کی حدیث مذکور ہے۔ مطبع والوں نے مجبوراً اسی قلمزد نسخہ کو چھاپا۔ میں نے اصل نسخہ جس پر 'معارف' نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھ کو یاد ہے کہ اس وقت میں رنج و غصہ کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش میں کیا ہوگا۔ یہ تو ایک نظیر تھی جو علامہ شبلی کی زبانی بیان کی گئی۔ ایسے سیکڑوں تغیرات آپ کو اس کتاب یا رسالہ میں نظر آئیں گے۔ میں بڑی مسرت کے ساتھ اس رسالہ "علمی خیانتیں" کو شائع کر رہا ہوں اور ناظرین کرام سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کے صفحات کو محفوظ رکھیں اور فائدہ اٹھائیں۔ والسلام

سید نجم الحسن کراروی
۲۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء

نوٹ: مولانا مظہر نے اس چیز کو وقتاً فوقتاً "الواعظ" اور "اصلاح" میں تحریر فرمایا تھا، اس لئے کہیں کہیں ان رسالوں کا ذکر آگیا ہے۔

Handwritten text in Urdu script, likely a religious or scholarly manuscript. The text is written in a cursive style and covers the majority of the page.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي كتب على عباده اداء الامانة ومدح المومنين
بكونهم لاماناتهم وعهودهم راعين حظر الخيانة وذم المختانين
بقوله ان الله لا يهدي كيد الخائنين والصلوة والسلام على رسوله
الذي ادمى كلما او تمن حيث لقبه اعداءه (فضلا عن الله) بالاميين
وعلى آله الذين هم حفظة الكتاب وامناء الدين ولعنة الله على
الكاذبين الاثمين الغادرين الخائنين -

بعد حمد و صلوة صاحبان انصاف و ايمان کی خدمت میں بندہ احقر عدیل اختر بن
المرحوم سید مبارک احمد زیدی اعلیٰ الشہ مقامہ ہمتوطن موضع علی نگر پالی ضلع گیا، صوبہ بہار،
ہندوستان۔ عرض کرتا ہے کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ انسانی شرافت میں دیانت و امانت کو
اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہے۔ خدا و رسولؐ نے امانت کی مدح اور خیانت کی قدح میں جتنی تاکید
اور شدت کی ہے صاحبان ایمان اس سے ناواقف نہیں ہیں۔ عام عقل کا بھی یہی فرمان ہے
کہ خیانت سے جو بد نما داغ جامہ انسانیت پر لگ جاتا ہے، وہ چھڑائے نہیں چھوڑتا۔ اور
امانت وہ خلعت زیبا ہے کہ جسے یہ نصیب نہ ہو اُسے کسی دینی مرتبہ کا ملنا تو درکنار، کوئی
دنیاوی ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ سپرد کرنے سے بھی پرہیز کیا جاتا ہے۔

کس قدر تعجب اور کتنی زیادہ ملامت کی جگہ ہے کہ آج کی دنیا جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ،
مہذب، منصف، روشن خیال اور روادار کہتی ہے اور اس پر مزید طرہ یہ کہ مذہبی قیادت کا
جُتہ بھی زیب تن فرما لیتی ہے۔ وہ خیانت کی نہایت شرمناک تصویر عالم کے سامنے بناتی
چلی جا رہی ہے۔

عہد ماضی کے مصنفین جو حکمت کا خزانہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے میراث

بنائے ہیں۔ حال کے مدعیان امانت مگر تمکبان خیانت نے اس میں اس طرح کا ناجائز تصرف شروع کر دیا ہے کہ علم و حکمت کے اصلی ورثہ، اصلی اور کھرے جواہر سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مورثوں کے سامنے یہ کھوٹی پونجی پیش کر دی جائے تو وہ غریب نہ صرف انھیں پہچان نہ سکیں بلکہ اپنی طرف ان کی نسبت کو اپنی اچھی خاصی توہین مان لیں۔

ایک طرف تو ترویج علوم و اشاعت کتب پر زمانہ کو وہ ناز و افتخار کہ اللہ کی پناہ۔ طباعت کی ایجاد، چاپ خانہ کی کثرت پر وہ غوغا کہ آسمان کو سر پر اٹھالیا گیا ہے اور دوسری طرف اصل کتابوں کی اس طرح قطع و برید اور ان میں اس قسم کی تبدیل و تحریف اور ایسی تحریف اور ایسی خیانت کہ شرافت و دیانت کی پیشانی عرق عرق ہو جائے۔

مطالعہ کے وقت کبھی کبھی جب میرے سامنے خیانت کا یہ منظر پیش آیا تو اخباروں، رسالوں میں چند سطریں لکھ کر شائع کر کے اہل انصاف اور ذوق تحقیق والوں کو متوجہ کر دیا کرتا تھا۔ جب اس طرح کے کسی مضامین چھپے تو لوگوں کی خواہش ہوئی کہ ان کو یکجا کر دیا جائے۔ چنانچہ رسالہ ”الواعظ“ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں بطور ضمیمہ شائع کر دے گئے۔ یہ ۱۹۴۳ء کے ”الواعظ“ میں گویا دوسری اشاعت تھی۔ جن حضرات نے ان مضامین کو شوق سے پڑھا ان کی خواہش ہوئی کہ اس اہم اور ضروری چیز کو علیحدہ مستقل کتابی شکل میں پھر شائع کیا جائے۔

بعض مضامین میں تفصیل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بعض قسطیں اور بھی مل گئیں چنانچہ حسب موقع و گنجائش مناسب تفصیل اور اضافہ کر کے تیسری دفعہ علیحدہ کتابی صورت میں یہ مضامین ہدیہ ناظرین ہیں۔

اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ جن حضرات کے پاس اس وقت اصلی کتابیں موجود ہیں ان کی خصوصی حفاظت کریں جن کے پاس نہیں ہیں وہ جب حاصل کریں تو کوشش کر کے وہ نسخے حاصل کریں جو غیر محرف ہیں اور آئندہ نسلوں کے پاس یہ سند ہے کہ کتابوں میں اس طرح ”علمی خیانت“ کی گئی ہے۔

یہ امر واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حوالہ جب تک میں نے خود اصل

کتاب کو نہیں دیکھ لیا ہے نہیں لکھا ہے۔ لہذا جب زمانہ آئندہ میں خصوصاً بحث و مناظرہ کے وقت کوئی کتاب پیش ہو تو یہ تحقیق کر لی جائے کہ اصلی ہے یا محرف۔ کس مطبع اور کس کے اہتمام سے چھپی ہے۔

ہمارے علماء ہمیشہ سے غیر متزلزل ایمانداری کے ساتھ حوالہ دیتے رہے ہیں۔ اگر کسی مستند بزرگ نے کوئی حوالہ دیا ہو تو بے تحقیق اس سے انکار نہ کیا جائے اور کسی بے اعتبار کے حوالہ کا بغیر تفتیش اقرار نہ کیا جائے۔

عدیل اختر
مدرسۃ الوداعین، لکھنؤ
۲۴ فروری ۱۹۲۶ء

Handwritten text in Urdu script, likely a manuscript or a page from a book. The text is written in a cursive style and is mostly illegible due to the low resolution and blurring of the image. There are approximately 15 lines of text visible across the page.

علمی خیانتیں

اس زمانہ کی مطبوع کتابیں ناقابل اعتبار ہو جائیں گی
دیانت و مذہب کا آئندہ وقار کم ہو جائے گا

جب تک مطابع کا وجود نہ تھا، تصنیفات و تالیفات کی اشاعت و نقل نہایت دشوار بات تھی۔ نقل کرنے میں بڑے اہتمام کی ضرورت ہوتی تھی۔ ناقل کو منقول عنہ کے اعتبار و توثیق کے لئے صحت نقل وغیرہ کی ضرورت ہوتی تھی۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد نے اگرچہ مصنفین کے لئے بہتری سہولتیں پیدا کر دیں لیکن اسی کے ساتھ صاحبان مطبع کا یہ جرم ان تمام حسنات کو خاک میں ملاتا ہے کہ مصنفین و مولفین کی اصل کتاب نہیں چھاپتے بلکہ اس طرح کی اس میں قطع و برید کر دیتے ہیں جو کسی طرح ان کتابوں کو اصل مولف یا مصنف کی باقی نہیں رہنے دیتی۔ اگرچہ یہ مصیبت بالکل نئی نہیں ہے بلکہ اگلے وقتوں میں بھی اس قسم کی کمی بیشی کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اس کی آفت سے آجکل کی مصیبت زیادہ سخت ہے وہاں کمی بیشی پر کم از کم کوئی تنبیہ دکھائی دیتی ہے مگر آجکل کسی قسم کی تنبیہ بھی نہ رہی ہے۔ وہاں نقل میں تاخیر تھی تو عیب پھیلنے میں بھی دیر ہوتی تھی اب دونوں میں تیزی ہو گئی۔

بخاری شریف کی حدیث میں تحریف

کتاب النفقات باب فضل النفقة علی الاہل پارہ بائیسواں صفحہ آٹھ سو چھ
 اور سات مطبوعہ کرزن گزٹ پریس دہلی ۱۳۲۵ھ میں ایک حدیث ہے اور وہی حدیث
 انھیں راویوں اور حالات روایت کے ساتھ کتاب مسلم کتاب الجہاد والسیر باب
 حکم الفی جلد دوم صفحہ ستر اور اکہتر مطبوعہ مطبعہ مینیہ مصر ۱۳۲۶ھ میں ہے مگر جو تصحیح

مسلم میں موجود ہیں وہ بالکل بخاری سے غائب ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ دونوں روایتوں میں ہر ایک کو جو پہونچی لکھی گئی کمی کرنا یا نکال ڈالنا کیونکر سمجھا جائے۔ لیکن ملاحظہ ہو عبارت نووی شرح مسلم بر حاشیہ ارشاد الساری شرح بخاری، مطبوع مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۶ھ جلد نہم ص ۲۶۳ و ۲۶۴ :

قال القاضي عياض قال	قاضي عياض کہتے ہیں کہ مازری نے کہا
المازري هذا اللفظ	ہے کہ اس واقعہ کا ظاہر عباس کی شان
الذي وقع لا يليق	کے موافق نہیں معلوم ہوتا اور یہ تو ہوسا
ظاهرة بالعباس و	نہیں سکتا کہ ان صفات مذکورہ (کاذب،
حاش لعلی ان يكون	غادر، خائن، آثم) میں سے کوئی ایک
فيه بعض هذه الاوصاف	بات بھی علی میں ہو سکے۔ چہ جائیکہ
فضلاً عن کلهما ولسنا	سب باتیں۔ ہم بھی اگرچہ سوائے
نقطع بالعصمة الا للنبی	نبی صلعم اور جن کے متعلق آپ نے
صلعم و لمن شهدہ	فرما دیا ہے اور کسی کی عصمت کا یقین
بما لکنا مامورون	نہیں رکھتے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ہم
بحسن الظن بالصحابۃ	مامور ہیں کہ تمام صحابہ سے حسن ظن
رضی اللہ عنہم اجمعین	رکھیں اور کل صحابہ سے ہر قسم کی برائی
و نفی کل رذیلة	کی نفی کریں۔ مگر چونکہ اس روایت
عنہم و اذا انسدت	میں تاویل کرنے کی کوئی گنجائش ہی
طرق تاویلها نسبنا	نہیں ہے۔ اس لئے ہم کذب کو راوی
الکذب الی روايتها	کی طرف منسوب کرتے ہیں (یعنی راوی
قال وقد حمل هذا	جھوٹا ہے) مازری صاحب ہی یہ بھی
المعنی بعض الناس	کہتے ہیں کہ یہی باعث ہوا کہ بعض لوگوں

لے کیا یہ بات عصمت سے کم ہے۔ ۱۲ ناشر

علیٰ ان ازال هذا
 اللفظ من نسخه
 تورعاً من اثبات
 هذا ولعله جعل
 الوهم علی روايته۔
 نے اس لفظ کو (اس روایت میں سے)
 اپنی کتاب سے نکال ڈالا ہے اور خیال
 پر ہیزگاری ایسا مناسب نہ سمجھا۔ غالباً
 انھوں نے بھی راویوں کا وہم ہی خیال
 کیا۔

نودی کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اصل روایت تو اسی طرح ہے جس طرح
 مسلم میں ہے۔ لیکن چونکہ علیؑ اور عباس میں وہ باتیں نہیں ہو سکتیں اور تاویل کی کوئی گنجائش
 بھی نہیں ہے۔ لہذا ضروری ٹھہرا کہ راوی کو جھوٹا کہہ دیا جائے اور یہی خیال کر کے اس
 روایت میں سے ان الفاظ کو نکال ڈالنا موافق پرہیزگاری ہے۔ چنانچہ بخاری کی روایت
 دیکھنے سے واضح ہو گیا۔

مجھے چونکہ اس وقت اس امر کی طرف متوجہ کرنا نہیں ہے کہ بخاری یا مسلم میں باوجود
 اس کے راویوں کے کاذب ہونے کے بھی ان کے روایات درج ہونے کے بعد پھر
 ان کو علی الاطلاق صحیح کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ نہ مجھے اس وقت اس سے بحث
 ہے کہ اصل روایت میں اور بھی عجیب عجیب باتیں ہیں۔ مثلاً باوجود اس کے کہ حضرت عباس
 یا حضرت علیؑ کو علم بھی ہو کہ رسول صلعم نے لا نرت ولا نورث فرمایا ہو۔ پھر بھی یہ
 دونوں میراث طلب کریں، یا صدقہ لینے کی سعی فرمائیں، یا یہ کہ کتابوں میں تصریح ہے کہ یہ
 روایت صرف حضرت ابوبکر کو معلوم تھی اور کسی دوسرے صحابی کو نہیں اور اس جگہ بکثرت
 صحابہ کو اس کا پتہ ہے۔ ازیں قبیل دیگر امور۔ یہ کون دریافت کرے کہ رسول صلعم نے
 کن کن لوگوں کی عصمت کی گواہی دی۔ ان کے ساتھ مسلمانوں نے کب کب عصمت کا بڑتاؤ
 کیا۔ یا جب سارے صحابہ سے ہر قسم کی بُرائی کی نفی کا حکم ہے تو عصمت اس کے علاوہ کیا
 ہے اور وہ کون سا امر ہے وغیرہ، یہ امور میرے رسالہ کے موضوع سے خارج ہیں۔

مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ بخاری صاحب کو یا تو اس طرح کی روایت راویوں کے
 جھوٹے ہونے کے سبب اپنی ”صحیح“ میں لکھنا ہی نہ چاہئے تھی، یا اگر لکھی تھی تو پوری روایت

لکھ دیتے، یا لکھ کر یہ لکھ دیتے کہ اصل روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ مگر میں ان کو غلط یا وہم سمجھتا ہوں اور نہیں تو نووی کی طرح ہی کرتے۔ ایسا تو مناسب نہ تھا کہ مخفی کسی یا زیادتی کے باعث بن جاتے۔

یہ تو کتاب النفقات کا حال ہے لیکن کتاب الخمس میں تو لفظ کذا کذا ابھی غائب ہے۔ یہ تو اگلے افسانے تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات کے چھپانے یا بدلنے میں کیا صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ اب حال کے رنگ دیکھئے۔

شرح عقائد نسفی میں تحریف

مولوی شبلی صاحب کا اعتراض اور توجیہ

اصل تو یہ ہے کہ تحریف کا پہلا حملہ بہت دنوں قبل ہو چکا تھا۔ اس کے مخفی کرنے کی کوشش، عام اشاعت نہ ہونے اور دیگر اسباب سے کامیابی ہو جاتی رہی ہوگی۔ لیکن اب نہ وہ زور حکومت ہے، نہ سطوت و جبروت شہنشاہی۔ اس لئے یہ کوشش جلد بار آور نہیں ہوتی۔ البتہ رفتہ رفتہ جس طرح گذشتہ واقعات و حادثات چھپاتے چھپاتے بہت کچھ چھپ گئے۔ شاید خدا نخواستہ کوئی ایسا عہد آجائے جب اصلی واقعات کے بچے کھچے حصے بھی گم ہو جائیں، یا اتفاقاً کسی تصنیف میں نوٹ کے ہوئے رہ جائیں اور اصل مصنف کی بات نہ رہ جائے۔

کتابوں کے چھپنے میں اعتدال سے زیادہ احتیاط

یہ سُرخِ بے عینہ مولانا شبلی صاحب کے الفاظ اور انھیں کی سُرخِ بے جو آپ نے اپنے سفرنامہ روم و مصر میں بذیل حالات قسطنطنیہ لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو سفرنامہ مذکور مطبوع مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۳۲۲ھ۔ اس سُرخِ بے کے ماتحت مولوی صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

”لیکن افسوس ہے کہ آج کل اس کا طریق عمل اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے۔

یہ صیغہ تحریف و تبدل کی روک کی غرض سے قائم ہوا تھا۔ مگر بعض ”ادقات“

اس نے خود تحریف و تغیر پر عمل کیا ہے۔ میرے سامنے ایک مطبع میں شرح عقائد

نسفی“ چھپ رہی تھی، معارف نے اس کتاب کی تمام وہ عبارت قلم زد کر دی تھی جس میں خلافت کی بحث ہے۔ اور الاثمۃ من قریش کی حدیث مذکور ہے۔ مطبع والے نے مجبوراً اسی قلم زد نسخہ کو چھاپا۔ میں نے اصل نسخہ پر جس پر معارف نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں رنج و غصہ کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے یہ تصرف بخیاں خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش میں کیا ہوگا۔ لیکن اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو ہرگز اس کو پسند نہ کرتے۔“

یہ ہیں شبلی صاحب کے الفاظ، اور میں نے سفرنامہ روم و مصر میں جو پشاور میونسپل لائبریری میں موجود ہے، خود دیکھے اور نقل کئے۔ مولوی صاحب کی اس عبارت میں معارف کو بچانے اور حسب عادت الفاظ میں پوشیدہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اعتدال سے زیادہ احتیاط کے الفاظ اس پر دال ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تمام کتابوں میں جو مولوی صاحب کے دیکھنے سے پہلے اور بعد میں زیر نگرانی معارف چھاپی گئیں کیا کیا تغیرات کئے گئے ہوں گے اور نہ جاننے کیا کیا گل کھلے ہوں گے۔ مولوی صاحب کی رائے بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ تاریخ کے اوراق شاید ہیں کہ سلطنت کی ہوا خواہی میں کیا کچھ روار کھا گیا ہے۔ کاش صاحبان انصاف اس امر کی طرف متوجہ ہوتے کہ غیر مستحق اور نااہل کو مستحق اور اہل بنانے کی سعی اصل مذہب و مشرب کے ضعف کی دلیل ہے۔ وہ سلطنت ہی کی ہوا خواہی تھی جو مہدی عباسی کی کبوتر بازی کے جواز کے لئے وضع حدیث کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی۔ وہ سلطان ہی کی ہوا خواہی تھی جو ہارون رشید اور قاضی ابو یوسف کے درمیان ہوئی جس کو ابن مبارک سے تاریخ الخلفاء میں علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۱ و ۱۰۲، مطبوع فخر المطابع لکھنؤ) یہ سلطنت ہی کی ہوا خواہی تھی کہ بنی امیہ جب اپنے زمانہ میں یہ سنت تھے کہ کسی لڑکے کا

نام علی رکھا گیا ہے تو اس کو قتل کر ڈالتے تھے۔ لہذا علی نام نہ رکھا جاتا تھا بلکہ نہ لیا جاتا تھا۔ (تذریب الراوی علامہ سیوطی ص ۶۹ و ۷۰، مطبوع مطبعہ خیریہ مصر ۱۳۰۴ھ)۔ اور وہ سلطان ہی کی ہوا خواہی تھی جو یزید کے لئے کی گئی اور آج تک اس کا اثر باقی ہے کہ حسین کا نام لینا تک بدعت قرار دیا جاتا ہے۔

علامہ ابن ابی الحدید کا اعتراف نہج البلاغہ میں سے خاص الفاظ کا اخراج

علامہ عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی نے نہج البلاغہ کی ایک مبسوط اور نادر شرح لکھی ہے اور اس کے بیس جزو قرار دیے ہیں۔ مطبع میمنیہ مصر نے جس کے مالک مصطفیٰ بابی وغیرہ ہیں اس کو چار جلدوں میں ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۳۹ھ میں چھاپا ہے۔ اس شرح کے سترہویں جزو (اور طبع کے اعتبار سے) چوتھی جلد ص ۱۶۵ پر امیر المومنینؑ کے اس کلام کی شرح کے سلسلہ میں جسے اس طرح شروع کیا گیا ہے :

”من کتاب له عليه السلام الى اهل مصر مع مالك
الاشتر رحمه الله۔“

كما ينشال التراب على ابى بكر وهكذا لفظ الكتاب
الذى كتبه للاشتر وانما الناس يكتبونه الآن الى فلان
تذمما من ذكر الاسم كما يكتبون في اول الشقشقية اما والله
لقد قمصها ابن ابى قحافة۔“

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر کا نام ان ان مواقع سے جہاں بقول
حضرت علیؑ حضرت ابو بکر کی مذمت نکلتی تھی نکال دینے کا ایک دستور ہی ہو گیا۔

امالی سید مرتضیٰ علم الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ

علم الہدیٰ کے تصانیف کا کیا کہنا۔ ایک ایک لفظ بھی فوائد کثیر سے پُر ہے۔ آپ
کی ”امالی“ جو دراصل تصنیف نہیں بلکہ وقت نشست کی گفتگو ہے لیکن حقیقت یہ ہے

کہ یہ رواداری کی گفتگو جن لوگوں نے لکھ لی انھوں نے علمی دنیا کے ہاتھوں میں ایک بے بہا خزانہ دے دیا، جس کی قیمت ہزاروں سلاطین کے خزانے بھی نہیں ہو سکتے۔ آیات و احادیث مشککہ و متشابہہ کے متعلق تو علی الخصوص ایسے حل ہیں جو کسی دوسرے عالم کے تصانیف میں مشکل ہی سے دکھائی دیں گے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ملیں گے ہی نہیں سبحان اللہ علماء اور مجلس علماء کی شان کبھی یہ تھی کہ دلچسپی اور وقت گزاری کے اوقات کی گفتگو کا مجموعہ ایسی گراں قدر تفسیر، حدیث، ادب اور تاریخ کی تصنیف کا مجموعہ بن گیا یا آج ہے کہ مدعیان علم کی دن رات کی کل گھڑیاں جوڑی جائیں جب بھی کوئی افادہ کی سطر نہ بن سکے۔ ربنا زدنا علماً و توفیقاً۔

المختصر شیعوں کو بھلا کہاں توفیق کہ اس بے بہا جوہر کو مطبوع کرتے۔ دنیا میں روپیہ ضائع کرنے اور واہی تباہی کا غد کو نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرنے سے کب فرصت۔ مصر کے مطبع سعادتہ بخوار محافظہ مصر کے مالک کے مقدر میں یہ سعادت مالک نے لکھی کہ محمد اسماعیل نے اپنے مطبع میں پہلی دفعہ ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ لیکن اس پر جو حاشیہ دیا گیا ہے باوجود مفید ہونے کے اس میں یہ غلطی نمایاں ہے کہ محشی کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ مصنف معتزلی نہیں بلکہ شیعہ ہیں اور انھوں نے مصنف کے خیالات کو معتزلی عقیدہ خیال کر کے رد کرنے کی کوشش کی ہے اور کامیاب بھی نہیں ہو سکے۔

اصل کتاب میں بھی کہیں کہیں الفاظ میں کمی زیادتی کی گئی ہے۔ علی الخصوص ان لوگوں کو جنھیں شیعہ واجب الاحترام نہیں جانتے محترم بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف علام رحمہ اللہ خود شیعہ اور سید تھے۔ لہذا ہر موقع پر جناب سرور کائنات کا نام لیتے وقت "صلی اللہ علیہ والہ وسلم" تھا، یعنی آپ پر بغیر آل کے صلوات نہیں لکھی گئی تھی۔ لیکن اس مطبع نے عام اہلسنت کے مذاق کے مطابق ہر جگہ صلوات سے آل کو جدا کر دیا ہے اور فقط "صلی اللہ علیہ وسلم" چھاپا ہے۔ اسی مطبع کی چھپی ہوئی جلد چہارم ص ۷۶، مجلس ۶۵ جس میں "حتیٰ اذا جاء امرنا وفار التنور" پر وار د کئے ہوئے شہادت کے جوابات لکھتے ہوئے لکھا ہے وثالثھا ان یکون المراد بفار التنور ای برز التنور وظہر

الضوء وتكاثف حرارة دخول النار وتقضى الليل وهذا القول يروى عن
 امير المؤمنين على رضى الله عنه - حالانکہ کوئی معمولی واقفیت کا شیعہ ان حضرات
 کے لئے رضى الله عنه کہنے پر اس لئے راضی نہیں کہ یہ دعا غیر معصوم کے لئے زیبا
 ہے۔ رضى الله عنه کی دعا معصومین کے رتبہ سے پست بلکہ ممکن ہے کہ ان کی ایک
 طرح تو ہین ہو جائے۔ چنانچہ شیعوں کے طریقہ مستمرہ میں ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کو اور
 چہار دہ معصومین علیہم السلام کو علیہم السلام کہتے ہیں۔ رضا کی دعا تو وہاں ہوتی ہے
 جہاں عدم رضا کا امکان نکل سکے اور معصوم کے لئے ایسا ممکن نہیں۔ ان سے تو خدا کا
 راضی ہونا ابھی سے متیقن ہے۔ اسے دعا اور قیامت پر نہیں اٹھا رکھا گیا۔
 بظاہر ان حضرات کو "رضی اللہ عنہ" کہنے کی ابتدا چالاک پروپیگنڈہ کرنے والوں
 نے کی ہے۔ اس موقع پر اس لطیفہ کا بھی خیال آگیا جب اتفاقاً علامہ بخاری نے حضرت
 علیؑ کو علیہ السلام لکھ دیا ہے تو اس پر ان سے مواخذہ فرمایا ہے۔
 (تنبیہ) جب یہ مضمون لکھا گیا تھا اس وقت میری نظر سے علم الہدیٰ کی

نوٹ: اصل مسودہ سے ایک صفحہ غائب ہو گیا۔

یا علم الہدیٰ کو غیر شیعہ کہنے کی سعی کریں گے اور جس طرح غالب کے کمال کو دیکھ کر ان کو اہلسنت بنانا چاہتے ہیں، علم الہدیٰ کے حق میں بھی ایسا ہی حملہ کریں گے۔ الی غیر ذلک من الفساد۔

ع۔ سرچشمہ باید گرفتن بہ میل

تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی

علامہ جلال الدین سیوطی کی مشہور تفسیر ”درمنثور“ جو چھ جلدوں میں مطبع مینہ مصر میں ۱۳۱۴ھ میں چھپی ہے اس کی جلد چہارم ص ۱۹۵، سطر ۱ میں بذیل آیہ رب اشرح لی صدری... الیہا روایت ذیل نقل کی گئی ہے مگر اس میں سے لفظ ”علیٰ“ نکال ڈالی گئی ہے اور اس کی جگہ لفظ ”ہارون“ رکھا گیا ہے، تاکہ بجائے تصریح کے تلویح ہو جائے اور آئندہ شبہ پیدا کیا جاسکے۔ اس امر کی تائید کے لئے میں کتاب ”ارجح المطالب“ مولفہ مولوی عبید اللہ امرتسری بسمل مطبوع لاہور کی اس عبارت کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں جو تفسیر ثعلبی سے نقل کی گئی ہے۔ وہ یہی روایت ہے اور اس میں لفظ ”علیٰ“ موجود ہے۔ خود درمنثور کی موجودہ عبارت بھی صاف بتاتی ہے کہ یہاں پر لفظ ”علیٰ“ ہی ہونا چاہیے۔ ملاحظہ ہو عبارت درمنثور:

اخرج ابن مردويه و	ابن مردويه اور خطيب اور ابن عساكر
الخطيب و ابن عساكر	نے اسماء بنت عيسى سے روایت کی ہے
عن اسماء بنت عيسى	وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
قالت رأيت رسول الله	علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کوہ شبیر کے سامنے
صلى الله عليه وسلم	کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں اے شبیر
بازاء شبير وهو يقول	چمک اٹھ، اے شبیر چمک اٹھ۔ اے
اشرق شبير، اشرق	اللہ میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں
شبير۔ اللهم اني	جو میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے کیا

اسئلک بما سألک
 اخى موسى ان تشرح لى
 صدرى وتيسر لى امرى
 وان تحل عقدة من
 لسانى يفقهوا قولى
 واجعل لى وزيرا
 من اهلى هارون
 اخى اشدد به
 ازرى واشركه فى
 امرى نسبحك كثيرا
 انك كنت بنا بصيرا
 تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ کر دے اور
 میرے امر (نبوت) کو سہل کر دے اور
 میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ
 لوگ میرے قول کو سمجھ سکیں اور میرا
 وزیر میرے اہل میں سے میرے بھائی
 ہارون کو قرار دے۔ اس سے میرے
 بازو کو قوی کر دے اور میرا نبوت
 میں اُسے میرا شریک قرار دیدے تاکہ
 ہم بکثرت تیری تسبیح کریں اور بکثرت
 تجھے یاد کریں، یقیناً تو ہمارے حالات
 کا ناظر ہے۔

کشکول علامہ بہائی علیہ الرحمۃ

امالی علم الہدیٰ کے متعلق پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اس وقت میرے سامنے علامہ
 بہائی علیہ الرحمۃ کی کشکول ہے جو مطبعہ "الشرف العامرہ" مصر میں سید اسماعیل ابراہیم شریف
 کے ادارہ میں آخر رمضان ۱۲۲۹ھ میں اتمام کو پہنچی ہے۔ اس کے آخر میں علامہ بہائیؒ
 کے قصیدہ رابیہ کی شرح بھی چھپی ہے جو امام عصر علیہ السلام کے باب میں ہے۔ اس کے شارح
 شیخ احمد مبینی ہیں۔ لطیفہ یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں عداوت آل محمد علیہم السلام کا داغ لگایا گیا
 ہے۔ بسم اللہ کے بعد یہ لکھا گیا ہے:

"الحمد لله الواحد المعين وصلى الله على سيدنا

محمد وصحبه اجمعين"

حالانکہ کشکول کا وہ نسخہ جو طہران میں شائع ہوا ہے اس کے لوح پر اس کی تاریخ اشاعت
 بیست و چہار شہر ربیع اولیٰ ہزار و دوست و شصت چھپا ہوا ہے جو اس وقت میرے پیش نظر

ہے اور پشاور کی اسلامیہ کالج اور ٹیل لائبریری کی ملک ہے اور اس کی عبارت اس طرح ہے :

”الحمد لله الواحد المعين وصلى الله على سيدنا

محمد وآله اجمعين“

بددیانتی اور خیانت کا یہ مظاہرہ مصر کی فرعونیت کی تازہ یادگار ہے۔ کس کو معلوم نہیں کہ شیعہ نقطہ نگاہ (بلکہ اگر کتابوں کو دیکھا جائے تو اہل سنت کی کتابوں کی تصریحات) واضح طور پر اعلان کرتے ہیں کہ تمام صحابہ ہرگز صلوات کے لائق نہیں ہیں۔ لیکن یہاں پر ایسا کر دیا گیا ہے۔ آل کو نکال کر اصحاب کو داخل کیا گیا اور اجمعین کی تاکید ساتھ کی گئی۔ یہ تو اعتقاد کی گفتگو تھی۔ یہاں تو سوال مطیع کے حق کے متعلق ہے کہ کسی مصنف کی کتاب میں اس طرح کی تحریف کا کیا حق ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ کارروائی چُپکے سے ہو گئی۔ نہ کہیں اشارہ نہ کہیں تصریح کہ اس کتاب میں کیا تغیر کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ جہاں کہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کا ذکر کیا گیا ہے ہر جگہ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ مصنف کے نزدیک آل کا ذکر نہ کرنا صرف رسم کے خلاف نہیں بلکہ گناہ کے ہم معنی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اہلسنت کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے لا تصلوا علی الصلوۃ البتراء۔

اسی طرح امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ لکھنا بھی شیعیت نہیں بلکہ اہلسنت کا مذاق ہے اور مصنف کتاب شیعہ ہیں۔ لیکن مصر کی اس چھپی ہوئی کتاب میں بجائے علیہ السلام کے کرم اللہ وجہہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ ظاہر ہے جناب بہائیؑ نہ صرف شیعوں کے جلیل القدر عالم دین اور مجتہد مذہب تھے بلکہ علامہ زماں تھے۔ بھلا ان کے قلم سے کب ممکن تھا کہ اس طرح کی تحریر نکلتی۔ چنانچہ طہرانی چھاپے کی کتاب دیکھئے ہر جگہ اسی انداز سے نام لیا گیا ہے جو شیعوں کے نزدیک زیبا ہے۔ دیگر ائمہ علیہم السلام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ بھی رضی اللہ عنہ، چھاپا گیا ہے جو نہ تو شیعوں کا طریقہ ہے، نہ اصل کتاب مطبوعہ ایران میں پایا جاتا ہے۔

یہ باتیں تو بطور کلیہ ذکر کی گئیں۔ ان کے علاوہ مطالب میں بھی عجیب عجیب طرح سے دست اندازی کی گئی ہے۔ چنانچہ ص ۹۳ پر ایک بدکار کی حکایت لکھ کر قال معاویہ شروع کر دیا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ اس کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا بے جوڑ اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جو ہمارے نزدیک صریحی گناہ ہے۔ حالانکہ طہرانی چھاپہ میں اس حکایت کے بعد قال حکیم مارایت اللہ ایک نصیحت لکھی ہے۔ اس کے بعد شبلی سے سوال و جواب لکھا ہے۔ پھر ایک فائدہ ہے۔ اس کے بعد قال معاویہ لابن عباس سے وہ حکایت شروع کی گئی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اس میں معاویہ کے نام کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ اس طرح عبارتوں میں تقدیم تاخیر سے تصرف بھی کیا گیا۔ مخفی کمی زیادتی بھی ہوئی اور آگے بڑھ کر تو اور لطیفہ ہے، یعنی طہرانی چھاپہ میں معاویہ کی حکایت کے بعد دو ایک اور حکایتیں ہیں۔ پھر یہ عبارت شروع ہوتی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم احمد اللہ علیٰ جزیل الاثۃ واصلی علی اشرف اولیائہ وانبیائہ وبعدا ین شکستہ بستہ چند است در بحر خب کہ در میان عرب معروف و مشہور است و در مابین شعرا و عجم غیر معروف۔ بخاطر فائز فقر قرار باب الشہداء الدین محمد العالی رسیدہ اے مرکز دار ایمان دے زبدہ عالم کون و مکان۔

یہ نظم ۲۹ شعروں کی ہے، جس میں مناجات اور چہارہ معصومین علیہم السلام کے نام کا واسطہ نظم ہے۔ اس نظم کا آخری شعر:

دارستہ ز دنیا و دوش کن

سر حلقہ اہل جن و انس کن

یہ پوری نظم مصری چھاپہ میں غائب کر دی گئی ہے۔ اس نظم کے بعد فی نصیحتہ النفس الامارۃ اے باد صبا بہ پیام کسے چہ شہر خطا کاراں برسی۔ یہ نظم ۷ شعروں کی ہے۔ یہ بھی پوری غائب ہے۔ اس کے بعد فی ذم من صرف عمرہ فی العلوم الرسمیۃ الدینیۃ و لم یلتفت الی العلوم الحقیقۃ الاخریۃ۔ اے کردہ بعلم مجازی خوشنیدہ ز علم حقیقی بو۔ یہ نظم اور اس کے بعد کی کسی اور نظمیں اسی بحر

میں، وہ سب مکمل غائب ہیں۔ اس طرح ساڑھے تین صفحے غائب کر کے پھر بسطامی کی حکایت نقل کی گئی ہے۔ صفحہ ۱۴۲ پر جو مختلف شعراء کے اشعار نقل کئے گئے ہیں ان میں شیخ جیلانی کا نام اس طرح لکھا گیا ہے الشیخ العارف عبد القادر جیلانی قدس سرہ لیکن طہرانی چھاپہ کے ص ۱۴۰ پر الشیخ العارف عبد القادر کیلانی ہے۔ ص ۱۵۰ پر لکھا ہے عن ضرار بن ضمیرہ قال دخلت علی معاویۃ رضی اللہ عنہ ظاہر ہے شیخہ نقطہ نگاہ سے یزید کے باپ کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس چھاپہ خانہ کا ایسا ظلم کس درجہ قابل نفرت و حقارت ہے۔

معاویہ پرست طابع و ناشر کو یہی مقام طہرانی چھاپہ کے ص ۱۰۸ پر اس طرح کیوں نہ سوجھا، عن ضرار بن ضمیرہ دخلت علی معاویۃ بعد قتل امیر المومنین علیہ السلام حقیقتاً بنی امیہ پرستی کے سبب بصیرت کے ساتھ بصارت بھی گم ہو گئی۔ طہرانی ص ۲۰۰ پر ابو مسلم خراسانی کے اشعار نقل کر کے آیہ وان کنتم فی ریب مما نزلنا... الخ کی تفسیر شروع کی ہے۔ لیکن مصری چھاپہ میں ص ۲۱۵ پر ابو مسلم کے اشعار کے بعد حجاج کی حکایت، پھر شعبی سے سوال جواب، پھر کلبی کی روایت، پھر طغرائی کے اشعار لکھے گئے ہیں۔ اس طرح تقریباً پون صفحہ زائد کر دیا گیا ہے۔ اگر پوری کتاب پر تبصرہ کیا جائے تو حد درجہ طول ہو گا۔ ص ۲۲۶ پر عبارت کم، ص ۲۲۷ پر عبارت زائد۔ ص ۲۲۸ پر عبارت کم، ص ۲۲۹ پر سے پورا صفحہ غائب۔ ص ۲۳۷ پر سے منظر کی حکایت غائب پھر اسی کے قریب طلسمات کی عبارت غائب۔ اسی طرح ص ۲۳۷ پر طبع مصر جو طہرانی کے ص ۲۲۲ سے مطابق ہوتی ہے حاجری کی نظم درمیان سے غائب غرض اسی طرح تمام کی تمام کتاب مسخ کر دی گئی ہے۔ کمی زیادتی، تقدیم تاخیر، تبدیل تغیر سب طرح کی تحریف کر کے کتاب کو کسی طرح مصنف کی کتاب نہیں رہنے یا کم از کم کہنے کے قابل نہیں رکھا گیا اور فارسی کا حصہ اس طرح غائب ہے کہ کہیں پتہ ہی نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتدا میں تو دونوں چھاپوں کے صفحے ملتے جلتے ہیں، لیکن آگے چل کر صفحوں کا بڑا فرق پڑ گیا ہے۔ ص ۲۸۷ طبع مصر پر جو طہرانی ص ۲۶۲ کے مطابق پڑتی ہے اصل میں دخل

علیہ عمر بن الخطاب ہے۔ لیکن مصری کو یہاں تو خواہ مخواہ رضی اللہ عنہ بڑھانا تھا ہی۔ حالانکہ مصنف کے نقطہ نگاہ اور اصل کتاب کے برخلاف یہ زیادتی کس درجہ ظلم بلکہ گناہ ہے۔

ازیں قبیل بے شمار تحریف کی گئی ہے۔ تمام کا ذکر کرنا، اس کے معنی یہ ہیں کہ پوری دو کھول نقل کی جائے۔

اس قدر لکھنے کا مقصود صرف یہ ہے کہ آئندہ نسلوں کے لیے یہ سند رہے کہ ہمارے مخالفین اس قسم کی حرکاتِ نازیبا و تحریفات مجرمانہ سے کام لینے میں ذریعہ نہیں کرتے۔ جب آج کی دنیا میں یہ حال ہے تو ابتداء کیا کرتے رہے ہوں گے اور نہ جانے آئندہ کیا رنگ اختیار کریں گے اور کتابیں کیونکر معتبر اور قابلِ سند ہوں گی۔ اگر اب بھی شیعوں نے غفلت سے کام لیا تو یہ مصیبت ایسی ہوگی جس کی تلافی ناممکن ہوگی۔ شیعو! جاگو جاگو ہوشیار ہو جاؤ۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری

فقہ اکبر امام ابو حنیفہ صاحب کی کتاب کہی جاتی ہے اور اس کی شرح ملا علی قاری نے کی ہے۔ اس کتاب کے چھاپنے میں اس قدر تغیر سے کام لیا گیا ہے جس کا کوئی شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کا اندازہ اس طرح کیجئے کہ یہ کتاب ایک تو ”مطبع قیومی کانپور“ میں ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ طبع ہوئی ہے۔ اس کا حجم ۲۴۴ صفحے ہے اور ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں، اور دوسرا نسخہ جو میرے سامنے ہے وہ ”مطبع مجتہبی دہلی“ میں چھپا ہے۔ یہ نسخہ پہلی دفعہ حسب ایماے حافظ عبدالاحد صاحب مطبع مجتہبی دہلی میں شوال ۱۳۰۷ھ میں چھپا تھا۔ دوسری دفعہ ”بہ تصحیح جدید و تنقیح مزید“ رجب ۱۳۱۴ھ میں چھپا۔ تیسری دفعہ ”تصحیح و تنقیح“ میں جہد کثیر کے بعد ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوا۔ یہی تیسری طبع کا نسخہ اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔ اس کا حجم بھی ۲۴۴ صفحے ہے اور ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔ قیومی اور مجتہبی دونوں میں بہت سی ایسی عبارتیں موجود ہیں جو مطبوع مینیمہ مصر ماہ رمضان ۱۳۲۹ھ

میں سے غائب کر دی گئی ہیں۔ ہندوستانی اور مصری دونوں کتابوں کے حروف جلی اور خفی ہونے میں تقریباً یکساں ہیں۔ پھر بھی مصری کا حجم فقط ۸۳ صفحے ہے۔ میں نے دونوں کتابوں کا مقابلہ کر کے چاہا کہ کل تحریف کا پتہ دوں تو مجھے معلوم ہوا کہ تقریباً ساری کتاب ہی نقل کرنا پڑے گی، کیونکہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ تحریف موجود ہے۔ لہذا مثلاً بعض جگہوں کا پتہ دے کر پڑھنے والوں کو متوجہ کر دیتا ہوں۔

مطبوع مصر کے صفحہ ۶۱ سطر ۱۱ کے بعد سے یہ عبارت نکال ڈالی گئی ہے، وکذا الوالی واما الخلیفة فلیس لهم ان یولوا الخلافة الا افضلهم وهذا فی الخلفاء خاصة وعلیه اجماع الامة۔ یہ عبارت مطبوع مطبع مجتبائی کے ص ۷۷ سطر ۱۳ و ۱۴ پر موجود ہے اور مطبوع قیومی میں بھی۔ اس کے بعد مصری چھاپہ میں ذیل کی عبارت زائد ہے جو قیومی اور مجتبائی کسی میں نہیں ہے، و تفضیل ابی بکر و عمر متفق علیہ بین السنة اس کے ایک صفحہ کے بعد مطبوع مصر میں حضرت ابو بکر کی افضلیت و استحقاق خلافت کے متعلق ذیل کی عبارت ہے ولذا قالت الصحابة رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ وسلم بدیننا او ما نرضی بہ فی امر دنیا و ثبت عن علی رضی اللہ عنہ ان من فضله علی ابی بکر و عمر جلدة جلد المفتری۔ حالانکہ مطبوع قیومی کا پیور اور مطبوع مجتبائی دہلی میں دنیا نا کے بعد ذیل کی عبارت ہے:

وذلك حين اجتمعوا فی سقیفة بنی ساعدة واستقر
رایهم بعد المشاورة والمنازعة علی خلافة ابی بکر و
اجماع الصحابة حجة قاطعة لقوله علیه الصلوة والسلام
لا یجتمع امتی علی الضلالة وقد بايعه علی رؤوس الاشهاد
بعد توقف کان منه لعدم تفرعه قبل ذلك للنظر و
الاجتهاد لما غشیه من الحزن والکابة ولما تعلق به امر
التجهیز والتکفین وامضاء الوصیة فلما فرغ وتامل فی

القضية دخل فيما دخل فيه الجماعة وحمل الشيعة فعله على
 التقية مردود بان التقية لم يطع عليها الا صاحب البلية على
 ان مخالفة واحد ولو كانت ظاهرة لم يخرق اجماع الجماعة
 اذ غايته ان يدعى المثلية او يزعم الاحقية من غير دليل
 اورده في القضية ثم وقع الاتفاق على خلافة عمر لكن
 تفصيله في زعمى انه ظني الا انه قوى لم يختلف فيه سني
 ويدل عليه كتابة الصديق على ما ذكر في شرح المواقف
 بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما عهد ابو بكر بن ابي قحافة
 في آخر عهده بالعقبى حالة يبر فيها الفاجر ويومن فيها
 الكافر اني استخلف عليكم عمر بن الخطاب فان احسن
 السيرة فذاك ظني به والخير اردت وان يكن الاخرى
 فسيعلم الذين ظلموا ائى منقلب ينقلبون ثم استشهد عمر
 وترك الخلافة وشورى بين ستة عثمان وعلي وعبد الرحمن
 بن العوف وطلحة والزبير وسعد بن ابى وقاص بمعنى
 انهم يتشاورون فيما بينهم ويعينون من هو احق بها
 منهم بحسب رأيهم وانما جعلهم كذلك لانه رآهم
 افضل مما عدلهم واهق بالخلافة مما سواهم كما قال
 مات رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو
 راض عنهم الا انه لم يترجح في نظر عمر واحد منهم
 فاراد ان يستظهر برأى غيره في التعيين ولذا قال ان
 انقسموا بين الاثنين واربعة فكونوا بالحزب الذى فيه
 عبد الرحمن ثم فوض الامر خمستهم ورضوا بحكمه فاختر

لامرّة وصلوا معه الجمع والاعياد فكان اجماعا ثم استشهد
 عثمان وترك الامر مهملا ومجتمعا فاجتمع اكابر المهاجرين
 والانصار على علي كرم الله وجهه والتمسوا منه قبول الخلافة
 وبايعوه لما كان افضل عصره واولاهم بالخلافة في
 دهره بلا خلاف في حقيقة امره واما ما وقع من امتناع
 جماعة من الصحابة من نصرة علي والخروج معه الى
 المحاربة ومن محاربة طائفة منهم كما في حرب الجمل
 وصفين فلا يدل على عدم صحة خلافته ولا على تضليل
 مخالف فيه في ولايته اذ لم يكن ذلك من نزاع في حقيقة
 امارته بل كان عن خطأ في اجتهادهم حيث انكروا عليه
 ترك القود من قتلة عثمان بل زعم بعضهم انه كان
 مائلا الى قتله والمخطئ في الاجتهاد لا يضل ولا يفسق على
 ما عليه الاعتماد وما يدل على صحة خلافته دون خلافة
 غيره الحديث المشهور بالخلافة بعدى ثلثون سنة ثم
 يصير ملكا عضوضا وقد استشهد على راس ثلثين سنة
 عن وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وما يصح
 على صحة اجتهاده وخطأ معاويه في مراده ما صح عنه
 صلى الله عليه وآله وسلم في حق عمار بن ياسر تقتلك
 الفئة الباغية واما ما نقل ان معاوية او احد من اشياعه
 قال ما قتله الاعلى حيث حمله على المقاتلة فروى عن
 علي كرم الله وجهه انه قال في المقاتلة فيلزم ان النبي
 صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قتل عمه حمزة فتبين
 ان معاوية ومن بعده لم يكونوا خلفاء بل ملوكا وامراء

ولا يشك بأن أهل الحل والعقد من الأمة قد كانوا متفقين على
 خلافة خلفاء العباسية وبعض المروانية كعمر بن عبد العزيز
 فإن المراد بالخلافة المذكورة في الحديث الخلافة الكاملة
 التي لا يشوبها شيء من المخالفة وميل عن المتابعة يكون
 ثلثين سنة وبعدها قد يكون فقد لا يكون إذ قد ورد في
 حق المهدي أنه خليفة رسول الله صلى الله عليه وآله
 وسلم والأظهر أن إطلاق الخليفة على الخلفاء العباسية
 كان على المعنى اللغوي المجازية العرفية دون الحقيقة الشرعية
 ثم أعلم أن العارف السهروردي قال في الرسالة المسماة
 بأعلام الهدى عقيدة أرباب التقى وأما أصحابه فابوبكر و
 فضائله لا تنحصر وعمر وعثمان وعلي ثم قال ومما ظفر به
 الشيطان من هذه الأمة وخامر العقائد منه ودنس وصار
 في الضمائر حيث ما ظهر من المشاجرة بينهم فاورث ذلك
 أحقاداً وضغائن في البواطن ثم استحكمت تلك الصفات و
 توارثها الناس فكثفت وتجسدت وجذبت إلى أهواء
 استحكمت أصولها وتشعبت فروعها فايها المبرء من
 الأهواء والمعصية أعلم أن الصحابة مع نزاهة بواطنهم
 وطهارة قلوبهم كانوا بشرا وكانت لهم نفوس وللنفوس
 صفات تظهر فقد كانت نفوسهم تظهر بصفة وقلوبهم
 منكورة لذلك فيرجعون إلى حكم قلوبهم وينكرون ما كان
 من نفوسهم فانتقل السير من آثار نفوسهم إلى أرباب نفوس
 عدموا القلوب فما أدركوا قضايا قلوبهم وصارت صفات نفوسهم

الظاهر المفهوم عندهم ووقعوا في بدع وشبهه اوردتهم كل
مورد ردى وجرتهم كل شراب دنى واستعجم عليهم صفاء
قلوبهم ورجوع كل احد الى الانصاف واذغانه لما يجب من
الاعتراف وكان عندهم هم اليسير من صفات نفوسهم لان نفوسهم
كانت محفوظة بالنوار والقلوب فلما توارث ذلك ارباب النفوس
المتسلطة الامارة بالسوء القاهرة للقلوب المحرومة النوارها
احدث عندهم العداوة والبغضاء فان قبلت النصيحة فامسك
عن التصرف في امرهم واجعل محبتك الكل على السواء وامسك
عن التفضيل وان خارب اطنك فضل احدهم على الآخر فاجعل
ذلك من جملة اسرارك فما يلزمك اظهاره ولا يلزمك
ان تحب احدهم اكثر من الاخر بل يلزمك محبة الجميع
والاعتراف بفضل الجميع وكيفيك في العقيدة السليمة ان تعتقد
صحة خلافة ابى بكر وعمر وعثمان وعلى انتهى ولا يخفى
ان هذا من الشيخ ارجاء العنان مع الخصم في ميدان البيان
لان معتقده تساوى اهل هذا الشأن فانه بين اعتقاده اولا
ثم تنزل الى ما يجب في الجملة اخرا ولان اعتقاده صحة خلافة
الاربعة مما يوجب ترتيب فضا ئلهم في مقام العلم والسعة
ثم الظاهر ان المحبة تتبع الفضيلة قلة وكثرة وتسوية فتعين
اجمالا في مقام الاجمال قال الله سبحانه رضى الله عنهم ورضوا
عنه وتفصيلا في مقام التفصيل الذى تقدم من التفصيل والله
الهادى الى سواء السبيل ثم رايت الكرورى ذكرى المناقب
ما نصه من اعتراف بالخلافة والفضيلة للخلفاء وقال احب
الى الله تعالى ما احب الى الله تعالى من الخلفاء

والسلام هذا قسمي فيما املك فلا تواخذني فيما لا املك قال
القولوي وانما اجمعوا على امامة عثمان لوجود شرائط الامامة
فيه وقد روى ان عمر ترك امر الامامة بين ستة انفس
عثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد
بن ابى وقاص وقال لا تجمع الامامة منهم فجعلوا الاختيار الى
عبد الرحمن بن عوف ورضوا بحكمه يعنى حين امتنع لنفسه
من قبول هذا الامر من اصله فاخذ بيد علي وقال اوليك
ان تحكم بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الشيخين فقال
على احكم بكتاب الله وسنة رسوله واجتهد رائي ثم قال
لعثمان مثل ذلك فاجابه وعرض عليهما ثلاث مرّات
وكان على يجيبه بمجوابه الاول وعثمان يجيبه الى ما يدعوه
ثم بايع عثمان فبايعه الناس ورضوا بامامته وفي هذا دليل
واضح على صحة خلافة الشيخين واعتقاد الصحابة امامتهما
وطريقتهما وقول على واجتهد رائي لا يدل على بجانبته
اياهما وانما قال ذلك لان مذهبه ان المجتهد يجب عليه
اتباع اجتهاده ولا يجوز تقليد غيره من المجتهدين ومذهب
عثمان وعبد الرحمن بن عوف ان المجتهد اذا كان افقه
منه واعلم بطريقة الدين وان يترك اجتهاد نفسه و
يتبع اجتهاد غيره انتهى وهو المروى عن ابى حنيفة لاسيما
وقد ورد في الصحيحين اقتدوا بالذين يعدى ابى بكر وعمر
فاخذ عثمان وعبد الرحمن بعموم هذا الحديث وظاهرة
ولعلّ عليا اوله بان الخطاب لمن لا يصلح للاجتهاد أو

والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين فانه لاشك
انه داخل فيمن يتعين تقليده ولا يتصور ان يكون شخص
واحد مقلداً أو مقلداً وامابيعة علي فكما روى انه لما
استشهد عثمان هاجت الفتنة بالمدينة وقصد قتلة
عثمان واهل الفتنة الاستيلاء عليها والفتك باهلها
فارادت الصحابة تسكين هذه الفتنة ورفع هذه
المحنة فعرضوا الخلافة على علي فامتنع عليهم واعظم
قتل عثمان ولزم بيته ثم عرضوها بعدة علي طلحة فابي
ذلك كرهه ثم عرضوها على الزبير فامتنع ايضاً اعظاماً
لقتل عثمان فلما مضت ثلثة ايام من قتله اجتمع المهاجرون
والانصار وسألوا علياً وناشدوه بالله في حفظ الاسلام و
صيانة دار الهجرة للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فقبلها
بعد شدة وبعد ان رآه مصلحة لعلمهم وعلمه انه اعلم
ممن بقى من الصحابة وافضلهم واولاهم به فبايعوه و
ليس من شرط ثبوت الخلافة اجماع الامة على ذلك بل متى
عقد بعض صالحى الامة لمن هو صالح لذلك انعقدت
وليس لغيره بعد ذلك ان يخالفه ولا وجه الى اشتراط
الاجماع لما فيه من تاخير الامامة من وقت الحاجة اليها
على ان الصحابة لم يشترطوا فيها الاجماع عند الاختيار و
المبايعة ثم الاجماع اذا خرج من ان يكون شرطاً لم يكن
عدداً ولى من عدد ففسق اعتباراً وتنعقد الامامة بعقد
واحد وبهذا يبطل قول من قال ان طلحة والزبير
بايعاه كرها وقالوا بايعته ايدينا ولم يتابعه قلوبنا

وكذا قولهم ان سعد بن وقاص وسعيد بن زيد وغيرهم
 ممن يكثر عددهم قعدوا من نصرتهم والدخول في طاعته
 لان امامته كانت صحيحة بدون بيعته هؤلاء وانما لم
 يقتل على قتلة عثمان لانهم كانوا باغاة اذا الباغى له منعة
 وتاويل وكانوا في قتله متاولين وكان لهم منعة فانهم
 كانوا يستحلون ذلك بما نقموا منه من الامور والحكم في
 الباغي اذا انقاد الامام واهل العدل ان لا يواخذ بما سبق
 منه من اتلاف اموال اهل العدل وسفك دمائهم وجرح
 ابدانهم فلم يجب عليه قتلهم ولا دفعهم الى الطالب و
 من يرى الباغي مواخذا بذلك فانهما يجب على الامام
 استيفاء ذلك منهم عند انكسار شوكتهم وتفرق منعتهم
 ووقوع الامن له على اثار الفتنه ولم يكن شيء من هذه
 المعاني حاصل بل كانت الشوكة لهم باقية بادية والمنعة قائمة
 جارية وعزائم القوم على الخروج على من طال بهم يد مه
 دائمه ماضية وعند تحقق هذه الاسباب يقتضى التدبير
 الصائب الغماض منهم والاعراض منهم وقد كان من
 امر طلحة والزبير خطأ غير انهما فعلا ما فعلا عن اجتهاد
 وكانا من اهل الاجتهاد فظاهر الدلالة توجب القصاص
 على قتل العمد واستيصال شان من قصد دم امام المسلمين
 بالاراقة على وجهه الفساد فاما الوقوف على الحاق التاويل
 الفاسد بالصحيح في حق ابطال المواخذة فهو علم خفي
 فازبه على كما ورد عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

ثم قال قتاله على التنزيل حق فكذا قتاله على التأويل حق
وقد ندما على ما فعلا وكذا عائشة ندمت على ما فعلت
وكانت تبكى حتى تبلّ خمارها ثم كان معاوية مخطئاً الا انه
فعل ما فعل عن تأويل فلم يصربه فاسقا واختلف اهل
السنة والجماعة في تسميته باغيا فمنهم من امتنع من
ذلك والصحيح من اطلق لقوله عليه الصلوة والسلام
لعمار تقتلك الفئة الباغية وكان على مصيبا في التحكيم و
زعمت الخوارج انه كان مخطئاً فيه وقد كفر اذا الواجب في
اهل البغي المحاربة لقوله سبحانه وتعالى فان بغت احدا هما
على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفي الى امر الله ولكننا نقول
المقصود اراد دفع الشر وتاليف القلوب وذا فيما فعل ثم مما
يتعلق بهذا المقام حديث الصحيحين عن ابي سعيد الخدري
قال بين خالد بن وليد وبين عبد الرحمن بن عوف شيء
فسيه خالد فقال رسول صلى الله عليه وآله وسلم لا تسبوا احداً
من اصحابي فلوان احدكم انفق مثل احد ذهباً ما ادرك مد
احدهم ولا نصيفه لكن انفرد مسلم بذكر سب خالد لعبد الرحمن
بن عوف دون البخاري فالنبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول
لخالد ونحوه لا تسبوا اصحابي يعني عبد الرحمن بن عوف وامثاله
لان عبد الرحمن كان من السابقين الاولين وهم الذين اسلموا من
قبل الفتح وقاتلوا وهم اهل بيعة الرضوان فهم افضل واخص بصحبته
عليه الصلوة والسلام فمن اسلم بعد بيعة الرضوان وهم الذين
اسلموا بعد الحديبية وبعد مصالحة النبي صلى الله عليه وآله وسلم

اسلامهم الى فتح مكة وسموا بالطلاق منهم ابوسفيان وابناه
 يزيد ومعاوية ومن هنا لما سئل ابو الطفيل ان علياً افضل
 ام معاوية فضحك وقال اما يرضى معاوية ان يكون مساوياً
 لعل حتى يطمع ان يكون افضل والحاصل انه اذا كان هذا
 حال الذين اسلموا بعد الحديبية وان كان قبل الفتح
 فكيف حال من ليس من الصحابة . وفي صحيح مسلم عن
 جابر قال لعائشة ان ناساً يتناولون اصحاب رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم حتى ابابكر وعمر فقالت
 وما تعجبون من هذه انقطع عنهم العمل فاحب الله
 ان لا ينقطع عنهم الاجر وروى ابن بطة اسناد صحيح عن
 ابن عباس انه قال لا تسبوا اصحاب محمد صلى الله عليه
 وآله وسلم فمقام احدهم ساعة يعنى مع النبي صلى الله
 عليه وآله وسلم وخير من عمل احدكم اربعين سنة و
 في عبارة وكيع خير من عبادة احدكم عمرة هذا و خلافة
 النبوة ثلثون سنة ومنها خلافة الصديق سنتان وثلاثة
 اشهر وخلافة عمر عشر سنين ونصف وخلافة عثمان
 اثنا عشر سنة وخلافة علي اربعة سنين وتسعة اشهر
 وخلافة الحسن ابنه ستة اشهر واول ملوك المسلمين
 معاوية وهو افضلهم لكنه انما صار اماماً حقاً لما
 فرض اليه حسن بن علي الخلافة فان الحسن بايعه اهل
 العراق بعد موت ابيه ثم بعد ستة اشهر فوَّض الامر
 الى معاوية والقصة مشهورة وفي الكتب المبسوطة مسطرة

الصحابة سوء معاوية مع اهل الشام وقضيتهما ايضاً معروفة
 قال الشارح عقيدة الطحاوية ان ترتيب الخلفاء الراشدين في
 الفضيلة كترتيبهم في الخلافة الا ان لابي بكر وعمر منزلة وهي
 ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم امرنا باتباع سنة الخلفاء
 الراشدين ولم يامرنا في الاقتداء بالافعال الا لابي بكر وعمر
 فقال اقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر وفرق بين
 اتباع سنتهم والاقتداء بهم فحال ابي بكر وعمر فوق
 حال عثمان وعلى انتهى - ولعل هذا وجه قول عبد الرحمن
 بن عوف لكل منهما اوليك على ان تعمل بكتاب الله وسنة
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسيرة الشيخين فابى
 على ان يقلدهما ورضى عثمان وقد روى عن ابي حنيفة تقديم
 على على عثمان وقد روى عن ابي حنيفة تقديم عثمان على على
 وعلى هذا عامة اهل السنة والجماعة انتهى - والحاصل ان
 الجمهور من السلف ذهبوا في تقديم عثمان على على وكان
 سفيان الثوري يقول بتقديم على على عثمان ثم رجع عنه و
 قال بتقديم عثمان على على على ما نقل عنه ابو سليمان الخطابي
 وقال ابو سليمان ايضاً ان للمتأخرين في هذا مذهب منهم من
 قال بتقديم ابي بكر من جهة الصحابة وتقديم على من جهة
 القرابة وقال قوم لا يقدم بعضهم على بعض وكان بعض مشائخنا
 يقول ابوبكر خير وعلى افضل وباب الخيرية وهي الطاعة للحق
 والمنفعة للخلق معتد، وباب الفضيلة لازم انتهى - وفيه
 بحث لا يخفى والحاصل انه ما ذكره بعضهم ان الاجماع على
 افضلية الصديق محمول على اجماع من يعتد به من اهل

السنة اذ لا يصح حملها على اجماع الامة لمخالفة بعض اهل
البدعة وقد قال سعيد بن زيد لمشهد رجل من العشرة
مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تغبر منه وجهه خير
من عمل احلكم ولو عمر عمر نوح رواه ابوداؤد وابن ماجة
والترمذى وصححه فمن اجعل ممن يكره التكلم بلفظ العشرة
او فعل شيء يكون عشرة لكونهم يغيضون خيار الصحابة و
هم العشرة المشهود لهم بالجنة وهم يستثنون عليا منهم
ومن العجب انهم يوالون لفظ التسعة من العشرة ويغيضون
سائر الصحابة من المهاجرين والانصار الذين قال الله
تعالى في حقهم رضى الله عنهم ورضوا عنه الا من نفر قليل
نحو بضعة عشر نفرا ومعلوم انه لو فرض في العالم عشرة
من الكفر الناس لم يجب هجر هذا الاسم لذا لك كما أنه
سبحانه قال وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في
الارض ولا يصلحون لم يجب هجر اسم التسعة مطلقا بل
اسم العشرة قد مدح الله تعالى مسماه في مواضع من
القرآن كقوله تعالى تلك عشرة كاملة وقوله تعالى
واتمناها بعشر وقوله تعالى والفجر وليال عشر وكان
صلى الله عليه وآله وسلم يعتكف العشر الاول من رمضان
وقال في ليلة القدر القسوا ما في العشر الا و اخر وقال ما
من يوم العمل الصالح فيهن احب الى الله من ايام العشر
يعنى عشر ذى الحجة قال والروافض توالى بدل العشرة
المبشرة بالجنة اثنا عشر اماماً ولم يات ذكر الائمة الاثني عشر
الا على صفة ترد قولهم وتبطله وهو ما اخرجاه في الصحيحين

عن جابر بن سمرہ قال دخلت مع ابی علی النبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم فسمعتہ یقول لا یزال امر الناس ماضیا ما ولّٰہم
 اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی لفظ لا یزال الامر عزیزا
 الی اثنا عشر خلیفۃ وکان الامر کما قال النبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم فالاثنی عشرہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ
 ومعاویۃ وابنہ یزید وعبد الملک بن مروان واولادہ
 الاربعۃ وبینہم عمر بن عبد العزیز ثم اخذ الامر
 فی الانحلال وعند الرافضۃ ان الامر لم یزل فی ایام هؤلاء
 فاسداً ومنقصا یتولی الظالمون المعتدون بل المنافقون
 الکافرون واهل الحق اذل من الیہود وقولہم ظاہر
 البطلان واللہ المستعان ثم قال واصل الرفض انما حدثہ
 منافق زندق قصده ابطال دین الاسلام والقدرح فی
 الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ذکر ذالک علماء الاعلام
 فان عبد اللہ بن سبا لما اظهر الاسلام واراد ان یفسد دین
 الاسلام بمکرۃ وخبثہ کما فعل بولس بدین النصاری فاظهر
 التمسک ثم اظهر الامر بالمعروف والنہی عن المنکر عن سعی فی
 فتنۃ عثمان وقتلہ ثم لما قدم علی الکوفۃ اظهر الخلو فی
 علی والنص علیہ لیتمکن بذالک من اعتراضہ وبلغ ذالک
 علیا فطلب قتله فہرب منہ الی قرقيسا وخبرہ معروف فی
 التاريخ وثبت من علی ان من فضله علی ابی بکر وعمر
 جلدۃ جلد المفتری

یہ مسلسل عبارت قیومی چھاپہ کے صفحہ ۸۵، اور مجتبیٰ کے صفحہ ۸۵، سطرہ تک
 چلی گئی ہے۔ یعنی ۷۷ سے لے کر صفحہ ۸۵ تک کی پوری عبارت مصری چھاپہ سے نکال

ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد کی عبارت مصری اور مجتہائی کی ایک ہو گئی ہے۔ یہ ذرا مفصل اور ایک جگہ کا نمونہ تھا۔ پوری کتاب کہاں تک نقل کی جائے۔

مجھے صرف تحریف کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اگر اس کے مصالح اور اسباب پر توجہ کرنا بھی موضوع کتاب میں داخل ہوتا تو اس کی تفصیل بھی کرتا۔ مجملًا اتنا عرض کر دینا مناسب ہے کہ عباسی اور اموی اور اسی مذاق کی دوسری حکومتوں سے آزاد ہو کر جب ایک غیر جانبدار انسان اس منقولہ عبارت پر نظر ڈالتا ہے اور خصوصاً جب اس عہد کو کافی بعد بھی ہو چکا جس کی مناسبت سے حدیث وضع کی جاتی تھی تو اسے استدلال کی بے ربطی اور ضعف فریادی اور افتراء صاف دکھائی دیتا ہے اور جو مذہب اس وقت پیش کیا جا رہا ہے اس کی اصلی اور اصلاحی صورت بے نقاب ہو جاتی ہے اور اس کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مصنف کی کتاب ہی محرف کر دی جائے۔ اعاذنا اللہ من شرور انفسنا۔

کتاب مکارم الاخلاق طبرسی رحمہ اللہ

کچھ اپنی ہی کتابوں پر منحصر نہیں بلکہ اس مذاق کے اہلسنت نے یہ رنگ ہی اختیار کر لیا ہے کہ جہاں تک بن پڑے کتابوں میں تحریف کر کے اپنا من مانا عقیدہ رائج کر دیا جائے۔ جو کتاب بھی ہتھے چڑھ جائے اس میں سے کل وہ باتیں نکال ڈالی جائیں جن سے مذہب اہل سنت کو نقصان پہنچتا ہو۔ چنانچہ کچھ مثالیں اوپر گزریں۔ اب ملاحظہ ہو ہماری کتاب کا حال۔

کتاب مکارم الاخلاق شیخ ابو نصر حسن بن فضل بن مولانا امین الطبرسی کی ہے اور اس کا ترجمہ مکارم الکرامۃ کے نام سے علی بن حسن زواری نے فارسی زبان میں کیا ہے۔ (یہ بزرگ علامہ طبرسی امین الدین ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان کے صاحبزادے ہیں) اس کتاب کو تو محرف کر کے بالکل ہی مصنف کی کتاب ہونے سے خارج کر دیا ہے۔ چنانچہ اس پر صاحب اکتفاء القنوع بما هو مطبوع کی شہادت بھی بتصریح موجود ہے۔ کتاب اکتفاء القنوع بما هو مطبوع بمقام فجالہ مصر "مطبعة التالیف الہلال"

۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۳ھ میں چھاپی گئی ہے۔ اس کے مؤلف ایڈورڈ فنڈیک ہیں۔ لیکن اس کی تصحیح سید محمد علی بلاوی نے کی ہے۔ سید صاحب خدیو مصر کے کتب خانے کے نگراں و مہتمم ہیں۔ کتاب کی تصحیح ہی نہیں بلکہ لوح پر تصحیح بلاوی کے ساتھ "زاد علیہ بعض الکلام" بھی لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب میں سید صاحب کی ترمیم بھی شامل ہے۔

یہ کتاب کشف الظنون کی طرح لکھی گئی ہے۔ اچھی کتاب ہے۔ اصل مقصد اس کا یہ ہے کہ مشرقی زبانوں کی مشہور کتابیں (علی الخصوص عربی، کن کن مشرقی یا مغربی مطبوعوں میں چھپی ہیں یا کہاں کہاں ہیں۔ ان کے جامع یا مصنف کون لوگ ہیں۔ مجھے اصل کتاب اکتفاء القنوع سے بھی کئی مقام پر اختلاف اور شکایت ہے۔ اس میں بھی علی الخصوص شیعہ مصنفین اور تصنیفات کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں یا غلط فہمائیاں ہیں۔ لیکن اس وقت ان سے تعرض کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس وقت فقط تحریف فی الطبع کے متعلق بطور شہادت پیش کرتا ہوں۔ اس کتاب کے "کتب دینیہ" کے ذیل میں "ملحقات الفقہ و کتب اخیری دینیہ" کے عنوان سے جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں ایک "مکارم الاخلاق" کا نام بھی ہے چنانچہ اس کے چھاپنے میں جو ظلم کیا گیا ہے اس کے لئے اکتفاء القنوع کی عبارت ذیل قابل ملاحظہ ہے:

"مکارم الاخلاق" لرضی الدین "مکارم الاخلاق" رضی الدین ابو نصر

ابی نصر بن امین الدین بن امین الدین ابو علی فضل اللہ طبرسی

ابی علی فضل اللہ الطبرسی کی کتاب ہے۔ بولاق میں ۱۲۸۷ھ میں

چھپی ہے۔ اس کتاب میں واقعات تاریخی و ہوقواعد للسلوک

فی الحیوة الدنیا مبنیہ پر بنا کر کے بتلایا گیا ہے کہ دنیا میں انسان

کو کیا طرز زندگی اختیار کرنا چاہیے۔

اس بنا پر اس کتاب میں تاریخی فوائد

اور اس کا مزہ آتا ہے۔ یہ طبرسی شیعہ

نفس کے آدمی تھے اور جو نیک اصلی

لذہ تاریخیہ و کان

الطبرسی هذا على مذهب الشیعة ولما لم یخل الاصل الخطی من تنذیدات علی اهل السنة استحسن المصححون وقت الطبع فی بولاق ان ینقحوه منها اثناء العمل فاتی خالیاً مما یمس بالسنة والجماع۔ (اكتفار القنوع ص ۱۶۰) اور اجماع کو نقصان پہونچتا تھا۔

قلمی نسخہ میں ایسی باتیں موجود تھیں جن سے اہل سنت پر اعتراض ہوتا تھا۔ لہذا مصححوں نے مناسب خیال کیا کہ جب طبع ہو رہی ہے تو اس میں سے وہ باتیں جو اہل سنت کے لئے مضر ہیں نکال ڈالی جائیں۔ چنانچہ چھاپتے وقت ایسا ہی کیا اور اب کتاب ان تمام باتوں سے خالی ہو گئی ہے جن سے سنت اور اجماع کو نقصان پہونچتا تھا۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اب کتاب جناب رضی الدین علیہ الرحمہ کی نہیں بلکہ ”بولاقی“ کی ہو گئی اور اہل انصاف کے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئی۔ امریکہ کے اس عیسائی مصنف کے انصاف کا شکریہ اور اس کی داد دینی چاہیے کہ ترمیم کا پتہ دے دیا۔ ورنہ مصر کے مسلمانوں کی ”دیانت“ تو اسے بھی برداشت نہیں کرتی کہ ترمیم کا پتہ دے۔ بلکہ مخفی تدلیس ہی پر ان کو ناز ہے۔ صاحب اکتفار نے جس چھاپہ کا ذکر کیا ہے وہ ”بولاق“ میں ۱۳۰۷ھ میں چھپا ہے۔

اس وقت میرے سامنے ”مکارم الاخلاق“ کے دو نسخے مطبوع اور ایک قلمی ہے۔ ان میں سے دو نسخے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے عظیم الشان اور گراں بہا کتب خانہ کی ملک ہیں۔ پہلا نسخہ سید محمد عبدالواحد الطوبی اور سید محمد حسین الخشاب کے ”مطبعہ خیرہ مصر“ میں شعبان ۱۳۰۲ھ میں چھپا ہے اور اس کے حاشیہ پر کتاب ”تہذیب الاخلاق“ علامہ ابن مسکویہ علیہ الرحمہ بھی ہے۔ یہ مدرسہ کی ملک ہے۔ دوسرا نسخہ مطبوعہ ”مطبعہ علمیہ مصر ۱۳۱۸ھ“ ہے جو زیر ادارۃ سید عمر ہاشم ماہ رجب ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوا ہے۔

تیسرا نسخہ قلمی ہے جس کا طول ساڑھے سات انچ اور عرض سوا پانچ انچ ہے۔ یہ نسخہ بھی مدرسۃ الواعظین کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ جب میری نظر ان نسخوں پر پڑی تو معلوم ہوا کہ

جس بدعت کی ابتدا بولاق نے کی وہ چل نکلی۔ چنانچہ ان دونوں نسخوں میں کافی تغیر و تبدل موجود ہے۔ اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ ان چھاپوں میں ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے نام تک سے عداوت کا اظہار کیا گیا ہے۔ مثلاً بجائے اس کے کہ عن الصادق علیہ السلام (جو اصل قلمی میں ہے) لکھا جاتا عن بعض الصالحین لکھا گیا ہے (یہ مطبوعہ خیر یہ کے صفحہ ۸۶ پر اور مطبوعہ علیہ کے صفحہ ۷۴ پر ہے)۔ دونوں مطبوعہ نسخے اس قدر محرف و مبدل ہیں کہ تمام تغیرات کا پتہ دینا پوری کتاب کو نقل کرنے کے مرادف ہو جائے گا۔ اس لئے بعض بعض مقامات کا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ باقی محققین و متجسسین خود اندازہ لگالیں گے۔ اس امر کے ذکر کرنے کی تو کوئی حاجت ہی نہیں رہی (جیسا کہ امالی اور کشکول کے متعلق اوپر ذکر بھی ہو چکا ہے) کہ جہاں جہاں مصنف نے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" لکھا ہے، وہاں وہاں چھاپہ والوں نے چھاپہ مارا ہے اور "آلہ" کو لوٹ لیا ہے اور جہاں جہاں ائمہ اہل بیت علیہم السلام کو "علیہ السلام" یا "علیہم السلام" لکھا ہے، مطبع والوں نے "رضی اللہ عنہ" چھاپ کر اپنی طبیعت کو راضی کیا ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے مصنف نے "علیہ السلام" لکھا ہے تو مدعیان اصلاح نے "کرّم اللہ وجہہ" سے کرم فرمائی کی ہے یا "رضی اللہ عنہ" لکھ کر خوش ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ تو اس مذہب کی طبیعتِ ثانیہ بن چکی ہے۔

ان کے علاوہ تمام کتاب میں مصححین کی طرف سے "رضی اللہ عنہ" کی تقسیم میں بڑی فیاضی سے کام لیا گیا ہے اور خیانت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جن جن کے لئے مصنف کے قلم سے رضائے تھی ان ان لوگوں کو گرامانے کے لئے اپنی طرف سے یہ رضائی بانٹی گئی ہے۔ مثلاً باب اول فصل ثانی مطبوعہ خیر یہ صفحہ ۷، اور مطبوعہ علیہ کے صفحہ ۶ پر عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے حالانکہ قلمی کے صفحہ ۱۳ پر عن اسماء بنت یزید ان النبی ہے۔ چارپانچ سطروں لے ان نسخوں کے علاوہ ایک نسخہ مطبوعہ مبینہ مصر ۱۲۱۷ء جس کے حاشیہ پر کتاب شاملِ غلطی چھپی ہے اس پر بھی یہ نظر ڈالی جو نادر روزگار کتب خانہ ناصر یہ لکھنؤ کی ملک ہے۔ یہ بھی مذکورہ دونوں نسخوں کی طرح محرف ہے۔

کے بعد دونوں مطبوعہ نسخوں میں سئلت عائشۃ رضی اللہ عنہا ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصح ہے۔

میں جب بسلسلہ اشاعت و تبلیغ مذہب تبیت گیا تھا وہاں میری نظر ایک کتاب مسمیٰ بہ "ہدایۃ الموحدین" پر پڑی۔ یہ کتاب ملا احمد صاحب کنانی الاصل نجفی المسکن کی تصنیف ہے اور بہ زمانہ ناصر الدین شاہ قاجار ملا عباس علی کتاب فروش شوستری الاصل تبریزی المسکن کے دارالطباعتہ میں چھاپی گئی ہے۔ اس کی تین جلدیں ہیں فل اسکیپ سائز پر۔ ہر جلد تین تین چار چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ اس کتاب کی جلد دوم صفحہ ۴۱۳ پر ذیل فصل پنجم از مقام سوم در بیان لزوم معرفت ہر یک از ائمہ باسم و نسب و حسب ایشان کی عبارت ذیل میرے مضمون "علمی خیانتیں" کو پڑھنے والے حضرات کے لئے شائع کر دی گئی تھی۔ وہ اس مقام پر "علمی خیانتیں" مطبوعہ ۱۹۴۳ء سے نقل کی جاتی ہے۔

بخاری شریف اور کتاب مکارم الاخلاق میں تحریف کی مزید شہادۃ

عبارت ہدایۃ الموحدین :

"و بر خے دریں زمان از شدت تعصب و کمال بغضی کہ با مذہب شیعہ دارند کتب شیعہ را بدست آورده بنائے تحریف می گزارند۔ چنانچہ دریں ایام مکارم الاخلاق مجموعہ شیخ طبرسی علیہ الرحمہ را طبع کرده اند۔ ہر جا کہ اسم مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است تحریف بعض حکماء کرده اند۔ ہر جا کہ اسم مبارک علی بن ابی طالب علیہ السلام است۔ اسم عمر آورده و ہر جا کہ ذکر امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام دیدہ اند بدل بعض عرفا نموده اند و ہر جا کہ اسم مبارک عصمت کبریٰ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا است عوض بعائشہ نموده اند و این مطلب ہم الحمد للہ موجب رسوائی علمائے ایشان و دلیل بر فساد مذہب

تفسیر دین محمد بن عبداللہ را دارند و بنائے تہذیب و تمدن را گذشتہ اند۔ این است کہ در خصوص نصوص واردہ در خلافت علی بن ابی طالب علیہ السلام عذر ہامی آزد ہر یک خیالی از عصیت نیست۔ گاہے گویند کہ این نصوص اخبار احاد اند و اخبار احاد در اصول دین نافع نمی باشد۔ و گاہے گویند کہ کتب مناقب بطور است نہ کتب صحاح و اگر از صحاح معتبرہ ایشان نقل نمایم گویند کتب صحاح نیز غیر معتبر دارند پس نہ ہر حدیثی کہ در کتب صحاح است قابل استدلال است۔ مولف گوید راست محمد گویند درین زمان متاخرین ایشان خصوصاً بعد از بنائے چاپ گذاشتن کتب در مصر و استنبول نسخہ قدیمہ خود را بسیار غیر معتبر کردند۔ بسکہ دس کردند۔ چنانچہ در نسخہ عتیقہ صحیح بخاری کہ بخط خودشان نوشتہ شدہ است نزدائی موجود است در حدیث نبوی کہ فرمودہ "ائتونی بالدواۃ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا" نوشتہ شدہ است قال عمران الرجل لیہجر الاکن در نسخہ چاپ ایشان نوشتہ اند کہ قال بعض الجلساء ان الرجل الخ :-

اس وقت تک مکارم الاخلاق کے چھ نسخوں کے مقابلہ کی نوبت نہیں آئی تھی اور مجھے بڑا تعجب ہوا تھا کہ مطبع والے یا مصححین کو اپنے مذہب کی کتابوں میں ہی مصنف کے خلاف ترمیم کی کوئی وجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ دوسرے اہل مذہب کی تصنیف میں تحریف اور وہ بھی اس انداز سے جس کا ذکر عبارت مذکورہ میں ہے۔ لیکن اب جب متعدد نسخوں کے تقابل کی نوبت آئی تو معلوم ہوا کہ واقعاً مطبع والوں نے حد ہی کر دی ہے۔ کتاب مکارم الاخلاق میں بارہ باب اور ہر باب میں کسی فصلیں ہیں۔ اگر تمام ابواب کا مقابلہ کر کے کسی یا زیادتی نقل کی جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ پوری پوری کتابیں نقل کر دی جائیں۔ لہذا بعض بعض مقامات کا پتہ متفرقاً درج کیا جاتا ہے۔

قلمی اصل میں ہے۔ الباب الثامن فی آداب النکاح وما یتصل بہ عشر

فصول هذا الباب مستخرج من کتاب من لا یحضر الفقیہ الامواضع اذکرھا۔

صفحہ ۸۰ مطبوعہ خیرہ میں خط کشیدہ عبارت ندارد۔

اسی باب کی فصل ثالث قلمی صفحہ ۱۸۰ میں ہے عن الحسن بن بشار قال کتبت اس کی جگہ مطبوعہ خیرہ صفحہ ۸۴ پر ہے عن بعضهم قال کتبت۔

چند سطروں کے بعد قلمی صفحہ ۱۸۰ میں ہے عن الصادق علیہ السلام قال المؤمنون بعضهم اکفاء بعض وقال الکفو ان یكون عفیفا وعندہ بشار عن الحلبي قال قال الصادق علیہ السلام۔

مطبوعہ خیرہ صفحہ ۸۴ پر خط کشیدہ عبارت ندارد۔

چند سطروں کے بعد قلمی صفحہ ۱۸۱ پر ہے من کتاب تہذیب الاحکام جاء رجل۔

مطبوعہ صفحہ ۸۴ پر خط کشیدہ عبارت غائب۔

قلمی صفحہ ۱۸۳ پر ہے ویستحب ان یخطب بخطبة الرضا علیہ السلام تبرکابها لانها جامعة فی معناها وهو الحمد لله الذی۔

مطبوعہ صفحہ ۸۴ پر خط کشیدہ عبارت نہیں ہے اور الحمد لله الذی سے پہلے یہ الفاظ ہیں ومن خطبة رضى الله عنه۔

قلمی صفحہ ۸۴ پر جو خطبہ امام محمد تقی علیہ السلام کا نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں وصلى الله على محمد سيد بريته وعلى الاصفياء من عترته۔

مطبوعہ خیرہ صفحہ ۸۵ پر عبارت میں اس طرح ترمیم کی گئی ہے وصلى الله على سيدنا محمد سيد بريته وعلى اله وصحبه وسائر ذريته۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے عن الصادق علیہ السلام۔

مطبوعہ صفحہ ۸۵ پر اس کی جگہ یوں ہے قال بعض العلماء۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے وقال امير المؤمنين علیہ السلام۔

مطبوعہ صفحہ ۸۵ پر اس کی جگہ وقالوا ہے۔

قلمی صفحہ ۱۸۵ پر ہے قال الامام احمد بن حنبل في الصادق خمسة درهم

فمن زاد على السنة رد الى السنة فان اعطاها من الخمسمائة درهم درهماً واحداً او اكثر من ذلك ثم دخل بها فلا شيء لها بعد ذلك انما لها ما اخذت منه قبل ان يدخل بها۔

مطبوعہ صفحہ ۸۵ میں خط کشیدہ عبارت نادر۔

قلمی صفحہ ۸۵ پر ہے من امانی السید ابی طالب المہروی عن زین العابدین

علیہ السلام قال خطب النبی حین زوّج فاطمة من علی علیہما السلام فقال الحمد لله المحمود لنعمہ المعبود لقدرتہ المطاع لسلطانہ المرہوب من عذابہ المرغوب الیہ فیما عندہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ ثم ان الله عزوجل امرنی ان ازوّج فاطمة من علی فقد زوجتہ علی اربع مائۃ مثقال فضة ان رضی بذلك علی۔ اس عبارت کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۸۵ پر عبارت نیل ہے :

عن انس بن مالك رضي الله عنه قال خطب النبي صلى الله عليه وسلم حين زوّج فاطمة من علي رضي الله عنهما فقال صلى الله عليه وسلم الحمد لله المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع بسلطانه المرهوب من عذابه وسطوته النافذ امره في سمائه وارضه الذي خلق الخلق بقدرته وميزهم باحكامه واعزهم بدينه واكرمهم بنبيه محمد صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك وتعالى اسمه وتعالى عظمته جعل المصاهرة سبباً لاحقاً وامراً مفترضاً او شجبه الارحام والزربہ الانام فقال عز من قال وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً فامر الله يجرى الى قضاءه وقضائه يجرى الى قدره ولكل قضاء قدر ولكل قدر اجل ولكل اجل كتاب يحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ثم ان الله الخ۔ قلمی ص ۸۴ پر ہے ومن كتاب النجاة المروى عن الائمة عليهم السلام اذا قرب۔

مطبوعہ صفحہ ۸۶ پر خط کشیدہ عبارت غائب ہے۔

دو تین سطر بعد قلمی میں ہے عن الباقر علیہ السلام۔

مطبوعہ میں ہے عن بعض الصالحین رضی اللہ عنہم۔

قلمی صفحہ ۱۲۳ (باب سابع فصل حادی عشر فی البقول) پر ہے من الفردوس

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلوا الباذنجان فانها شجرة رأیتها فی الجنة الماوی شہدت للہ بالحق ولی بالنبوة ولعلی بالولاية اس میں لی بالنبوة ولعلی بالولاية بلا فصل ہے۔

مطبوعہ صفحہ ۷۵ پر ان دونوں میں (ولابی بکر بالصديقية) کا اضافہ کر کے فاصلہ کیا گیا ہے۔ اسی صفحہ ۱۶۳ پر ایک جگہ قال ابوالحسن الثالث ہے، اس کی جگہ چھاپہ میں فقط ابوالحسن ہے۔

دسواں باب دن رات کی دعاؤں سے متعلق ہے۔ اس میں سے بھی کچھ نمونے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

قلمی صفحہ ۲۴۸ پر ہے عن حنان بن سدير عن ابيه قال قلت للباقر علیہ السلام۔

چھاپہ صفحہ ۱۱۲ پر اس کی جگہ عن بعضهم قال قلت للباقر رضی اللہ عنہ ہے۔

قلمی صفحہ ۲۵۳ پر ہے حتی یبدء بالثناء علی اللہ عزوجل والمدحة له والصلوة علی النبی وآلہ علیہ وعلیہم السلام۔

مطبوعہ صفحہ ۱۱۴ پر اس کی جگہ والصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کے بعد قلمی عبارت میں یہ عبارت ہے محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہ ان فی کتاب امیر المومنین علیہ السلام ان المدحة قبل المسئلة چھاپہ میں اس کی جگہ ہے عن بعضهم عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال ان المدحة۔

اس کے بعد قلمی میں ہے عثمان بن المغیرۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال اذا اردت ان تدعو فمجد اللہ عزوجل واحمدہ وسبحہ وھللہ
واثن علیہ وصلّ علی النبی وآلہ۔

چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ ندادہ ہیں۔ علیہ السلام کی جگہ رضی اللہ عنہ ہے۔
ساری کتاب میں آل کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے عموماً ماہر جگہ علیحدہ کر دیا گیا ہے چنانچہ
چند سطروں کے بعد پھر جہاں قلمی میں وصلّ علی محمد وآلہ ہے چھاپہ میں وصلوا
علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

قلمی صفحہ ۲۵۴ پر ہے درست بن ابی منصور عن ابی خالد قال قال
ابو عبد اللہ علیہ السلام اس کی جگہ چھاپے میں عن ابی عبد اللہ رضی اللہ
عنہ ہے۔ اس طرح راوی اور کتاب کا نام عموماً نکال ڈالا گیا ہے جس کی ایک مثال
یہ تھی۔ چند سطروں کے بعد روی عن حفص النجری اصل میں ہے۔ چھاپہ میں غائب۔
پھر روی عن مسمع بن عبد الملک کروین ہے۔ چھاپہ میں غائب پھر قلمی میں
جاءت الروایۃ عن ابی السری سہل بن یعقوب الملقب بہ ابو نواس
قال قلت لابی الحسن علی بن محمد العسکری علیہما السلام یا سیدی
قد وقع الی اختیارات الایام عن الصادق علیہ السلام ما حدثنی بہ الحسن
بن عبد اللہ بن مطہر عن محمد بن سلیمان الذیلمی عن ابيه عن الصادق
علیہ السلام فی کل شہر فاعرضہ علیک قال افعل فلما عرضہ علیہ
وصححہ قلت یا سیدی فی اکثر ہذہ الایام قواطع عن المقاصد لما ذکر
فیہا من النہس والمخاوف فدلتنی عن الاحتراز من المخاوف فیہا فربما
تدعونی فی الضرورة الی التوجہ الی الحوائج فیہا فقال لی یا سہل ان لشیقتنا
بولایتنا عصمة لوسلکوا بہا لجم البحار والغامرة وسباب البیداء الغابرة
بین سباع وذیاب واعادی الجن والانس لا امنوا من مخاوفهم
بولایتهم لنا فشق باللہ عزوجل واخلص فی الولاء لا یتلک الطاہرین

وتوجه حيث شئت واقصد ما شئت يسهل اذا اصبحت وقلت ثلاثا اصبحت
 اللَّهُمَّ مَقْتَصًا بِلِقَاكَ الْمُنِيعِ الَّذِي لَا يَطَاوُلُ وَلَا يَجَاوِلُ مِنْ شَرِّ كُلِّ غَاشِمٍ
 وَطَارِقٍ مِنْ سَائِرِ مَا خَلَقْتَ مِنْ خَلْقِكَ الصَّامِتِ وَالنَّاطِقِ فِي جَنَّتِهِ مِنْ كُلِّ
 مَخُوفٍ بَلْبَاسٍ سَابِغَةٍ وَبَوْلَاءِ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ مُحْتَجِبًا
 عَنْ كُلِّ قَاصِدٍ لِي إِلَى أَذْبَتِهِ بِجِدَارِ حَصِينِ الْإِخْلَاصِ فِي الْإِعْتِرَافِ بِحَقِّهِمْ وَالتَّمَسُّكِ
 بِحَبْلِهِمْ جَمِيعًا مَوْقِنًا أَنْ الْحَقَّ لَهُمْ وَمَعَهُمْ بِهِمَا وَإِلَى مَنْ وَالْوَعَاءُ أَجَانِبُ
 مِنْ جَانِبِ الْإِعْذَانِ اللَّهُمَّ مَنْ شَرَّ مَا اتَّقِيهِ يَا عَظِيمَ حِجْزِ الْإِعْزَازِ عَنِّي
 بِبَدِيعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَا جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ
 سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ وَقَلَّتْهَا عَشْيَا ثَلَاثًا حَصْنَتْ فِي حَصْنٍ مِنْ
 مَخَافِكَ وَأَمِنْ مِنْ مَحْذُورِكَ إِذَا ارْتَدَّتِ التَّوْجُّهُ فِي يَوْمٍ قَدْ حَذَرْتَ فَقَدِمَ
 أَمَامَ تَوَجُّهِكَ الْحَمْدُ وَالْمَعُودَتَيْنِ وَالْإِخْلَاصُ وَأَيَّةُ الْكَرْسِيِّ وَسُورَةُ الْقَدْرِ
 وَالْخَمْسُ آيَاتٍ مِنْ أَلِّ عِمْرَانَ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ بِكَ يَصُولُ الصَّائِلُ وَبِقُدْرَتِكَ
 يَطُولُ الطَّائِلُ وَلِأَحْوَالِكُمْ كُلِّ ذِي قُوَّةٍ الْإِبْكَ وَلَا قُوَّةَ يَمْتَادُهَا ذَوْ قُوَّةٍ إِلَّا
 مِنْكَ اسْأَلُكَ بِصَفْوَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَخَيْرَتِكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 وَعَتَرَتِهِ وَسُلَالَتِهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمَا السَّلَامُ صَلِّ عَلَيْهِمْ وَأَكْفِنِي شَرَّ هَذَا
 الْيَوْمِ وَضَرَّةَ وَارْزُقْنِي خَيْرَهُ وَيَمْنَهُ وَاقْضِ لِي فِي مَتَصَرَفَاتِي بِحَسَنِ الْعَافِيَةِ
 وَبِلَوْغِ الْمَحَبَةِ وَالظَّفَرِ بِالْأَمْنِيَةِ كِفَايَةِ الطَّاعِيَةِ الْغُويَةِ وَكُلِّ ذِي
 قُدْرَةٍ لِي عَلَى أَذِيَةٍ حَتَّى أَكُونَ فِي جَنَّةٍ وَعَصْمَةٍ مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ وَنَقْمَةٍ وَأَبْدَلْنِي
 مِنَ الْمَخَافِ فِيهِ أَمْنًا وَمِنَ الْعَوَائِقِ فِيهِ يَسْرَاحَتِي لَا يَصْدُنِي صَادِعُ الْمَرَادِ
 وَلَا يَجْلِبِي طَارِقُ مِنْ أَذَى الْعِبَادِ أَنْكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَالْأُمُورُ إِلَيْكَ
 تَصِيرُ يَا مَنْ لَيْسَ لِمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔

اس عبارت میں جو تغیر کیا گیا ہے وہ مطبوعہ خیر یہ صفحہ ۱۱۶ و صفحہ ۱۱۷ کی عبارت ذیل
 سے واضح ہے اور یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ کس چالاک کی سے ترمیم کی گئی ہے اور اجماعِ دنیا اسلام

کے خلاف اصحاب کے لئے بھی طیبین و طاہرین کا لباس قطع کیا گیا ہے۔

عن بعضهم قالت قلت لابی الحسن علی بن محمد العسکری رضی اللہ عنہ
 یاسیدی قد وصل الینا مما ورد عن الصادق رضی اللہ عنہ فی الایام النخبة
 والسعيدة من کل شهر ما حفظنا لا واتقن ضبطه وخلا عن التحريف
 والتغیر فحصل لنا فی الفنا خوف شدید من الاقدام علی اعمالنا واحوالنا
 فی الایام النخبة وربما دعنا الضرورة الى التوجه فی بعض حوائجنا ومصلحتنا
 فی هذه الایام فد لنا علی ما یدفع عنا الخوف والشوم ان فعلنا شیئا فیها
 فقال لی یا هذا ان من وثق به عز وجل واعتصم بحبل ولا نبيه وآله
 وصحبه صلی اللہ علیہ وسلم ولج البحار الغامرة وسلك ببیداء الغائرة
 بین السباع والذئاب واعادى الجن والانس امن من مخاوفهم بولائه
 لنبيه وآله وصحبه الطيبين الطاهرين فتشق بالله عز وجل واخلص النية
 فی ولائهم وتوجه حیث تشئت واقصد ما شئت فی ائی شیء شئت
 یا هذا اذا أصبحت فقل ثلاثا أصبحت اللهم مختصا بذا مامک المنيح الذى
 لا یطاول ولا یجاول من کل شر کل غاشم فطارق من سائر من خلقت وما
 خلقت من خلقک الصامت والناطق متدرعا بجنته سابعة من حب
 نبیک وآله وصحبه علیہ الصلوٰۃ والسلام محتجا من کل قاصد لی باذى
 فی حر حصین من الاخلاص فی موالاة احبائک واتمسک بحبلهم جمیعاً
 اوالی من والواء جانب من جانبوا واحارب من حاربوا وصلی اللہ علیہ وسلم
 علی سیدنا محمد وآل سیدنا محمد واصحابہ فاعذنی اللہ بهم من
 شر ما اتقی یا عظیم حجرت الاعادى عنی بیدیع السموات والارض
 وجعلنا من بین ایدیہم سداً ومن خلفہم سداً فاغشیہم فہم
 لا یبصرون وقلہا ثلاثا اذا امسیت ایضاً تا من من المخاوف وتنجیح
 فاذا ارت التوجه فی یوم قد حذرت فیہ فقد ما امام توجہک الحمد

والمعوذتين والاخلص وأية الكرسي وسورة القدر والخمس آيات
من آل عمران ثم قل اللهم بك يصل الصائل وبقدرك يطول الطائل
ولاحول الابل وبك ولا قوة يمتاز بها ذو قوة الامنك اسئلك بصفوتك
من خلقك وخيرتك من بريتك محمد نبيك وعترته وصحابته عليه
وعليهم الصلوة والسلام ان تكفيني ما اهتمني اللهم اكفني شر هذا
اليوم وضرة وارزقني خيرة ويمنه واقض لي في متصرفاتي بحسن واقية
وببلوغ المحبة والظفر بالامنية وكفاية الطاغية الغوية وكل قادر على
اذية حتى اكون في جنة وعصمة من كل بلاء ونقمة وابذلني من المخاوف
فيه امانا ومن العوائق يسرا حتى لا يصدني صاد عن المراد ولا يحل بي
طارق من اذى العباد انك على كل شيء قدير والامور اليك تصير يا من
ليس مثله شيء وهو السميع البصير۔

چند سطروں کے بعد صبح و سہر کی دعاؤں میں قلمی میں ہے اللہم رب الشهر

الحرام ورب البيت الحرام ورب البلد الحرام ورب الحبل والحرام ابلغ
محمد اوالہ عنی السلام۔

اس کی ترمیم اس طرح کی گئی ہے اللہم رب الشهر الحرام ورب البيت الحرام

رب البلد الحرام بلغ سيدنا محمد اعنی السلام اس دعا کے آخر میں ہے وصل
على النبي وآله عشر مرات اس کو چھاپہ میں ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عشر مرات بنا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قلمی کی عبارت یوں ہے من سبح تسبیح فاطمة الزهراء علیہا

السلام فی دبر الفریضة قبل ان یثنی رجلیہ غفرلہ چھاپہ میں صفحہ ۱۱۸ پر اس طرح
بضعة الرسول کے نام سے عداوت کا اظہار کیا گیا ہے من سبح وحمد وکبر ثلاث و
ثلاثین فی دبر الفریضة قبل ان یثنی رجلیہ غفرلہ۔

اس کے بعد قلمی میں یہ عبارت ہے وروی ان امرالمہ مند علیہ السلام

قال رجل من بنى سعد ألا أحدثك عنى وعن فاطمة انها كانت عندى
فاستقت فى القرية حتى اشرت فى صدرها وطحنت بالرجاء حتى مجنت
يداها وكسحت البيت حتى اغبرت ثيابها واوقدت تحت القدر حتى دخنت
ثيابها فاصابها من ذلك ضرر شديد فقلت لها لو اتيت اباك فسئلته
خادما يكتفى حرما انت فيه من هذا العمل فانت النبى صلى الله عليه
واله وسلم فوجدت عنده احدا ثا فاستحييت وانصرفت فعلم عليه
السلام انها جاءت لحاجة فغدا علينا ونحن فى لحافنا فقال انسلا
عليكم فسكتنا واستحيينا لمكاننا ثم قال السلام عليكم فسكتنا ثم
قال السلام عليكم فخشينا ان نرد عليه ان ينصرف وقد كان يفعل
ذلك فيسلم ثلاثا فان اذن له والا انصرف فقلت له وعليكم
السلام يا رسول الله ادخل فدخل وجلس عند رؤوسنا فقال يا فاطمة
ما كانت حاجتك امس عند محمد فخشيت ان لم نجبه ان يقوم فاخرجت
راسى فقلت انا والله اخبرك يا رسول الله انها استقت بالقربة حتى
اشرت فى صدرها وجرت بالرجاء حتى مجنت يداها وكسحت البيت
حتى اغبرت ثيابها واوقدت تحت القدر حتى دخنت ثيابها فقلت لها
لو اتيت اباك فسألتيه خادما يكتفى ما انت فيه من العمل قال افلا اعلمكما
ما هو خير لكم من الخادم اذا اخذتما منا كما فكبرا اربعا وثلاثين تكبيرة
وسبعا ثلاثا وثلاثين واحدا ثلاثا وثلاثين فاخرجت فاطمة راسها
فقال رضيت عن الله ورسوله رضيت عن الله ورسوله رضيت عن الله
ورسوله -

اس واقعہ کی مطبوعہ خیر صفحہ ۱۱۸ پر اس طرح ترمیم کی گئی ہے۔ روى ان
امير المؤمنين عليا رضى الله عنه قال لرجل من بنى سعد ألا أحدثك
عن فاطمة رضى الله عنها انها طحنت بالرجاء حتى مجلت يداها و

کسحت البيت حتى اغبرت ثيابها فاصابها واوقدت تحت القدر حتى تخذت ثيابها فاصابها من ذلك ضرر شديد فقلت لها هلا اتيت أباك فسألتها خادما يكفيلك حرما انت فيه من هذا العمل فانت النبي صلى الله عليه وسلم فوجدت عنده ناسا فاستحيت ان تكلمه في ذلك فانت عائشة رضي الله عنها فاخبرتها فعدا علينا رسول صلى الله عليه وسلم وقد اخذنا مضاجعنا فذهبا نقوم فقال على مكانكما فجلس صلى الله عليه وسلم عند رؤوسنا ووقع رجله بيننا حتى وجدت يرد قدمه الشريف على صدرى وقال ألا ادلكما على ما هو خير لكما من خادم اذا اخذتما مضاجعكما فكبرا اربعا وثلاثين وسبعا ثلاثا وثلاثين واحمدا ثلاثا وثلاثين ففعلنا ذلك فهانت عليها الرحا وكفيت ألم العمل۔

مذکورہ بالا واقعہ کے بعد قلمی نسخہ میں رضیت عن اللہ ورسولہ کے بعد عبارت ذیل ہے جو چھاپہ میں نکال ڈالی گئی ہے :

من مسموعات ناصح الدين ابى البركات المشهدى روى ابوالخادم القباط قال سمعت الصادق عليه السلام يقول تسبيح فاطمة في كل يوم دبر كل صلاة أحب الي من الف ركعة كل يوم وقال عليه السلام من سبح تسبيح فاطمة عليها السلام قبل ان يثنى عليه من صلاة الفريضة غفر له ويبدء بالتكبير۔

اس کے بعد ایک مختصر سی روایت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے، اس کے بعد حسب ذیل عبارت قلمی نسخہ میں ہے :

روى ابراهيم بن محمد الثقفي ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سبحتها من خيط صوف مفتل معقود عليه عدد التكبيرات فكانت عليها السلام تدبرها بیدها تكبر وتسبح الى ان قتل حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنه سيد الشهداء فاستعملت تربته وعملت

التسبیح فاستعملها الناس فلما قتل الحسين صلوات الله علیه عدل بالامر
الیہ فاستعملوا ترتبہ لما فیہا من الفضل والمزیة۔ فی کتاب الحسن بن
محبوب ان ابا عبد الله علیه السلام سئل من استعمل الترتیتین من
طین قبر حمزة والحسین علیہ السلام والتفاصل بینہما فقال علیہ السلام
السبعة من طین قبر الحسین تسبیح بید الرجل من غیر ان یشبع وروی ان
المحور العین اذا بصرت بواحد من الافلاک یهبط الی الارض لامر ما
یستہدین منه السبع والتراب من طین قبر الحسین علیہ السلام۔

یہ پوری عبارت مطبوعہ نسخہ میں نہ ارد ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۲۶۵ قلمی پر ہے۔
دعاء آخر قال الصادق علیہ السلام من قال۔ مطبوعہ صفحہ ۱۱۸ پر خط کشیدہ الفاظ
غائب ہیں۔ اسی صفحہ قلمی پر من مسموعات السيد ناصح الدین ابی البرکات
عن امیر المومنین ہے۔ مطبوعہ صفحہ ۱۱۹ پر خط کشیدہ الفاظ نہ ارد ہیں اس کے بعد قلمی
صفحہ ۲۶۶ پر ہے۔ وقال ابو جعفر علیہ السلام تقول فی دبر کل صلوٰۃ اس کی
جگہ مطبوعہ صفحہ ۱۱۹ پر ہے يقول فی دبر کل صلوٰۃ خط کشیدہ الفاظ غائب۔ اس کے
بعد ہے روی ہلقام بن ابی ہلقام انه قال اتیت ابا ابراہیم فقلت
لہ جعلت فداک علمنی دعاء جامعاً للدنیا والاخرۃ واوجز فقال قل
فی دبر الفجر الی ان تطلع الشمس سبحان الله ومحمدہ واستغفر الله
واسئلہ من فضلہ قال ہلقام لقد کنت اسوء اهل بیتي حالا فما
علمت حتی اتانی میراث من قبل رجل ما ظننت ان بیئنی وبینہ قرابۃ
وانی الیوم ایسر اهل بیتی وما ذاک الامما علمنی مولای العبد الصالح
علیہ السلام اس کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۱۱۹ پر یہ عبارت بنالی گئی ہے وینیخی
ان يقول الشخص بین نافلۃ الصبح والفریضة وذلك اكد او بعد
صلوٰۃ الفجر الی ان تطلع الشمس سبحان الله ومحمدہ سبحان الله
العظیم استغفر الله فمن واطب علی ذالک اتته دنیا وہی راغمة

فقد ورد ان رجلا اشتكى الفقر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له اين انت من تسبيح الملائكة الحديث -

اس کے بعد ایک دعا کے ختم پر قلمی میں ہے وتسبیح تسبیح فاطمة اس کی جگہ چھپی ہوئی کتاب میں یہ زہانت کی گئی ہے ویسبج ویحمد ویکبر ثلاثا وثلاثین اسی طرح قلمی صفحہ ۲۸۲ پر سبج تسبیح الزہرا علیہا السلام ہے چھاپہ والوں نے نام فاطمہ علیہا السلام سے اس طرح دشمنی کی ہے کہ صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ خیر یہ پریوں بنار یا ہے سبج اللہ واحمدہ وکبرہ ثلاثا وثلاثین صفحہ ۲۸۳ قلمی پر یہ عبارت ہے ثم توجه الى المسجد فان صلوة الفريضة في المسجد افضل وصلوة النوافل في البيت افضل اس کے بعد دخول مسجد ہے چھاپہ میں صفحہ ۱۲۵ کے آخر میں ثم يتوجه الى المسجد فان صلوة الفريضة في المسجد افضل وصلوة النوافل في البيت افضل کے بعد حسب ذیل اضافہ ہے (دعاء ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان يقول اللهم اني اسئلك بمحمد نبيك و ابراهيم خليلك وعيسى كلمتك وروحك وبتوراة موسى و انجيل عيسى و زبور داود و فرقان محمد صلي الله عليه وسلم وعليهما اجمعين و بكل وحى اوحيت له او قضاء قضيت له او سائل اعطيته او غني افقرته او فقير اغنيته او ضال هديته واسئلك باسمك الذي انزلته على موسى صلى الله عليه وسلم واسئلك باسمك وضعت على الارض فاستقرت واسئلك باسمك الذي وضعت على السموات فاستقلت واسئلك باسمك الذي وضعت على الجبال فرست واسئلك باسمك الذي استقل به عرشك واسئلك باسمك المطهر الطاهر الاحد الصمد الوتر المنزل في كتابك من لدنك من النور المبين واسئلك باسمك الذي وضعت على النهار فاستنار وعلى الليل فاظلم وبعظمتك وكبرياءك وبنور وجهك الكريم ان ترزقني القرآن والعلم به وتخلطه بلحي ودھی وسمع و بصیر و نور و زکوة و

بہ جسدی بحولک وقوتک فانہ لاحول ولا قوۃ الا بک یا ارحم الراحمین۔
 جن لوگوں نے ائمہ علیہم السلام کی دعائیں پڑھی ہیں انھیں اندازہ ہوتا ہے کہ سوئے
 ان فقرات کے جو ائمہ کی دعا سے بعینہ لے گئے ہیں باقی دعا کیسی ہے۔ لیکن مجھے تو دعا کی
 ساخت سے بحث ہی نہیں۔ بحث اس سے ہے کہ اس طرح کی تدلیس ابلیس کو بھی تا
 کرتی ہے۔ کسی مصنف کی کتاب میں اس طرح کا دخل در معقولات کتنا لائق نفیر ہے۔
 اس کے بعد دخول مسجد کی دعا ہے۔

قلمی میں صفحہ ۲۸۴ پر اذان سنتے وقت جو کہنا چاہئے اس میں لکھا ہے :

روی ان المودن اذا قال اشهد ان محمدا رسول الله فقل صلى الله
 عليه وآله الطيبين الطاهرين اللهم اجعل عملي برا ومودة آل محمد
 في قلبي مستقرا الخ مطبوعہ صفحہ ۱۲۶ پر اس میں اس طرح ترمیم کی گئی ہے واذا
 قال اشهد ان محمدا رسول الله فقل اشهد ان محمدا رسول الله
 صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه الطيبين الطاهرين اللهم
 اجعل عملي برا ومودة محمد وآله وصحبه في قلبي مستقرا الخ۔

اس طرح صحابہ کو زبردستی ٹھونس کر صبر نہیں آیا اور طیبین و طاہرین کا منصب
 بھی ارزانی فرمایا گیا ہے۔

قلمی صفحہ ۱۸۸ پر تعقیبات نماز صبح کی ایک دعا کے بعد مسلسل یہ عبارت ہے :

ثم سبح تسبیح الزهرا علیہا السلام وهو اربع وثلاثون تكبيرة و
 ثلاث وثلاثون تحميدة وثلاث وثلاثون تسبيحة تبدا بالتكبير ثم
 بالتحميد ثم بالتسبيح فروى عن الصادق عليه السلام قال تسبیح فاطمة
 علیہا السلام فی کل یوم عقیب کل صلوۃ احب الی من صلوۃ الف رکعة
 وعنه عليه السلام قال من سبح الله في دبر الفريضة تسبیح فاطمة
 علیہا السلام واتبعها بلا اله الا الله غفر له فالاولی ان تعد لاعدادها
 بسبحۃ من تراب الحسين فقد روى عن الصادق عليه السلام انه قال

من ادارها مرة واحدة بالاستغفار او غيره كتب له سبعين مرة وان السجود عليها
يخرق الحجب السبع دعاء آخر وهو الذي رواه مغوية بن عمار عن ابي عبد الله
عليه السلام وهو بسم الله الرحمن الرحيم صلى الله على محمد واهل بيته
الطاهرين الاخيار الاتقياء الابرار الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم
تطهيرا وافوض امرى الى الله وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب
ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد جعل الله لكل شيء
قدرا ما شاء الله كان حسبا الله ونعم الوكيل واعوذ بالله السميع العليم
من الشيطان الرجيم ومن همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون
ولاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم الحمد لله رب العالمين كثيرا كما هو
اهله ومستحقه وكما ينبغي لكرم وجهه وعز جلاله على اديار الليل واقبال
النهار الحمد لله الذى اذهب بالليل مظلمة بقدرته وجاء بالنهار مبصرا
بعزته خلقا جديدا ونحن فى عافيته وسلامته وسترته وكفايته و
جميل صنعه مرحبا بخلق الله الجديد وحيا كما الله من كاتبين كريمين و
حيا كما الله من كاتبين حافظين اشهد كما فاشهد الى واكتب اشهادى هذه
معكما حتىلقى بهار ربى انى اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره
على الدين كله ولو كره المشركون واشهد ان عليا امير المؤمنين سيد
الاصياء ووارث علم الانبياء وعلم الدين وميرالمشركين مميز المنافقين
ومجاهد المارقين امامى وحجتى وعروتى وصراطى ودليلى ومن لا اثنى باعلى
ولو زكت ولا اراها منجية لى ولو صلت الابواب لايته والايتمام والاقرار
بفضائله من القبول من حملتها والتسليم لرواتها واقربا وصيائه من
ابنائى ائمة وحججا وادلة وسرجا اعلاما ومنارا وسادة وابرار او ومن
يسرهم وجههم وظاهرهم وباطنهم وغائهم وثانينهم

وميتهم لا شك في ذلك ولا ارتياب ولا تحول عنه ولا انقلاب اللهم
 فادعني يوم حشري ونشري بامامتهم والقذافي بهم يا مولاي من حر
 النيران وان لم ترزقني روح الجنان فانك ان اعتقني من النار كنت من
 الفائزين اللهم وقد اصبحت في يومى هذا لا ثقة ولا رجاء ولا لجا ولا مفرج
 ولا منجا غير من توصلت بهم اليك متقربا الى رسولك محمد صلى الله عليه
 وآله ثم امير المؤمنين والزهراء سيدة نساء العالمين والحسن والحسين
 وعلى ومحمد وجعفر وموسى وعلى ومحمد وعلى والحسن ومن بعدهم مقيم
 المحجة الى الحجة المنشورة من ولده المرجو للامة من بعده اللهم
 فاجعلهم في هذا اليوم وما بعده حصن من المكاره وان الدين كما شرع
 والاسلام كما وصف والقول كما حدث وان الله هو الحق والرسول حق
 والقرآن حق والموت حق ومسئلة منكر ونكير حق والبعث حق والصراف
 حق والميزان حق والجنة حق والنار حق والساعة آتية لا ريب فيها و
 ان الله باعث من فى القبور فصل على محمد وآل محمد واكتب اللهم
 شهادتي عندك مع شهادة اولى العلم يارب ومن الي ان يشهد لك
 بهذه الشهادة وزعمان لك ندا ولك ولدا ولك صاحبة ولك
 شريكا ومعك خالقا ورازقا فانا برئ منه لا اله الا انت تعاليت
 عما يقول الظالمون علوا كبيرا فاكتب اللهم شهادتي مكان شهادتهم
 واحيني على ذلك وامتنى عليه وابعثني وادخلني برحمتك فى عبادك
 الصالحين اللهم صل على محمد وآل محمد وصبحني منك صباحا صالحا
 مباركا ميمونا لا خازيا ولا فاضحا اللهم صل على محمد وآل محمد واجعل
 اول يومى هذا صلاحا واوسطه فلاحا واخره نجاحا واعوذ بك من
 يوم اوله فزع واوسطه جزع واخره وجع اللهم صل على محمد
 وآله وارزقني خير يومى هذا وخير ما فيه وخير ما قبله وخير ما

بعده واعوذ بك من شره وشر ما فيه وشر ما قبله وشر ما بعده اللهم
صل على محمد وآله وافتح لي باب كل خير فتحة على احد من اهل الخير و
لا تغلقه عني ابدا واغلق بي باب كل شر فتحة على احد من اهل الشر
ولا تفتح له على ابدا. اللهم صل على محمد وآل محمد واجعلني مع محمد و
آل محمد في كل موطن ومشهد ومقام ومحل ومرتحل وفي كل شدة ورخاء
وفي كل عافية وبلاء اللهم صل على محمد وآله واغفر لي مغفرة عزما
جزما لا تغادر لي ذنبا ولا خطيئة ولا اثما اللهم اني استغفرك من كل
ذنب تبت اليك منه ثم عدت فيه واستغفرك لما اعطيتك من
نفسى ولما فلك به واستغفرك لما اردت به وجهك فخالطه ما
ليس لك فصل على محمد وآله واغفر لي يارب ولوالدى وما ولد وما ولدت
وما توالد وامن المؤمنين والمومنات الاحياء منهم والاموات ولاخواننا
الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك
رؤوف رحيم. الحمد لله الذى قضى عني صلوة كانت على المؤمنين كتابا
موقرنا ولم يجعلني من الغفلين -

یہ پوری عبارت قلمی کے صفحہ ۲۹۲ تک چلی گئی ہے، جو چھاپہ کے صفحہ ۱۲۸
پر سے غائب ہے اور ایک دعاسات سطروں کی بڑھائی گئی ہے جو نہ معلوم کس
کی ہے، کہاں کی ہے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا دعا کے مختلف فقرے اور کچھ اپنی
طرف کے فقرے مخلوط کر کے تقریباً ایک صفحہ چھاپا ہے۔ اس کے بعد جو تعقیبات فجر
مذکور ہیں ان کو لکھا ہے۔

کہاں تک نقل کیا جائے صرف پانچ صفحوں میں ۳۷ جگہ تصرف کیا ہے۔
قلمی صفحہ ۲۹۸ پر ہے۔ عن علی علیہ السلام قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ فی ابن آدم ثلاثا وستون عرقا متحركة ومائة وثمانون
ساكنة فلو سكن المتحرك لم يبق الانسان وله تحريك الا ان

الانسان وقال وكان النبي صلى الله عليه وآله في كل يوم اذا أصبح
وطلعت الشمس يقول الحمد لله رب العلمين كثير اطيبا على كل حال
يقولها ثلاثمائة وستين مرة شكرا۔

چھاپہ میں یہ عبارت نہیں ہے۔

چند سطروں کے بعد قلمی میں عن امیر المومنین قال التبيح ينصف

الميزان والحمد يملأ الميزان والله أكبر يملأ بين السماء والأرض۔
چھاپہ میں یہ عبارت نکال ڈالی گئی۔

صفحہ ۲۹۹ پر قلمی میں کتاب عیون الاخبار سے روایت ہے اس کو ناقص کر دیا

ہے۔ جابر بن طفیل سے ایک روایت ہے۔ اس کو پوری نکال ڈالا ہے۔

قلمی صفحہ ۳۰۱ پر عبارت ذیل ہے :

”سئلہ رجل ائسنن الاسلام وشرایعہ تامرت فی فقال لا یزال

لسانک رطبا من ذکر اللہ تعالیٰ من امالی الشیخ ابی جعفر بن بابویہ

عن امیر المومنین علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ بادروا الی ریاض الجنۃ قالوا وما ریاض الجنۃ قال

خلق الذکر من الفردوس قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون من الامالی ان الصاعقۃ

لا تصیب ذاکر اللہ عز وجل من المحاسن عن یونس بن عبد الرحمن

رفعه قال قال لابنہ یا بنی احذر المجالس علی عینک فان رأیت

قوما یدکرون اللہ عز وجل فاجلس معهم فانک ان تکن

عالم ما یفعلک علمک ویزیدک وان تکن جاہلا علمک ولعل

اللہ یطلعہم برحمۃ فتعلمک معهم واذ رأیت قوما لا یدکرون

فلا تجلس معهم فانک ان تکن عالم ما یزیدک جملا ولعل اللہ

یطلعہم بعقوبتہ فتعلمک معهم من الروضۃ ما جلس قوم

يذكرون الله الانادى بهم مناد من السماء قوموا قد
بدلت سيئاتكم حسنات وغفر لكم جميعا وما تعد عدة
من اهل الارض يذكرون الله الا تعد معهم عدة
من الملائكة :-

اس کی جگہ مطبوعہ صفحہ ۱۳۳ پر ہے :

”سئل النبي ما رياض الجنة فقال مجالس الذكر
فغدوا وروحوا في ذكر الله وروى الاعمش عن ابى
هريرة وابى سعيد الخدرى رضى الله عنهما ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال ان لله عز وجل ملائكة
سباحين في الارض فضلا عن كتاب الناس فاذا وجدوا
قوما يذكرون الله عز وجل تنادوا هلموا الى بغيتكم
فيجيئون فيخصون بهم ثم يرتفعون الى السماء فيقول
الله تبارك وتعالى اى شئ تركتم عبادى يصنعونه
فيقولون تركناهم يحمدونك ويمجدونك ويسبحونك
فيقول الله تبارك وتعالى وهل رأوني فيقولون لا فيقول
جل جلاله كيف لورأوني ؟ فيقولون لورؤك لكانوا اشد
تسبيحا وتحميدا وتسجيда فيقول لهم من اى شئ يتغذون ؟
فيقولون من النار فيقول تعالى وهل رأوها ؟ فيقولون
لا فيقول الله فكيف لورأوها فيقولون لورأوها لكانوا
اشد هربا منها واشد نفورا فيقول الله عز وجل واى
شئ يطلبون ؟ فيقولون الجنة فيقول تعالى وهل رأوها ؟
فيقولون لا فيقول تعالى فكيف لورأوها ؟ فيقولون لورأوها
لكانوا اشد عليها حرصا فيقول جل جلاله اشد حرصا

انی قد غفرت لهم في قولون كانت فيهم فلان ليريهم
انما جاء الحاجة فيقول الله عز وجل هم القوم لا يشقى
جليسهم

قلمی صفحہ ۳۰۵ پر ہے :

"من عيون الاخبار عن الرضا عليه السلام قال من
تذكر مصابنا وابكى لم تبك عينه يوم تبكى العيون
من كتاب روضة الواعظين - قال الصادق عليه السلام
البكاؤن خمسة - آدم ويعقوب ويوسف وفاطمة بنت
محمد وعلي بن الحسين زين العابدين صلوات الله عليهم
فاما فادام فبكى على الجنة حتى صار في خديه امثال اوردية
واما يعقوب عليه السلام فبكى على يوسف حتى ذهب بصره
وحتى قيل له تالله تفتوا تذكر يوسف حتى تكون حرصا او
تكون من المهلكين - واما يوسف عليه السلام فبكى على يعقوب
حتى تاذى به اهل السجن فقالوا اما ان تبكى بالنهار وتسكت
بالليل واما ان تبكى بالليل وتسكت بالنهار فصالحهم على
واحدة منهما واما فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وعليها
واله فبكت على ابیها حتى تاذى بها اهل المدينة وقالوا
قد اذيتنا بكثرة بكائك فكانت تخرج الى مقابر الشهداء
فتبكي حتى تقضى حاجتها ثم تنصرف واما علي بن الحسين عليهما
السلام فبكى على الحسين عليه السلام عشرين سنة او اربعين وما
وضع طعام بين يديه الا بكى قال مولى له جعلت فداك
يا بن رسول الله انى اخاف عليك ان تكون من الهالكين
قال انما اشكوا وبشئ وحزنى الى الله واعلم من الله

ما لا تعلمون انی لما ذکر مرع بنی فاطمة الاختقتنی العبرة۔
مطبوعہ میں یہ سب عبارت نکال ڈالی گئی ہے، کہاں تک ساری کتاب
نقل کی جائے۔ پانچ سو صفحوں کی کتاب میں سے فقط چند صفحوں کے نمونے بلکہ قریب
قریب صرف ایک باب کے بعض فصول کے نمونے تھے جو اوپر ذکر کئے گئے۔
اس سے پوری کتاب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

آخر میں صاحب مکام نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ پر خاتمہ کیا ہے
وہاں لکھتے ہیں:

”الفصل السابع فی خاتمة الكتاب ولما افتحت هذا
الكتاب بخطبة امير المؤمنين عليه السلام تبركا بهما و
لانها حاوية لمجامع الاداب احببت ان اختتم بخطبة الموسر
بسمات المؤمنين المرقومة بصفات المتقين اذ هي خير امام
للمؤمنين وابلغ موعظة للمتعطين فاختمت بذلك الكتاب
فصار مختوما ختامه مسك روى ان صاحباً له يقال له همام
كان رجلاً عابداً فقال يا امير المؤمنين صف لي المتقين
كأني انظر اليهم فتناقل عن جوابه ثم قال يا همام اتق
الله واحسن فان الله مع الذين اتقوا وهم محسنون فلم
يقنع همام بذلك القول حتى عزم عليه قال فحمد الله
واثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وآله ثم قال
اما بعد فان الله سبحانه الخ“

مطبوعہ میں اس عبارت کی یوں ترمیم چھاپی گئی ہے:

”الفصل السابع فی خاتمة الكتاب نختم هذا الكتاب

بخطبة منسوبة لامير المؤمنين سيدنا علي بن ابي طالب
كرم الله وجهه فنقول قال له رضى الله عنه بعض اصحابه رضى الله

عنہم یا امیرالمومنین صفی المتقین کافی النظر الیہم۔ فقال
رضی اللہ عنہ بعد حمد اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان اللہ الخ :-

اس طرح تمام کتاب من اولہ الی آخرہ تحریف کی کل امکانی صورت سے محروف
مبدل، مغیر کر کے چھاپی گئی ہے اور بحر فون الکلم من بعد مواضعہ کا خلعت
چھاپہ والوں نے اپنے زیب تن فرمانا مناسب سمجھ لیا ہے۔
یہ امر اس جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ خطبہ اسی تمہید کے ساتھ نہج البلاغہ میں بھی
موجود ہے۔ اب چھاپہ والوں کا منصوبہ بغیر منسوبہ کہے ہوئے کہاں پورا ہو سکتا تھا۔

کتاب مختصر الدول میں تحریف

جو راجی زیدان عیسائی علامہ جس کے تصانیف کثیرہ سے اس کے اسلامی معلومات
کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ادب و تاریخ کا یہ مجمع البحرین اپنی تصنیفات میں معلومات
کا انبار لگا گیا ہے۔ یوں تو اس کی تصانیف عموماً عمدہ اور مفید ہیں لیکن خصوصاً "تاریخ
آداب لغت عربیہ" اور "تاریخ تمدن اسلامی" اس قابل ہیں کہ ان کا حرف حرف پرٹھا
جائے۔ مگر الذکر کتاب تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک معقول ذخیرہ
ہے۔ اگرچہ نہ صرف یہی ایک مصنف بلکہ اکثر مصنفین (علی الخصوص غیر مسلم) چونکہ اکثر صرف
علماء اہل سنت ہی کی کتابیں پاتے اور دیکھتے ہیں اس لئے مذہبی اصول و حالات کے
متعلق رائے قائم کرنے یا واقعات بیان کرنے میں لامحالہ یکطرفہ معلومات کے سبب
غلطیاں بھی کرتے ہیں اور اس سے صاحب تاریخ تمدن اسلامی بھی محفوظ نہیں ہیں پھر
بھی ان کے تصانیف نہایت کارآمد مضامین کا خزانہ ہیں۔ تاریخ تمدن اسلامی کی پانچ
جلدیں ہیں۔ اس کتاب کی تیسری جلد طبع ثانیہ ص ۲۶ مطبوعہ المطبعہ المطبوعہ مصر ۱۹۱۵ء میں
"علوم العرب بعد الاسلام" کی سرخی سے جو کچھ بیان کیا ہے، اس کے ذیل میں کئی سرخیاں
قائم کی ہیں۔ تیسری سرخی "احراق مکتبہ اسکندریہ وغیرہا" ہے۔ اس میں اسکندریہ کے مشہور

کتب خانہ کے بحکم حضرت عمر جلّائے جانے کی مفصل اور مکمل گفتگو ہے۔ اقرار و انکار کرنے والوں کے دعوے اور بحش، پھر فیصلہ اور استدلال فیصلہ لکھا ہے اور وہ اس قابل ہے کہ غیر جانبدار ہو کر اسے پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اسی گفتگو کے اشارے میں تاریخ مختصر الدول ابوالفرج مالطی کی عبارت احراق کے ثبوت میں پیش کی ہے جو یقیناً درج ذیل ہے :

ثانیاً جاء في تاريخ مختصر الدول
لابي الفرج المالطي عند
كلامه عن فتح مصر
على يد عمرو بن العاص
مانصه وعاش يحيى الغراما
طبقى الى ان فتح عمرو بن
العاص مدينة الاسكندرية
ودخل على عمرو وقد
عرف موضعه من العلوم
فاكرمه وسمع من الفاظه
الفلسفية التي لم تكن
للعرب بها آنسة فاهاله
ففتن به وكان عمرو
عاقلا حسن الاستماع
صحيح الفكر فلزمه
وكان لا يفارقه قال
له يحيى يوما انك
قد احطت بحواصل

کتب خانہ اسکندریہ کے بحکم حضرت
عمر جلّائے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ
تاریخ مختصر الدول ابوالفرج مالطی
میں جہاں عمرو بن العاص کے ہاتھوں
فتح مصر کا بیان ہے وہاں یہ الفاظ
ہیں ”یحيى غراما طيقى“

زندہ رہا اس وقت تک کہ شہر اسکندریہ
کو عمرو عاص نے فتح کیا اور وہ عمرو کے
پاس چلا گیا چونکہ عمرو عاص کو یحییٰ کا
علمی پایہ معلوم ہو چکا تھا اس نے اسکی
تعظیم و تکریم کی اور اس سے ایسی ایسی
فلسفہ کی باتیں سُنیں جن سے عربوں کے
کان بھی آشنا نہ تھے۔ عمرو مرعوب
ہو گیا اور یحییٰ پر مفتوح ہو گیا۔ چونکہ
عمرو عاص مرد عاقل اور بات کو کان
لگا کر سُننے والا صحیح فکر تھا۔ ”سیانا“
چالاک اور سمجھ والا تھا۔ اس کو اپنے
ساتھ رکھنے لگا اور اس سے علیحدہ نہ

عرف موضعه من العلوم
فاكرمه وسمع من الفاظه
الفلسفية التي لم تكن
للعرب بها آنسة فاهاله
ففتن به وكان عمرو
عاقلا حسن الاستماع
صحيح الفكر فلزمه
وكان لا يفارقه قال
له يحيى يوما انك
قد احطت بحواصل

ہوتا تھا۔ آخر کار ایک روز عمرو سے یحییٰ نے کہا کہ آپ نے تمام حاصلات اسکندریہ کا احاطہ کر لیا اور یہاں جو کچھ موجود تھا سب پر مہر لگا دی۔ میں ان چیزوں سے بحث نہیں کرتا جس سے آپ کو نفع کی امید ہو۔ البتہ جن چیزوں سے آپ نفع نہیں اٹھا سکتے اس کے لئے ہم حقیقی ہیں۔ اس پر عمرو نے کہا کہ تمہیں کیا درکار ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ شاہی کتب خانہ میں حکمت کی کتابیں محفوظ ہیں (وہ مطلوب ہیں) تب عمرو عاص نے کہا کہ اس امر میں امیر المومنین عمر بن الخطاب کے حکم کے بغیر میں خود کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد عمرو نے عمر بن خطاب کو خط لکھا اور یحییٰ کا بیان بھی لکھ بھیجا۔ اس کے جواب میں عمر بن خطاب کا خط آیا جس میں یہ تھا کہ ”جن کتابوں کا تم نے تذکرہ کیا ہے اگر ان میں کتاب خدا کے موافق باتیں لکھی ہیں تو بس کتاب اللہ کافی ہے اور اگر اس کے مضامین کتاب خدا کے مخالف ہیں تو ان کی کوئی حاجت نہیں۔“

الاسکندریة وختمت علی کل الاصناف موجودۃ بہما فمالک بہ انتفاع فلا لغارمتہ فیہ ولا الانتفاع لک بہ فنحن اولیٰ بہ فقال لہ عمرو وما الذی تحتاج الیہ قال کتب الحکمة الخزانۃ المملوکیۃ فقال لہ عمرو، هذا ما لا یمكنی ان امر فیہ الا بعد استیذان امیر المومنین عمر بن الخطاب فکتب الی عمر عرفہ قول یحییٰ فورد الیہ کتاب عمر یقول فیہ واما الکتب التي ذکرتمہا فان کان فیہا ما یوافق کتاب اللہ ففی کتاب اللہ عنہ غنی وان کان فیہا ما یمخالف کتاب اللہ فلا حاجة الیہ فتقریرہ لہ

فسرع عمرو بن العاص
فی تعریفها علی حمامات
اسکندریہ و احراقها
فی مواقدها فاستنفذت
فی ستہ اشهر ما جرى
واعجب (۱)

عاص نے ان کتابوں کو اسکندریہ کے
حماموں میں (جلانے کے لئے) تقسیم کرنا
اور ان کے چولھوں میں جلوانا شروع
کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ سب کتابیں چھ
ہفتے میں جل کر تمام ہوئیں۔ یہ واقعہ
سُننے اور تعجب کے قابل ہے۔

اس عبارت کے آخری لفظ "واعجب" پر جورجی زیدان نے حاشیہ نمبر (۱) دیا
ہے وہ حاشیہ پائین عبارت (فٹ نوٹ) اس طرح مذکور ہے :

(۱) کتاب مختصر لدول صفحہ ۱۸۰
من طبعة بوكوك في اوکسوینا
سنه ۱۶۶۳ واما النسخة المطبوعة
فی مطبعة الالباء الیسوعیین فی
بیروت فقد حذفت من هذه
الجملة کلها بسبب لانعلسه۔

کتاب مختصر الدول صفحہ ۱۸۰ طبع
بوکوک اوکسوینا ۱۶۶۳ء کی یہ عبارت
(ہے) لیکن جو نسخہ بیروت میں عیسائی
پوپ لوگوں کے چھاپہ خانہ میں چھپا ہے
اس میں سے کل کی کل عبارت میری
سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں نکال ڈالی گئی۔

راقم کہتا ہے کہ عجب نہیں کہ بیروت کے پادریوں کو بھی وہی خیال ہوا جو
مولوی شبلی صاحب نے شرح عقائد نسفی کے متعلق لکھا اور ممکن ہے کہ بغرض تجارت
بھی ایسا کیا گیا ہو، تاکہ مسلمان شوق سے اس کتاب کو خرید سکیں۔

بہر حال علامہ جورجی زیدان نے سبب کو لا معلوم قرار دیا ہے۔ جو سبب ہو مجھے
اس سے بحث نہیں۔ میں دکھلانا چاہتا ہوں کہ آج کل کی روشن دنیا فریب اور جھوٹ کا
مجسمہ ہے اور بس۔ پھر آج کی چھپی ہوئی کتاب آئندہ کس کام کی ہوگی، اب تو اپنے منہ
میاں مٹھو ہونا بھی دشوار ہو جائے گا۔

ناظرین سے التماس ہے کہ اگر مولوی شبلی صاحب کے "رسائل شبلی" دیکھے ہوں
یا دیکھنے کا اتفاق ہو جہاں حضرت عمر کو احراق مکتبہ اسکندریہ سے بچانے کی سعی لا حاصل

کی گئی ہے تو وہ تاریخ تمدن اسلامی کے اس حصہ کو ضرور اور مکمل دیکھیں اور تاریخی نقطہ نگاہ سے مولوی صاحب کے ”مورخ ہونے اور آپ کی دیانت“ کی داد دیں اور جو رجحان زیران کے ممنون احسان ہوں۔

اصل یہ ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے اپنی تحریروں میں علی العموم لفظوں پر دار و مدار رکھ کر چالاک بحث کرنے والے کی طرح مطلب کو اپنے موافق توڑ مروڑ کے بنالینے کی کوشش کی ہے اور ظاہری حیثیت مورخ کی پیش کی ہے۔ چنانچہ اس واقعہ میں بھی یورپ کے پیش کردہ تین مصنفوں پر زور دے کر باقی سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ شبلی صاحب ”قفطی“ کی کتاب اخبار العلماء باخبار الحکماء سے ضرور واقف ہیں۔ یہ کتاب جلال الدین ابوالحسن علی بن قاضی الاشرف یوسف القفطی المتوفی ۶۴۶ھ میں چھپی ہوئی مدرسۃ الوداعین لکھنؤ کے کتب خانہ میں موجود ہے اور اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۳۳ پر یحییٰ نحوی کے حالات میں وہ پوری عبارت موجود ہے جو مختصر الدول سے نقل کی گئی قفطی کا انتقال ابوالفرج مالطی سے تقریباً چالیس سال قبل ہو چکا ہے خود مولوی شبلی صاحب نے قفطی کی کتاب تاریخ مصر للقفطی کے ساتھ قفطی کا سنہ وفات ۶۴۶ھ لکھا ہے اور خود یہ کتاب یعنی اخبار العلماء مولوی صاحب کے پیش نظر بھی تھی۔ چنانچہ اپنے رسالہ ”تراجم“ ص ۲۳۱ حاشیہ پر اس کا ذکر کیا ہے۔ جناب شبلی نے اپنے مضمون احراق مکتبہ اسکندریہ میں قفطی کو اس طرح نظر انداز کیا ہے گویا قفطی کوئی تھا ہی نہیں۔

اس قسم کی فریب دہ تحریر علمی خیانت کی وہ قسم ہے جس پر میں نے ابھی قلم نہیں اٹھایا ہے۔ اور جو شبلی صاحب کی تحریروں میں علی الخصوص اور ان کے ہم مشربوں میں علی العموم بہ کثرت ملتی ہے۔ جن لوگوں نے سیرۃ النبیؐ، الفاروق، المامون وغیرہ دیکھی ہوگی ان سے یہ امر بالکل پوشیدہ نہ ہوگا۔

واقعہ احراق مکتبہ اسکندریہ اور تاریخ اسلام

تاریخ تمدن اسلامی کے حوالہ سے اس واقعہ کے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا تھا اس کے

بعد میری نظر "تاریخ اسلام" اردو مولفہ جناب شیخ ذاکر حسین صاحب دہلی کے اس حصہ پر پڑی جو اس سے متعلق ہے۔ اس موقع پر ناظرین کی توجہ تاریخ اسلام کی طرف مبذول کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ لوگ اس گراں بہا خزانہ سے غافل ہیں۔ حقیقت میں "تاریخ اسلام" جیسی قلیل الحجم اور کثیر المنفعہ کوئی تاریخ میرے خیال میں اردو تو کیا فارسی اور عربی میں بھی نہیں مل سکتی۔ قیمت میں اس قدر کم، حجم اتنا قلیل اور اسلامی واقعات کی باحوالہ اور قابل سند باتیں ہرگز کسی جگہ یکجا نہیں مل سکتیں۔ اردو داں حضرات کے لئے تو یہ کتاب بے نظیر ہے ہی، عربی داں حضرات کے لئے بھی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مدارس عربیہ کے طلاب سے بالخصوص گزارش ہے کہ اس بے بہا تحفہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں۔ چونکہ ابھی تک مختصر الدول کے اس نسخہ کو میں نے خود نہیں دیکھا جس کا پتہ جو رجبی زیدان نے دیا ہے اس لئے اس کے حوالہ کے علاوہ ایک اور شہادت پیش کر دینا بہتر معلوم ہوا۔ اسی بنا پر تاریخ اسلام جلد سوم مطبوعہ دہلی ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۳ سطر ۲۱ کی آخر عبارت جسے غلط نامہ صفحہ ۲ ذیل ترمیم میں لکھا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔ (مگر طبقات الامم مطبوعہ مصر میں سے یہ عبارت نکال ڈالی گئی ہے) یعنی طبقات الامم کی وہ عبارت جو احراق مکتبہ اسکندریہ سے متعلق ہے جس کا ترجمہ تاریخ اسلام نے نقل کیا ہے، اب مصری چھاپہ میں نہیں ہے۔

صاحب تاریخ الفی نے کتاب طبقات الامم قاضی مساعد اندلسی سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سنا کہ عمر فاروق نے ان کتابوں کے جلانے کا حکم دیا ہے تو فاروق سے کہا کہ ان کا مضمون قرآن کے مطابق ہے۔ الا قرآن مجمل ہے اور ہر شخص ان مضامین کو اس سے استنباط نہیں کر سکتا اور بالفرض قرآن کے خلاف بھی ہوں تب بھی ان کا جلانا روا نہیں، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ شرائع و لواہم سابقہ پر مشتمل ہو اور پہلی شریعتوں کا جلانا کھلی صورت میں جائز نہیں مگر جناب فاروق پر ذرا اثر نہ ہوا۔ (مختصر الدول کے حوالہ سے تاریخ اسلام کی جلد ۳، ص ۹۲-۹۳ پر ہے)۔

۷۴ مکتب خانہ اسکندریہ ایروننگ لکھتا ہے عمرو عاص خود شاعر تھے اور علم دوست۔

فرست کے وقت علماء کی صحبت پسند کرتے تھے۔ فتح اسکندریہ کے بعد وہاں کے ایک عیسائی عالم سے جسے یحییٰ نحوی (جان دی گرامرس) کہتے تھے گہری دوستی ہو گئی۔ ایک دن اس نے اپنے پر عمرو عاص کی زیادہ التفات دیکھ کر ایک ایسے خزانہ کا پتہ دیا جو اب تک مسلمانوں کی نظر سے بچ رہا تھا۔ یہ کتابوں کا ایک ذخیرہ تھا جو اس وقت سے کتب خانہ اسکندریہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ عمرو عاص اسکندریہ کی ہر چیز پر قبضہ کرتا چلا آتا ہے اور اس کی طرف ابھی توجہ نہیں کی ہے اس نے درخواست کی کہ یہ کتب خانہ مجھ کو عنایت فرمایا جائے۔ اس کی درخواست پر عمرو عاص کو خیال ہوا کہ یہ بھی کوئی بڑی چیز ہوگی اور اس لئے خلیفہ سے دریافت کرنا ضروری ہوا۔ اس نے ایک عریضہ میں یحییٰ کی خوبیاں تحریر کر کے سفارش کی کہ یہ کتابیں اسے دے دی جائیں۔ عمر فاروق نے جواب میں لکھا کہ اگر یہ کتابیں قرآن کے موافق ہیں تو ان کی کوئی ضرورت نہیں قرآن کافی ہے۔ اگر قرآن کے موافق نہیں ہیں تو ضرر پہونچانے والی ہیں بہر کیف ان کو غارت کر دینا چاہئے۔ عمرو نے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی۔ وہ کتابیں شہر کے پانچ حماموں میں تقسیم کر دی گئیں اور وہ چھ مہینے تک ان حماموں میں ایندھن کا کام دیتی رہیں۔ ابوالفرج نے اپنی تاریخ مختصر الدول میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

فقہ اللغۃ میں تحریف

شیعوں کی تصنیفات میں سے اپنے اوپر بڑھنے والے اعتراضات کو تو اہلسنت نکال ڈالیں، اپنی طرف سے جو چاہیں جہاں چاہیں بڑھا دیں، گھٹا دیں، بدل دیں۔ بلکہ خود اہلسنت کی کتب سے جو تائیدات شیعوں کے حق میں ملیں ان کو حذف کر دیں اور اس کا نام بہر حال "احتیاط" رکھا جائے اور جب اس بددیانتی کی تقلید عیسائی کریں اور اس طرح ان کو نقصان پہونچانے میں کوشاں ہوں تو ان "احتیاط" کے جھنڈا اٹھانے والوں کو

اے ایرونک کی غلطی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اور تاریخوں میں حماموں کی تعداد چار ہزار لکھی ہے۔

تاب نہ رہے۔ یہ طرفہ تماشا ہے :

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

اگرچہ بحیثیت مسلمان ہونے مجھے بھی عیسائیوں کی اس بددیانتی سے صدمہ ہے اور سخت صدمہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس سنت سیئہ کا بیج بویا وہ البادی الظلم کا مصداق ہے اور بات یہ ہے کہ میدان مقابلہ میں تحریف کرنے والوں کے لئے عیسائی ہر فوجی نے راموسی بن گئے ہیں۔ البتہ ان دونوں بددیانتوں کے سیلاب سے بے گناہ شیعہوں کا گھر مفت غرق ہوتا ہے۔ فالعبرة العبرة

اے دعوے داران تشیع! اپنے مذہب و ملت کے لئے پریس کی طاقت کو مضبوط کرو، اور نہیں تو کم از کم اپنی کتابوں کو تو اصلی حالت میں شائع کر دو۔ ورنہ لازم تو یہ ہو گیا ہے کہ سنیوں کی کتابوں کو بھی صحیح صحیح جس طرح مصنف نے لکھا ہے چھاپ لو تاکہ تمہارے ہاتھ میں متقدمین اہل سنت کی دی ہوئی سند محکم رہے۔

اس تمہید کے بعد ”فقه اللغة“ کی لوح کی عبارت نقل کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ فقہ اللغة میں بھی تحریف کی گئی ہے اور جس کی مصری علماء کو شکایت ہے۔ یہ کتاب ”مطبع سعادة مصر“ میں پہلی دفعہ ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء شیخ منیر دمشقی کی تصحیح ہے جو علمائے جامعہ ازہر میں سے ایک شخص ہیں چھپی ہے، اس کی لوح پر عبارت ذیل مرقوم ہے :

کتاب فقہ اللغة و سر العربیة تألیف ابی منصور عبد الملک
بن محمد الثعالبی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ ”طبع طبق اصل مولفہ لا
كما طبعت الجمعية السیوکیة فحذفت منه کل ما یتعلق بالاسلام
وقسم اسرار العربیة برمتہ۔“

اس سے واضح ہو گیا کہ عیسائیوں نے اصل کتاب میں سے کل وہ چیزیں جو اسلام سے متعلق ہیں نکال ڈالی ہیں اور کتاب کا آخری حصہ ”اسرار العربیہ“ تو ایک دم ہی غائب کر دیا۔ فقہ اللغة کے تین نسخے اس وقت میرے پیش نظر ہیں۔ اول مذکورہ بالا نسخہ جو مصری

ذاتی ملکیت ہے اور جو سفر عرب میں خریدا گیا ہے اس کی تقطیع طول میں چھ انچ، عرض میں ساڑھے چار انچ ہے۔ دوسرا نسخہ ”مطبوعہ عمومیہ مصر“ میں سید مصطفیٰ البابی الحبلی کے اہتمام اور شیخ محمد زہری کی تصحیح سے ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کی تقطیع طول میں دس انچ، عرض میں ساڑھے چھ انچ ہے۔ تیسرا وہ جو عیسائی پادریوں کے مطبع مسیحیہ مطبعة الآباء الیسوعیین بیروت میں ۱۸۸۵ء میں چھپا ہے۔ یہ دونوں نسخے مدرستہ الوائین لکھنؤ کی ملک ہیں۔ میں نے پہلے نسخہ کی لوح کی عبارت نقل کی ہے جس سے واضح ہے کہ یہ نسخہ مکمل ہے اور عیسائی پادریوں نے جو قطع و برید کی ہے اس سے یہ نسخہ پاک ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس تیسرے نسخہ کی حالت تھوڑی تفصیل سے بیان کر دوں جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ عیسائیوں نے کیا اور کس طرح خیانت کی ہے۔ پادریوں نے جو کچھ کیا ہے اس طرح کی فریب کاری سے تو یہی بہتر تھا کہ کتاب کو شائع فرمانے کی زحمت ہی نہ فرمائی جاتی، یا یہ کتابیں گزشتہ زمانہ کے فاتحین کی تقلید کر کے نذر آتش کر دی جاتیں۔ (جن کی ملامت کے لئے آج مدعی تہذیب، روشن خیالی، اور وسیع النظر کی علمبردار دنیا آٹھ آٹھ آنسو بہا رہی ہے اور دل نہیں بھرتا۔ سچ ہے: بے حیا باش ہر چہ خواہی کن)۔

ایک طرف تو اس نسخہ میں تحریف کی گئی اور دوسری طرف اس نسخہ کو دلچسپ اور مفید تر بنا کر اس کی اشاعت کو مقبولیت عامہ کا جامہ پہنانے کی کافی سعی کی گئی ہے۔ اس طرح شوقین حضرات خواہ مخواہ اسی نسخہ کو خریدیں گے اور اسی کی اشاعت ہو کر رہے گی۔ کاغذ اور حروف کی عمدگی تشکیل و تحسین طبع کے علاوہ ابتدا میں ۱۵ صفحہ پر اڑتیس ائمہ لغت کے تراجم بھی لکھے گئے ہیں جن سے ثعلبی نے اپنی اس کتاب میں مطالب اخذ کئے ہیں۔ مصنف کتاب کا ترجمہ اس کے علاوہ ہے۔

آخر کتاب میں ابن اجدابی کی کتاب ”کفاية المتحفظ ونهاية المتلفظ“ کے منتخبات چودہ صفحوں میں پھر عبداللہ بن مسلم کی کتاب ”الجرایشم“ کے منتخبات اٹھارہ صفحوں میں الحاق کئے گئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۲۶۶ سے صفحہ ۳۹۸ تک بعض

الفاظ مشککہ کی شرح ہے جو کتاب فقہ اللغة میں آگئے ہیں۔ اس کے بعد چار فہرستیں ہیں۔ ایک فہرست ان لوگوں کی جن کے تراجم ابتدا میں ہیں۔ دوسری فہرست ان لوگوں کی جن کے تراجم الفاظ مشککہ کی شرح کے سلسلہ میں آگئے ہیں۔ تیسری فہرست ترتیب و مضامین کتاب کی ہے (جو سب نسخوں میں ہے)۔ چوتھی فہرست مضامین کتاب کی باعتبار حروف تہجی ہے۔

ان خوبیوں نے طباعت میں اگرچہ چار چاند لگا دئے ہیں لیکن ان تمام خوبیوں پر اس طرح پانی پھیر دیا گیا کہ غیر محسوس انداز میں کتاب کو محرف کر ڈالا گیا۔ مصنف نے اپنے دیباچہ میں صاف صاف تصریح کر دی ہے کہ اسی کتاب کا دوسرا جز ستر العربیہ ہے۔ یہ حصہ مطبعہ عمومیہ مصریہ ۱۳۱۸ھ والے نسخہ میں صفحہ ۲۰۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۶۲ پر تمام ہوتا ہے اور مطبعہ سعادت والے نسخہ میں صفحہ ۳۳۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۴۲۳ پر پورا ہوتا ہے۔ تیسرے یعنی بیرونی نسخہ میں یہ پورا حصہ بغیر کسی واضح اطلاع کے نکال ڈالا گیا ہے خو خیانت اور واقعی خیانت ہے۔ یہ حذف شدہ حصہ پورا تو نقل نہیں کیا جاسکتا لیکن سرنامہ نقل کر دیتا ہوں جس سے خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کے خارج کرنے کا سبب کیا ہے۔ اس کی ابتدا اس طرح ہے :

”القسم الثاني مما اشتمل عليه الكتاب وهو السّر

العربیة فی محادی کلام العرب و سننہا والاستشہاد بالقرآن
علی اکثرہا۔“

اب میں ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے (اگر عبرت کے لئے نہ کہا جاسکے) اور پادری صاحبان کی عیاری کا دامن چاک کرنے کی غرض سے دونوں نسخوں کے دیباچے کا کچھ حصہ نقل کرتا ہوں۔ ستر العربیہ کا حصہ جو بلاغت قرآن سے موید تھا وہ تو اس ”جرم“ کے سبب نکال دیا گیا کہ اس پر قرآنی تصدیق تھی۔ لیکن دھڑکتے دلوں کو اس سے تسکین نہ ہو سکی، تثلیث کے بودے دھاگے میں بندھے ہوئے پادریوں سے یہ بھی برداشت نہ ہو سکا کہ مصنف اپنے عقیدہ کو اپنی کتاب کے دساحہ میں بیان کرے۔

اصل کتاب کا دیا چہ مطبعہ عمومیہ کی شائع کردہ کتاب میں صفحہ ۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۲ پر ختم ہوتا ہے۔ پادری صاحبان کی شائع کردہ کتاب میں باجوہ چھوٹی تقطیع ہونے کے اس کے صرف چھ صفحات میں ختم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ قانونی بچت کے لئے یہ چالاکی کی گئی ہے کہ ایک لفظ ”مختصراً“ لکھ دیا گیا ہے لیکن اختصار کے معنی تغیر تبدیل یا عکس کر دینے کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اختصار کے معنی یہ کس لغت میں ہیں کہ مصنف نے جو نہیں کہا ہے وہ اس کا قول قرار دے دیا جائے یا جو کہا ہے اس کا عکس کر دیا جائے۔ اس چھاپہ میں عیسائی صاحبان نے پہلے اپنا دیا چہ لکھا ہے۔ اس میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ ولم نغیر فی هذا التالیف من شیء سوى اننا اطرخنا منه لایلیق ان یکون فی ید طلبیة العلم لاسیما الاحداث منهم۔ (یعنی ہم نے اس تالیف میں کوئی تغیر نہیں کیا ہے، فقط اتنا سا کہ جن چیزوں کا طالبان علم کے ہاتھوں میں ہونا مناسب نہیں، علی الخصوص نو عمر طلبہ کے ہاتھوں میں، ان کو ہم لوگوں نے نکال ڈالا ہے)۔

اب اہل انصاف داد دیں کہ قرآن و حدیث کی بلاغت اور اسلامی ادب کی عظمت واضح ہونے کے سوا اور اس میں کیا تھا۔ کون سی بات خلاف عقل، خلاف تہذیب یا خلاف اخلاق باتیں مذکور تھیں جن کا طلبہ یا نو عمر طلبہ کے لئے پڑھنا نازیبا سمجھا گیا۔ ملاحظہ ہو :

دیا چہ مصنف از مطبوعہ عمومیہ

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد، حمد اللہ علی
الائہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ فان من احب
اللہ احب رسولہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ومن احب
النبی احب العرب ومن احب العرب احب اللغة العربیة
التي بها نزل افضل الكتب علی افضل العجم والعرب و
من احب العربیة عنی بها وثار علیها وصرف همته الیہا

ومن هداة الله للاسلام وشرح صدره للايمان واتاه حسن
 سريرة فيه اعتقدان محمدا صلى الله عليه وسلم خير
 المرسل والاسلام خيرا للملل والعرب خيرا ل الامر والعربية
 خيرا للغات والالسنه والاقبال على تفهمها من الديانة
 اذ هي اداة العلم ومفتاح التفقه في الدين وسبب اصلاح
 المعاش والمعاد ثم هي الاحراز للفضايل والاحتواء على
 المروعة وسائر انواع المناقب كالينبوع للماء والزند
 للنار ولولم يكن في الاحاطة بخصائصها والوقوف على
 مجاديتها ومصارفها والتبحر في جلائلها اودقائقها الاقوة
 اليقين في معرفة اعجاز القرآن وزيادة البصيرة في اثبات
 النبوة الذي هو عمدة الايمان لكفى بهما فضلا يحسن
 اثره ويطيب في الدارين ثمرة فكيف وايسر ما خصه الله
 عز وجل من ضروب الممادح ما يكل اقلام الكتبة ويتعب
 انامل الحسبة ولما شرفه الله عز اسمه وعظمها ورفع
 خطرها وكرمها واوحى بها الى خير خلقه وجعلها لسان
 امينة على وحيه واسلوب خلفائه في ارضه و اراد
 بقائتها ودوامها حتى تكون في هذه العاجلة لخير عبادة
 وفي تلك الاجلة لساكني دار ثوابه قبض لها حفظة الخ

اس پوری عبارت کو دیکھئے خط کشیدہ کُل کی کُل عبارت بیروتی چھاپہ میں غائب
 کر دی گئی ہے :

”قیاس کن ز گلستان من بہار مرا“

دیباچہ سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان محرفین نے آگے چل کر اصل کتاب میں کیا کیا کُل
 نکھلائے ہوں گے۔ پوری کتاب کو لے کر لٹا دیا ہے۔

فقط بعض بعض مقامات لکھ دیے جاتے ہیں تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے سند باقی رہے۔
ملاحظہ ہو فقہ اللغة مطبوعہ مطبعہ عمومیہ مصر باب خامس عشر فصل فی الرؤس

صفحہ ۶۲ :

”الکرادیس والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين
والمرفقين والمنكبين وفي الخبر أنه صلى الله عليه وسلم
كان ضحماً لكراديس وفي خبر آخر أنه صلى الله عليه وسلم
كان جليل المشاش الحجتان راسا الوركين القتير رؤس
المسامير عن أبي عبيد - البوبوراس الملكة عن عمرو
عن أبيه عن أبي عمرو والشيا في الخشل رؤس الحلج عن
أبي عبيد عن أبي عمرو“

خط کشیدہ عبارت میں بیرونی چھاپہ والوں نے یوں خیانت کا فرض ادا کیا ہے،

فیقال فلان ضحماً لكراديس وجليل المشاش -

اکثر موقع پر مصنف نے قرآن مجید سے استدلال یا استشہاد کیا ہے۔ اس میں یہ تحریف
کی گئی ہے کہ مصنف کے قول قول اللہ عزوجل کو بدل کر قول القرآن کر دیا گیا
ہے۔ ظاہر نظر میں تو یہ بڑا فرق نہیں معلوم ہوتا، قول خدا یا قول قرآن ایک ہی ہے لیکن
اگر کوئی بات نہ ہوتی تو پادریوں کو اللہ عزوجل سے دشمنی اور قرآن سے دوستی ظاہر
کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ اس طرح مقصود یہ ہے کہ قرآن مجید ایک
کتاب ہے لیکن جو اس میں مذکور ہے وہ قول خدا نہیں بلکہ قرآن کا قول ہے۔ قرآن
جس کی تصنیف ہوگی یہ قول اس کا ہوگا نہ کہ خدا کا۔ عیسائی خائنین قرآن کو کتاب خدا
مانیں یا نہ مانیں، سرور کائنات کو تسلیم کریں یا نہ کریں، دنیائے انصاف سے سوال صرف
اتنا ہے کہ فقہ اللغة عیسائیوں کی تصنیف تو نہیں ہے، اس کا مصنف تو مسلمان تھا،
اس کی تصنیف کو اپنی بائبل کی طرح مسخ اور تختہ مشق بنانے کا آپ لوگوں کو کیا

حق تھا۔ ؟

اگر مناظرہ ہی کرنا ہو اور احقاق حق مطلوب ہو تو علمائے اسلام اس کے لئے ہر وقت حاضر ہیں، گفتگو فرمائیں۔ تحریر و تقریر جس میدان میں چاہیں تشریف لے آئیں۔ لیکن اس چوری سے کیا نتیجہ۔ شرم اسے مدعیانِ تہذیب۔!

www.kitabmart.in

مطبوعہ مطبعہ عمومیہ صفحہ ۴۳ باب عاشرفصل لاح لی فی الرد علی ابن قتیبہ الخ۔ وقد غلط لان المسکین هو الذی له البلغة من العیش اما سمع قول الله عزوجل اما السفينة فكانت لمساكين يعملون فی البحر فاشت لهم سفينة وقول الله عزوجل اولی ما یحتج به۔ اس عبارت کو بیروتی چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ کو اس طرح بدلا گیا ہے۔ اما سمع قول القرآن وقوله ما یحتج به اس موقع پر صیغہ مضارع کو ماضی سے بدل دینے سے مطلب میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔ اسی صفحہ میں چند سطر بعد اس طرح ہے:

وفی الحدیث ان رجلا قال یا رسول الله اکلتنا الضبع۔ اس کو بدل کر پادری صاحبان نے اس طرح چھاپا ہے:

وفی الحدیث اکلتنا الضبع۔

اب ملاحظہ ہو مطبوعہ مطبعہ عمومیہ مصریہ باب ثانی عشر صفحہ ۴۸ ترتیب فصول کی تبدیل کے علاوہ فصل یناسبہ فی الاعضاء کے بعض فقرات حذف کئے گئے ہیں اور صفحہ ۴۹ کی فصل یناسبہ عن الائمة پوری کی پوری حذف ہے جو ۴ اسطر ہیں۔ پھر ملاحظہ ہو تیسرا باب صفحہ ۵۵ مطبوعہ مطبعہ عمومیہ مصریہ:

فصل فی سواد اشياء مختلفة۔ الحال الطین الاسود ومنه حدیث مروی ان جبریل علیہ السلام قال لما قال فرعون امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل اخذت من حال البحر فضربت به وجهه۔

اس عبارت کو بیروتی پادریوں نے یوں چھاپا ہے:

الحال الطین الاسود (عن ثعلب عن ابن الاعرابی ومنه

ما جاء في الحديث واخذ من حال البحر وضرب به وجه فرعون
 ريباچه میں پادریوں کا کہنا کہ ایسی چیزیں نکال دی گئیں جن کا طلبہ اور خصوصاً جوانوں
 کے ہاتھوں میں ہونا مناسب نہ تھا اس موقع پر خاص کر قابل توجہ ہے تحریف کی فرعونیت
 کے مرتکبین کے لئے فرعون کا دامن ہاتھ میں ہونا مناسب اور جبریل علیہ السلام کے نام
 سے عداوت اور اس دولت سے ہاتھ خالی ہونا ہی مناسب تھا۔ واہ واکیا کہنا۔

چونکہ پوری کتاب میں پوری طرح خیانت کی گئی ہے، سب کا نقل اور احصار
 بہت دشوار ہے۔ ایک دو مثالیں اور لکھ کر ناظرین کو متوجہ کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔
 مطبوع مطبعہ عمومیہ مصریہ کا صفحہ ۶۵ بیروتی کا صفحہ ۹۳، مصری کا صفحہ ۶۶ بیروتی
 کا صفحہ ۹۵۔ مصری کا صفحہ ۸۹ فصل فی تفصیل احوال الموت اس میں ایک جگہ یہ عبارت ہے:
 واول من تكلم بذلك النبي صلى الله عليه وسلم یہ عبارت بیروتی
 میں غائب کر دی گئی ہے۔

ملاحظہ ہو بیروتی کا صفحہ ۱۳۳، اس کے چند سطر نیچے مصری میں یہ ہے:

وحطما حسن وافصح لان القرآن نطق بذلك في قصة سليمان
 صلى الله عليه وسلم اس کی جگہ بیروتی میں یوں ہے:

وحطما حسن وافصح وقد نطق القرآن بذلك في قصة سليمان
 لان کی جگہ قدر رکھ کر استدلال کو پس پشت ڈال دیا گیا اور فقط اخبار پر اکتفا کر دی
 گئی۔ صاحبانِ علم سے مخفی نہیں کہ اتنے سے تغیر میں کتاب بڑا مطلب خراب کر دیا گیا۔
 مصری کے صفحہ ۱۱۴ و صفحہ ۱۱۵ پر فصل فی النکاح ہے وہ پوری نکال ڈالی گئی ہے
 یہ ۲۱ سطر ہیں، ہیں۔

مصری کے صفحہ ۱۳۴ پر وفي الحديث انه صلى الله عليه وسلم ہے۔ بیروتی
 میں وفي الحديث انه قال کہہ دیا گیا ہے جس سے قائل معلوم اور مجہول کا تین فرق ہو گیا۔
 مصری کے اسی صفحہ پر التہلیل رفع الصوت بلا اله الا الله محمد رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ہے۔ بیروتی میں خط کشیدہ عبارت غائب کر دی گئی ہے۔

اس کے ایک سطر بعد فی الحدیث خیر الناس رجل ممسک بعنان فرسہ
 کلماسمع هیعة طار الیہا مصری میں ہے لیکن پادری صاحبان نے خط کشیدہ
 عبارت نوش جان فرمائی۔

الفاظ کتابیہ میں بھی تحریف واضح ہے۔ انشاء اللہ آئندہ مقابلہ کر کے تحریفی
 مقامات کاپتہ دیا جائے گا۔

خاتمہ کلام پر میں تمام شیعوں خصوصاً صاحبان اقتدار و اختیار سے بلکہ ہر مصنف
 سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا شیعوں کے لئے یہ اسباب باعث ہلاکت ہیں یا نہیں؟
 آج اگر پریس کی طاقت محکم نہ کی گئی اور کتابوں کی اصلیت کو دوسری دستبرد سے محفوظ
 نہ کر لیا گیا تو کیا شیعوں کو اس سے کوئی صدمہ نہ پہونچے گا۔؟

”اصلاح“ کھجورہ ضلع سارن صوبہ بہار غریب چیخ چیخ کر تھک گیا جس کی
 خالص دینی اور بے نظیر مذہبی خدمت کے بارے ہندوستان کے شیعہ کسی طرح قیامت
 تک سکدوش نہیں ہو سکتے جس نے مجھ جیسے ہزاروں بے سوادوں کو صاحب سواد بنا دیا
 ہو گا اس کی آواز ”استحکام مطبع“ صدا بصرا سمجھی جا رہی ہے۔

مدرسة الواعظین لکھنؤ کے خدمات لائق صد تحسین و آفرین اور ہماری
 قوم کے لفظی شکریوں کے ہاروں سے معطر ہے، مگر اس سے اُس کے پاس نہ اردو پریس
 مضبوط نہ انگریزی مستحکم۔ ”سرفراز“ کی چھوٹی ٹی سی عمر اس کی چیخ پکار بھی ابھی تک
 ہمارے درد کا مرہم نہ ہو سکی۔

یہ تحریر جب شائع ہوئی تھی اس کے بعد اصلاح کے پاس بھی ایک اسٹیم پریس
 آیا، سرفراز کے پاس بھی اپنا برقی پریس قائم ہوا۔ الواعظ صفر پریس بھی برقی قوت
 سے چلا۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ پریس کی قوت اسی طرح مفقود ہے جیسے ان مطبعوں
 کے وجود سے قبل معدوم تھی۔

اگر یہی لیل و نہار ہیں اور ہمارے یہی شعار تو وہ دن دور نہیں جب (خدا نخواستہ
 شیعوں کی تصنیف سے سنیت کی تائید مسلم تصنیف ذریعہ سے غلطی ہو کر ان کے ہاں نہ

لیگیں، خود شیعوں کی کتابوں سے شیعوں کی مذمت نکلنے لگے۔ مکارم الاخلاق اور طہارۃ ابن مسکویہ سے اس کا اندازہ اچھی طرح کیا جاسکتا ہے۔ ان فتنوں کو مختصر نہ سمجھئے۔ ماہر استاد کیا انہیں پتیوں میں طلا دیکھتا ہے جنہیں جاہل چارہ جانتا ہے :

سرچشمہ باید گر فتن بیل

میرے استاد معظم جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ نے نیز مولانا شیخ فدا حسین صاحب قبلہ مرحوم نے اس سے پہلے بعض اسی قسم کی تحریفات کا پتہ دیا ہے۔ ان حضرات کے نقش قدم پر چل کر بعض چیزوں کو آپ حضرات کے سامنے بطور نمونہ پیش کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ کبھی کچھ اور عرض کروں۔ کافی تو اتنا بھی ہے :

قوم کچھ تجھ کو زمانے کی خبر ہے کہ نہیں؟

صواعق محرقة اور اس کا ترجمہ براہین قاطعہ

الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة تألیف الامام العالم العلامة الفقیہ المحدث شهاب الدین احمد بن الحجاز الہیثمی نزیل مکة المشرفة۔

یہ عبارت صواعق محرقة کی لوح سے نقل کی گئی ہے جو مطبعہ مینیہ مصر میں ۱۳۲۴ھ میں چھاپی گئی ہے، جس کو لوح کی منقولہ بالا عبارت کے نیچے اس طرح بیان کیا گیا ہے، وبہا مشبہ کتاب تطہیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوة بثلث سیدنا معاویۃ بن ابی سفیان۔

صواعق محرقة کے دیباچہ کی سطور ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کب اور کیوں اور کس طرح لکھی گئی ہے :

اما بعد فانی سئلت قدیما	کچھ دن ہوئے کہ مجھ سے ایسی کتاب
فی تألیف کتاب یبیین حقیقة	کی تألیف کا سوال ہوا تھا جس میں
خلافة الصدیق و امارۃ	خلافت صدیق و امارت ابن الخطاب

ابن الخطاب فاجبت الى
ذالك سارعة في خدمة
هذا الجناح فجاء بحمد الله
انموذجاً لطيفاً وسلکاً منيفاً
ثم سئلت في اقراءه في رمضان
سنة خمسين وتسعمائة بالمسجد
الحرام لكثرة الشيعة والرافضة
ونحوها الان بمكة المشرفة
اشرف بلاد الاسلام فاجبت
الى ذالك رجاءً لهداية
بعض من زل به قدمه
عن اوضح المسالك
ثم سخ لي ان ازید علیہ
اضعاف مافیہ وابتین
حقیقة خلافة الائمة
الاربعة وفضائلهم وما
يتبع ذالك۔

کی حقیقت بیان ہو۔ میں نے اس
بارگاہ کی فوری خدمت کا خیال کر کے
اسے منظور کر لیا۔ (کتاب لکھی) تو بحمد اللہ
لطیف نمونہ بن گئی اور عمدہ مسلک معلوم
ہوا۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۹۵۰ھ
میں مسجد الحرام میں اس کے پڑھانے کی
خواہش کی گئی۔ کیونکہ اشرف بلاد اسلام
یعنی مکہ مشرفہ میں ان دنوں شیعہ اور
رافضہ اور اسی قسم کے لوگوں کی کثرت
ہے تو میں نے اسے بھی قبول کر لیا بدیں
امید کہ بعض لوگ جن کے قدم راہ راست
سے ڈگمگائے ہیں، شاید ان کی ہدایت
ہو جائے۔ پھر دل میں آئی کہ جتنا ہے
اس سے زیادہ اس میں اور بڑھادوں
اور چاروں خلفاء کی خلافت کی حقیقت
بھی بیان کر دوں، نیز ان کے فضائل
اور اس قسم کی اور باتیں بھی لکھ دوں۔

صواعق محرقة کا ترجمہ تقریباً انھیں دنوں میں جناب کمال الدین صاحب نے
فرمایا ہے۔ ترجمہ کا دیباچہ صفحہ چہارم ملاحظہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں :

”در سنة سبعين وتسعمائة اين قليل البضاعة كمال الدين بن فخر الدين
جهرمي را ما مور ساخت بآنكه كتاب مذکور را بزبان فارسی نقل كنادت با فائده
عام باشد..... در ان شروع نمودم و بے تغیر و تبدل در وضع و ترتیب
آن، از فارسی نقل كردم.....“

نمایم مگر ترجمہ احادیث و بیان الفاظ مشکلات از روئے تفاسیر معتبرہ و شرح
احادیث ثقات مشہورہ استخراج نمودم و این کتاب را
براہین قاطعہ در ترجمہ صواعق محرقة موسوم گردانیدم۔ قال الشيخ في الاصل
ورقبته على مقدمات وعشرة ابواب وخاتمة۔“

اس عبارت میں تصریح ہے کہ مترجم نے ترجمہ میں اصل سے کچھ کمی یا زیادتی نہیں
کی ہے۔ لیکن ”براہین قاطعہ“ مذکورہ جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۳۱۲ھ میں بہ تصحیح مولوی
غلام حیدر و فیض احمد صاحب بار دوم باہتمام فقیر اللہ صاحب شائع ہوئی ہے اس میں
حالات حضرت عثمان میں سے ایک پورے تتمہ کو نکال ڈالا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصل
صواعق محرقة، مطبوعہ مطبعہ مینینہ مصر، ۱۳۲۲ھ صفحہ ۶۷ :

”تتمة نظم الخوارج عليه رضى الله عنه امورا هو
منها برى منها عزله اكابر الصحابة من اعمالهم و
ولاها دونهم من اقاربه كابى موسى الاشعري عن البصرة
وعمر وبن العاص عن مصر وعمار بن ياسر عن الكوفة
والمغيرة بن شعبة عنها ايضا وابن مسعود عنها ايضا
واشخصه الى المدينة (وجوابه) انه انما فعل ذلك
لا عذارا وجبت عليه ذلك فاما ابو موسى فان جند
عمله شكوا شحه وجند الكوفة نعموا عليه انه امرهم
بامر عمر لهم بطاعته بفتح را مهر مزفتحوها وسبوا
نساءها وذراريها فلما بلغه ذلك قال انى كنت امنتهم
فكتبوا لعمر فامر بتحليفه فحلف فامر بردهما اخذ منهم
فرفعوه لعمر فعتب عليه وقال لو وجدنا من يكفيننا
عملك عزلناك فلما توفى عمر اشتد غضب الجندين
عليه فعزله عثمان خوف الفتنة واما عمر وبن العاص

فلا كثر اهل مصر شكايته وقد عزله عمر لذلک ثم ردة

لما ظهر له التفصيل مما شكوه منه وتوليته ابن سرح
بدله فهو وان كان ارتد في زمنه صلى الله عليه وسلم
فاهدر دمه يوم الفتح اسلم وصلاح حاله بل ظهرت
منه في ولايته اشارة محمودة كفتح طائفة كثيرة من تلك
النواحي وكفاه فخرا ان عبد الله بن عمرو بن العاص قاتل
تحت رايته كثير من الصحابة بل وجدوه اقوم لسياسة
الامر من عمرو بن العاص ومن احسن محاسنه لما قتل
عثمان لمزيقا قتل مسلما بعد قتاله المشركين واما اعمار
فالذي عزله عمر لاعتثان واما المغيرة فانهى عثمان
انه ارتشى فلما رأى تصميمهم على ذالک ظهر ان المصلحة
في عزله وان كانوا كاذبين عليه واما ابن مسعود فكان
ينقم على عثمان كثيرا فظهرت له المصلحة في عزله على
ان المجتمع لا يعترض عليه في امورة الاجتهادية لكن
اولئك الملاعين المعترضون لا فهم لهم بل ولا عقل
ومنها أنه اسرف في بيت المال حيث اعطى اكثره
لاقاربه كالحكم الذي رده للمدينة وكان النبي صلى الله
عليه وسلم نفا لا عنها الى الطائف وكاتبه مروان
اعطاه مائة الف وخمس افريقية والحرث اعطاه عشر
ما يباع باسواق المدينة وجاءه ابو موسى بحلية ذهب
وفضة فقسمها بين نساءه وبناته وانفق اكثر بيت المال
في ضياعه ودوره (وجواب ذالک) ان اكثر ذالک فخلق

وعدة بذلك لما استأذنه فنقله للشيخين فلم يقبلوه
 لكونه واحدا فلما ولي قضى بعلمه كما هو قول أكثر الفقهاء
 على أن الحكم كتاب مما نفى لاجله والحق في مروان لما تعذر
 نقله من اثاث إفريقية وحيوانها اشتراه من ابن أبي سرح
 الأمير بمائة ألف فقد نقد أكثرها وسبق مبشر بفتحها فترك
 عثمان منه البقية جزاء لبشارته فان قلوب المسلمين كانت
 في غاية القلق بشدة أمر إفريقية وللامام أن يعطي البشير
 ما يراه لأثقا يتبعه وخطر بشارته وتلك الفاناجيزها
 من مال بيت الحرث وثروة عثمان جاهلية واسلاما لا تنكر
 وما ذكره في العثور غير صحيح نعم جعل له السوق لينظر
 فيه بالمصلحة فوقع منه جور فعزله (وقصته) ابى موسى
 وذكرها اسحق بسند فيه مجهول وهو يرجح في ذلك
 وغنى عثمان الواسع واتصافه في غزوة تبوك بما هو
 مشهور عنه يمنع نسبة تلك واقل منه وأكثر إليه غاية
 الأمر أنه لو سلم أنه أكثر من إعطاء أقاربه من بيت المال
 كان اجتهادا منه فلا يعترض به عليه وزعم أنه منع
 أن لا يشتري أحد قبل وكيله وأن لا تسير سفينة من البحرين
 إلا في تجارتها باطل على أنه كان منبسطا في التجارات فلعله
 حمى سفينة أن لا يركب فيها غيره وفرض لزيد بن ثابت
 نظرييت المال ففضلت منه فضلة فصرفها في عمارة
 ما زادة في مسجده صلى الله عليه وسلم فتقولوا أنه صرفها
 في عمارة دورة كما تقولوا أنه حمى لنفسه مع أنه حمى لأهل
 الصدقة وأنه أقطع أكثر أراضي بيت المال مع أنه

انما هو في الاحياء على انه عوض اشرف اليمن مثل ما تركوه من
 اراضيهم لما جاءوا الى المدينة يستمروا بها تجاه الاعداء وذلك
 فيه مصلحة عامة فلا يعترض به (ومنها) انه حبس عطاء بن
 مسعود وابي ابن كعب ونفى ابا ذر الى الربيعة واشخص عبادة
 بن الصامت من الشام الى المدينة لما اشتكاه معوية وهجر
 بن مسعود وقال لابن عوف انك منافق وضرب عمار بن ياسر
 وانتهك حرمة كعب بن عبيدة فضربه عشرين سوطا ونفاه
 الى بعض الجبال وكذلك الحرمة الاشر النخعي (وجواب ذلك)
 ان حبه لعطاء بن مسعود وحجرة له فلما بلغه عنه مما يوجب
 ذلك لاسيما وكل منهما مجتهد فلا يعترض بما فعله احدهما
 مع الآخر نعم زعم ان عثمان امر بضربه باطل ولو فرضت
 صحته لم يكن باعظم من ضرب عمر لسعد بن ابى وقاص
 بالدرة على راسه حيث لم يقم له وقال له انك لم تهب
 الخلافة فاردت ان تعرف ان الخلافة لا تمايلك ولم يتغير
 سعد من ذلك فابن مسعود اولى لانه كان يجيب عثمان بما
 لا يبقى له حرمة ولا بهمة اصلا بل رأى عمر ابياشي وخلفه
 جماعة فعلا بالدرة وقال ان هذا فتنة لك ولهم
 فلم يتغير ابى على ان عثمان جاء لابن مسعود وبالع في
 استرضائه فقبل قبله واستغفر له وقيل لا وكذلك ما وقع
 له مع ابى ذر فانه كان متجاسرا عليه بما يخرم الهمة ولايته
 فما فعله معه ومع غيره انما هو صيانت له لمنصب الشريعة
 وحمايته لحرمة الدين وان عذر الذين اقصوا عنه

انما اختار التحول اعتزالا للناس مع امر عثمان له بعده
 وقوله اقم عندي تفقدو عليكم للقاء وتزوج فقال لا
 حاجة لي في الدنيا وهي قضية باطلة من اصلها وكذا قضية
 عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنهما وانما كان متوحشا
 منه لأنه كان يجيئه كثيرا ولم يضرب عمالا وانما ضربه
 عبيد عثمان لما كرر ارسالهم اليه يجيئ الى المسجد حتى
 يعاتبه في اشياء نقمها عليه وهو يعتذر اليه فلم يقبل
 وقد حلف عثمان وغلظ انه لم يأمرهم بذلك ثم بالغ
 في استرضائه وظهر ما يدل على أنه رضي الله عنه وفعله
 بكعب ما ذكر فعذرة فيه انه كتب اليه فاغلظ عليه ثم
 استدرك عثمان ذلك فبالغ في استرضائه فقلع قميصه
 ورفع اليه سوطا ليقتص منه فعفا ثم صار من خواصه ما
 فعله بالاشتر معذور فيه فانه راس فتنة في زمان عثمان
 بل هو السبب في قتله بل جاء انه هو الذي باشر قتله
 بيده فاعمى الله بصائرهم كيف لم يذموا فعل هذا
 المارق وذموا فعل من شهد له الصادق بانه الامام الحق
 وانه يقتل شهيدا مظلوما وانه من اهل الجنة (ومنها)
 انه احرق المصاحف التي فيها القرآن (وجوابه) ان هذا
 من فضائله لان حذيفة وغيره انهم اليه ان اهل الشام
 والعراق اختلفوا في القرآن يقول بعضهم قراءتي خير من
 قراءتك وهذا يكاد ان يكون كفرا فرائى عثمان ان يجمع
 الناس على مصحف واحد فاخذ مصحف ابى بكر التي جمع

ما فيه ثم كتب منه صحفا وارسلها الى البلدان وامر
 بذلك لاختلاف الامة ومن ثم قال على كرم الله
 وجهه والله لو وليت لفعلت الذي فعل عثمان وقال
 لا تسبوا عثمان من جهة ذلك فانه لم يفعله الا عن
 ملائنا وقد بسطت هذه القصة وما فيها من الفوائد في
 شرح المشكوة (ومنها) تركه قتل عبيد الله بن عمر بقتله
 الهرمزان وجفينة وبنات صغيرة لابي لؤلؤة قاتل عمر مع
 اشارة على الصحابة بقتله وجواب ذلك ان جفينة نصراني
 وابنة ابي لؤلؤة ابوها مجوسى وامها حالها مجهول فلم
 يتحقق اسلامها واما الهرمزان فهو المشير والامر لابي
 لؤلؤة على قتل عمر وجماعة مجتهدون على ان الامر
 بقتل كالمأمور على انه خشي ثوران فتنة عظيمة لما اراد
 قتله لو توفرت فيه الشروط فترك قتل عبيد الله
 واسترضى اهل الهرمزان (ومنها) اتمامه الصلوة بمعنى
 لما حج بالناس (وجوابه) ان هذه مسألة اجتهادية
 فالاعتراض بها جهل قبيح وبغاوة ظاهرة اذا كثرا العلماء
 على ان القصر جائز لا واجب (ومنها) انه كان غادرا لما
 وقع له مع محمد بن ابي بكر رضى الله عنه مما ياتي قريبا
 (رجوابه) انه حلف لهم كما ياتي فصدقوا الامن في قلبه
 مرض - (والحاصل) انه صح عن الصادق المصدوق
 انه على الحق وان له الجنة وانه يقتل مظلوما وامر
 باتباعه ومن هو كذلك كيف يعترض عليه باكثر تلك

صلی اللہ علیہ وسلم اشار علیہ ان یتولی الخلافۃ و
ان المنافقین سیراودونہ علی خلعه وانہ لا یطیعہم ہذا
مع ما علم من سابقته وکثرۃ انفاقہ فی سبیل اللہ وغیرہا
مما مر فی مائثرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“

یہ پوری عبارت صفحہ ۶۷ سطر ۲۵ سے شروع ہو کر صفحہ ۶۹ کی سطر ۱۶ پر تمام
ہوئی ہے۔ مترجم صاحب نے بے کم و کاست سب صاف فرمادی۔ اس طویل عبارت کا
ترجمہ کھا جانا اور جیسا کہ گذرا شرح فقہ اکبر میں سے اسی مذاق کے لحاظ سے صفحہ کے صفحہ
غائب کر دینا ایسی کھلی ہوئی خیانت ہے جسے کوئی ایمان دار گوارا نہیں کر سکتا۔
براہین کی یہ ایک ہی خیانت نہیں، یہ تو ایک صاف اور ایک جگہ کی عبارت
ذکر کی گئی ورنہ ترجمہ میں دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کی کمی و زیادتی ملتی ہے جو اصل
کتاب میں نہیں ہے۔ حالانکہ مترجم نے دیباچہ منقولہ بالا میں اس کا اعلان و اقرار فرمایا
ہے کہ کوئی تغیر و تبدل نہ ہوگا۔ مگر ملاحظہ ہو ترجمہ کا صفحہ ۱۹۸ کتاب صواعق محررقہ میں
فانصرفوا فلما رجع الناس ہے، ترجمہ میں لکھا ہے ”وچوں عثمان را دفن کر دند و
مراجعت نمودند“۔ اسی طرح ترجمہ کے صفحہ ۱۹۷ میں یزید بن حبیب سے جو روایت ابن
عساکر نے کی ہے اس کے ترجمہ میں (خیانت و خطا از ایشاں واقع شد) زیادہ کیا گیا
ہے۔ اسی صفحہ میں چند سطروں کے بعد جو روایت سرور کائناتؐ سے ابن عساکر نے بیان
کی ہے اس کے ترجمہ میں (بنا بر آن معاویہ و عائشہ درین باب در طلب خون عثمان شتابی
کردند) کا اضافہ ہے۔ الی غیر ذالک۔

راقم عرض کرتا ہے کہ یہ شبہ نہ ہو کہ اتفاقاً یا سہواً چھوٹ گیا ہے یا بڑھ گیا ہے۔
کیونکہ صفحات کے صفحات کا سہواً چھوٹ جانا یا کسی مقام پر ایسا تغیر نہ ہونا جو باقی
رہ کر طابع یا مترجم کے لئے مضر ہو صرف انھیں چیزوں کی کمی جو رہ کر مضر تھیں یا زیادتی
جن سے سہارا لیا جاسکے، اسے صاحبان عقل و انصاف زری بھول نہیں سمجھ سکتے۔ لہذا
ان فتنوں سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ چونکہ اس وقت میرا مقصد محض تحریف کا پتہ دینا

ہے، اس لئے اور امور کی طرف متوجہ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن ناقد بصیر خود متوجہ ہوں گے کہ کہاں کہاں نشیب تھا جسے برابر کرنے کے خیال میں خیانت کے جرم کو ترجیح دی گئی۔

اكتفاء القنوع بما هو مطبوع

اكتفاء القنوع بما هو مطبوع کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۸۰ پر جہاں الفلاسفۃ ای علماء الحکمة ہے وہاں یہ عبارت ہے کہ بین کل واحدة منها والاخریٰ وہی عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ وعقیدۃ المعتزلۃ وعقیدۃ اہل الشیعۃ وعقیدۃ اہل العقل والنظر۔ اس کے بعد ان فرقوں کے متعلق مختصر نوٹ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

واما الشيعة فلا يقبلون على انفسهم هذا الاسم بل

يسمون انفسهم بالعلويين ولا يقبلون الصحاح الستۃ في

الحديث بل لهم فيه خمس مطبوعات اخرى۔

اس کے بعد کافی، من لا یحضرہ اس کو من لا یتحرزہ لکھا ہے۔ تہذیب، استبصار لکھ کر لکھا

ہے نہج البلاغۃ للسید الرازی المتوفی ۴۰۶ھ وهو غیر فخر الرازی

وغیر ابن زکریا الرازی۔

اس موقع پر شیعہ احادیث کی کتابوں میں صرف چار شمار کرنا یا نہج البلاغہ کو

صرف شیعہ حدیث بتانا اس کے بعد من المصنفات المعتبرۃ عندہم ایضاً

کتاب حیات القلوب کہنا وغیرہ ان باتوں پر تبصرہ مقصود نہیں۔ حالانکہ ظاہر

ہے کہ یہ باتیں بھی اعتراض سے خالی نہیں۔ اس وقت میرا مقصود صرف یہ ہے کہ

مصنف اور مصحح دونوں کے پیش نظر فہرست طوسی بھی تھی جیسا کہ صفحہ ۵۱۸

سے واضح ہے باوجود اس کے دونوں کے لئے اس قسم کی غفلت کا شکار ہونا کیونکہ

کہا جائے کہ جامع نہج البلاغہ کو راوی (بالا) سمجھنا اور یہ کہ ان دونوں کے

(جو بسبب رے کے ہونے کے رازی تھے) امتیاز دلائیں۔
اس سے زیادہ اور ثبوت کہ اس امر میں تعمداً ایسا اشتباہ پیدا کیا گیا ہے،
اس سے ملتا ہے کہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۶ پر نہج البلاغہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ
عبارت لکھی:

وهو ما جمعه السيد الشريف المرتضى علي بن طاهر
الحسيني نقيب الطالبين ببغداد المتوفى ۴۳۶ ھ ببغداد
وقيل بل هو جمع اخيه الشريف الرضي جمعه من
كلام امير المؤمنين علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
وقيل ايضاً بل ليس من كلام امير المؤمنين وانما هو
من وضع من جمعه وهذا الرأي الاخير هو الاقرب
قبوله انتهى بقدر الحاجة۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ نہج البلاغہ مذکور مصنف اور مصحح کے پیش نظر تھی جو
بقول ان کے سید مرتضیٰ یا سید رضی کی جمع کردہ ہے۔ اس میں کوئی اشتباہ رضی کا (ر) سے
ہونے کے متعلق نہیں ہو سکتا۔

اكتفاء القنوع کے مصنف ایڈورڈ فاندیک کے عیسائی ہونے کے سبب ان کو
اس مطلب سے خاص تعلق نہیں ہو سکتا۔ البتہ مصحح کو اس کی فکر دامن گیر ہو سکتی تھی صرف
اس مطلب کے لئے نہج البلاغہ اور اس کے مولف یا جامع کے نام میں اشتباہ پیدا
کر کے فائدہ اٹھایا جائے ایسا کیا گیا ہے۔ ورنہ نہج البلاغہ کا کلام امیر المؤمنین ہونا اور اس کے
جامع کا سید رضی ہونا اس کے ثبوت میں اتنا ہی کافی تھا کہ اسی مقام پر صاحب اکتفاء
نے نہج البلاغہ کی اس اشاعت کا ذکر بھی کیا ہے جس کی شرح شیخ محمد عبدہ جیسے حلیل القدر
اور مشہور و معروف عالم نے کی ہے۔ اسی کتاب کے دیباچہ میں علامہ محمد عبدہ نے نہایت
مضبوط طریقہ سے ثابت کیا ہے یہ کلام امیر المؤمنین ہے۔ بہر حال رضی اور راضی کا ایسا
واضح اشتباہ ہرگز غفلت نہیں کہا جاسکتا بلکہ عمدہ ہے۔ چاہے اس کی جو غرض ہو لیکن

قطعاً قابلِ اعتراض ہے۔

یہ عجیب لطیفہ ہے کہ طبری رحمہ اللہ کے ذکر کے ساتھ یہ نوٹ کرنا ضروری سمجھا گیا کہ وہ شیعہ تھے یعقوبی کے متعلق یہ انداز تحریر اختیار کیا گیا کہ غیر ان الیعقوبی کان یعمل فی غرضہ الی الشیعۃ دون السنیۃ۔ لیکن ان خاص متعصب اہل سنت علماء کے متعلق مصحح تو مصحح عیسائی مولف نے بھی مناسب نہیں سمجھا۔ حالانکہ ایسے متعصبین کی فہرست اکتفاء القنوع میں اچھی خاصی طویل ہے جن کو اہلیت سرور کائنات سے عداوت میں مہارت کاملہ ہے اور وہ اپنی تحریر میں سنت ہی کے پابند تھے۔ اگر یہاں بھی تنبیہ کر دی جاتی تو کسی غیر جانبدار کو رائے قائم کرنے میں جنبہ داری کا تماشہ صاف نظر آ جاتا۔ بہر حال اس طرح کے پروپیگنڈے کی ترکیب ساری کتاب میں موقع موقع سے نظر آتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ عجیب لطیفہ اس کتاب میں صفحہ ۳۴۴ پر نظر آتا ہے وہ یہ کہ علامہ ابن ابی الحدید کے نام کے ساتھ الشیعۃ المعتزلی لکھا ہے۔ اس دراندازی کا مطلب بظاہر اس کے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ علامہ موصوف کی وہ رائیں جو متعصب علماء کے نزدیک سنیت کی بنا مرتزلزل کرتی ہیں، بے اعتبار کر دی جائیں اور یہ معاملہ قطعاً جان بوجھ کر ہے۔ کیونکہ پہلے مضمون میں ظاہر کر دیا گیا ہے کہ خود صاحب اکتفاء نے شیعہ اور معتزلہ میں فرق جوہری مانا ہے۔ پھر فرق جوہری بھی رہے اور دونوں ایک بھی ہوں اسے لطیفہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

علامہ حلی کو معتزلی شیعہ کہنے کی طرف مزید بات

اکتفاء القنوع کی مذکور بالا غلطی یعنی باوجود شیعہ اور معتزلہ کے باہمی اعتقادی فرق کے پھر ایک ہی شخص کو شیعہ اور معتزلی کہنا اپنی جگہ پر جس قدر قابل مضحکہ ہے اس سے زیادہ مزے کی بات علامہ ابن حجر عسقلانی کی مہربانی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب تشیید المطاعن جلد اول صفحہ ۳۴۴ طعن دوم متضمن قصدا حراق بیت سدۃ کہ حاشیہ ۱۰۰۰ فرود و آب

علامہ مرحوم نے عبارت ذیل تحریر فرمائی ہے :

”ابن حجر عسقلانی در درر کمانہ می فرماید الحسین بن یوسف بن المطهر الحلّی المعتزلی جمال الدین الشیعی ولد فی سنة بضع واربعین وستمائة ولازم النصیر الطوسی مدة واشتغل فی العلوم العقلیة فمهر فیها وصنّف فی الاصول والحکمة وکان صاحب اموال وغلّات وحفدة وکان راس الشیعة بالحلة واشتهرت تصانیفه وتخرج به جماعة وشرحه علی مختصر بن الحاجب فی عایة الحسن فی حل القاطنه و تقریب معانیہ وصنّف فی فقه الامامیہ الخ ۛ

علامہ مرحوم نے اس عبارت کو اس مطلب کے لئے نقل فرمایا ہے کہ علامہ حلّیؒ کو معتزلی کہنے کی غلطی ابتداءً ابن حجر عسقلانی نے کی ہے۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کا ایک طرف علامہ حلّیؒ کو راس الشیعة اور صنّف فی فقه الامامیة کہنا اور دوسری طرف معتزلی کہنا حقیقتاً ایک علمی خیانت ہے، ورنہ ایک شخص شیعہ بھی اور معتزلی بھی ہو، نہیں ممکن ہے۔ دور کیوں جائے صواعق محرّقہ میں علامہ ابن حجر مکی نے معتزلیوں کو اہلسنت کے عقیدہ خاص یعنی خلافت ابو بکر باجماع کی صحت کا قائل ماننے والا تسلیم کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی ایسے علماء کا ان باتوں سے بالکل ناواقف ہونا سمجھ میں آنے کی بات نہیں۔

لباب المعارف العلمیہ

پشاور اسلامیہ کالج کے مکتبہ مشرقیہ کی ایک مفصل فہرست اس نام سے شائع ہوئی ہے۔ میرے کرم فرما مولانا عبد الرحیم صاحب نے کافی زحمت فرما کر ناواقف حضرات کے لئے معلومات کا اچھا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اکتفاء القنوع کے انداز سے مصنفین اور تصنیفات کی دو علیحدہ علیحدہ فہرستیں حروف تہجی کے اعتبار سے

شامل کر کے مفید تر بنا دیا ہے۔ شیعہ نقطہ نگاہ سے اس میں بعض اور غلطیاں بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ سہوّا ہوں لیکن قابل نظر ضرور ہیں۔ اس کے صفحہ ۷۰ پر علامہ حلی کو شافعی کہنے کی غلطی کی گئی ہے عبارت حسب ذیل ہے :

”منية اللبيب في شرح التمهذيب (عربی) متن شیخ

جمال الدین یوسف بن مطہر حلی شافعی کی تصنیف ہے جس کا ۱۲۶ھ میں

انتقال ہوا ہے۔ اس کی شرح علامہ شمس الدین محمد حضری نے لکھی ہے جس کا

۸۱ھ میں انتقال ہوا۔ اصول فقہ شافعی کی معرکہ الآرا کتاب ہے۔“

تعجب ہے کہ علامہ مذہب شیعہ کو شافعی کہا جائے۔ لیکن جب علامہ ابن حجر عسقلانی

ایسے لوگ ”راس الشیعہ“ بھی کہیں اور پھر معتزلی بھی تو مولانا عبد الرحیم صاحب کا دھوکہ

کھا جانا کچھ عجب نہیں۔ غلطیاں کبھی تو سہوّا ہوتی ہیں وہ چنداں قابلِ توجہ نہیں لیکن جب

عہدّا ہوں تو حد درجہ قابلِ اعتراض ہیں اور حالات و عبارات پر غور کرنے سے جب یہ

معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہدّا ہیں تو ان کے خطرے زیادہ مہیب دکھائی دیتے ہیں۔ اگر اس

قسم کی غلطیوں کا سد باب نہ کیا گیا تو رفتہ رفتہ عظیم الشان غلطیوں کا پل بندھ جائے گا۔

دیوان خواجہ شمس الدین محمد المتخلص بہ حافظ شیرازی

باہنر صاحب کمال حضرات کو خواہ مخواہ اپنی طرف کھینچنے کا مرض زمانہ کی ترقیوں

میں سے ایک ترقی اور چالاک لوگوں کی پُر لطف عیاری بن گئی ہے۔ غالب مرحوم کو

صرف ان کے باکمال ہونے کے سبب باوجود کھلم کھلا شیعہ اور نہایت پُر جوش اعلان کے

اس زمانہ میں اہلسنت بنانے کی سعی لا حاصل ہندوستان کے بعض شوریدہ سروں نے کی ہے

اور بعض باکمال حضرات کو جب شیعیت سے علیحدہ نہ کر سکے تو ان کی مذمت اور ان کی

علمی بلندی کو پست دکھلانے کے لئے مضامین شائع کر کے اپنی شپیرہ چشمی کا ثبوت بہم

پہنچایا ہے۔ غالب جیسا شخص جس کے بہ کثرت اشعار اس کے عقیدہ کے منظر ہیں، کس طرح

اہلسنت کہا جاسکتا ہے؟ نول کشور پریس میں جو غالب کے فارسی کلمات چھپوا رہا ہے

ایک رباعی یہ بھی ہے :

شرط است کہ بہر ضبط آداب رسوم خیزد بعد از نبی امام معصوم
ز اجماع چہ گوئی بہ علیؑ باز گرائی مہ جائے نشین مہر باشد نہ نجوم

فارسی کا شعر :

غالب نام آورم نام و نشانم پیرس ہم اسد اللہام و ہم اسد اللہیم
تو مشہور ہی ہے۔ اردو مقطع اب بھی دیوانوں میں اس طرح موجود ہے :

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بولے دوست

مشغول حق ہوں بندگی، تو تراب میں

مختصر یہ کہ جب اس قسم کا کھلا شخص یہ کہہ کر کہ ایسے اشعار الحاقی ہیں سنی بنایا جاسکتا ہے غالباً جس کے معاصرین اور شاگردوں سے زمانہ ابھی بالکل خالی نہیں ہونے پایا تو حافظ شیرازی کو تو بولنے چھ سو سال گزر گئے ان کے دیوان سے ان اشعار کو جو اہلبیت سے عقیدت مندی کے متعلق ہوں، نکال کر چھاپنا اور اس طرح آل رسول سے بے تعلق کر کے ان کی سنیت ثابت کرنا تو زیادہ آسان ہو گا۔ اگرچہ ہر موقع پر کسی کے اشعار باقاعدہ سند میں نہیں لائے جاسکتے، لیکن بالکل بے اثر بھی نہیں مانے جلتے۔ اس وقت مجھے حافظ کے مذہب کے ثبوت یا عدم ثبوت کی طرف توجہ کرنا نہیں ہے۔ اصل تو یہ ہے :

حشر محبتانِ علیؑ با علیؑ

حشر محبتانِ عمر با عمر

مجھے تو صرف تحریف کا پتہ دینا ہے اور نووی کی عبارت نقل کی جا چکی ہے جس سے

روایت احادیث میں بات بگڑتی دیکھ کر الفاظ نکالنے کے سوا کچھ نہ بنی تو شاعری اور غزلیت

میں تحریف تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس وقت میرے ہاتھ میں حافظ شیرازی کا دیوان

ہے جو بمبئی کے مطبع جعفری میں حسب فرمائش محمد جعفر صاحب تاجر اصفہانی ۱۲۳۱ھ غرہ

ماہ شوال میں چھپا ہے۔ اس کے ساتھ یہ الفاظ ہیں :

”بحمد اللہ والہٰ المنہ این نسخہ شریفہ لسان الغیب کہ عکس خط مرحمت پناہ

مرزا محمود المتخلص بہ حکیم ابن مرحمت پناہ وصال شیرازی است درین زمان ..

..... لعلیہ طبع آراستہ گردید“

یہ عبارت کتاب کے آخری صفحہ ۴۴۰ پر ہے۔ صفحہ ۴۳۹ پر خود حکیم کی عبارت ہے اس میں بتلایا ہے کہ حسب خواہش آقا محمد باقر تاجر شیرازی با ست کتاب این کتاب مستطاب پر داختم و در کارخانہ گنیت راؤ کرناجی بہ سعی و اہتمام رتن جی فارسی کہ درین کار سرآمد اقران است سمت الطباع پذیرفت و کان ذالک فی شہور سنۃ سبع و ستین و مائتین بعد الالف۔ یہ کتاب صفحہ ۴۴۰ پر ختم ہوتی ہے۔ دس صفحہ کا دیباچہ محمد گل اندام کا لکھا ہوا ہے شروع میں ہے اور اس کے ۱۴ صفحے میں مختلف قصیدے خواجہ حافظ کے ہیں۔ جن میں سب سے پہلا یہ قصیدہ ہے جو اب کسی دیوان یا کلیات حافظ کے ساتھ نہیں ملتا۔ اسی طرح صفحہ ۳۸۲ سے صفحہ ۴۳۸ تک مختلف رباعیاں اور قطعے وغیرہ ہیں جن میں سے بعض رباعیاں بھی ایسی ہیں جو صرف محبت اہلبیتؑ ہی کے جرم میں اب شائع ہونے کے قابل نہیں سمجھی جاتی ہیں۔ اولاً میں اس قصیدے کو بعینہ نقل کرتا ہوں، ملاحظہ ہو :

ومن نتائج طبعة اللطيف في القصائد

مقدرے کہ ز آثار صنع کرد اظہار	سپر و مہر و مہ و سال و ماہ لیل و نہار
مدار سیر کو اکب بامر کن فیکون	قرار داد برین طاق گنبد دوار
ز ہفت کوکب سیارہ و دوازده کج	کنند سیر مخالف کو اکب و سیار
نہ آسماں ز ملائک بامر حق مشغول	بہ سجدہ در گہ تبسج و ذکر و استغفار
چہار عنصر از مختلف پدید آمد	مدار آتش و آب و غبار و خاک حجاز
قرار داد ببالائے خاک آب آتش	گرفتہ کوہ و زمیں در میان آب قرار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہر چہ در دست خالق جبار
اگر نہ ذات نبی و ولی بدے مقصود	جہان بکتم عدم رفت ہمچو اول بار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قعد	نبی رسول و ولی عہد جیدہ کرار

امام جنتی و انسی بود علیؑ که علیؑ
ز نام اوست معلق زمین و کرسی و عرش
علیؑ امام و علیؑ ایمن و علیؑ ایمان
علیؑ حلیم و علیؑ اعلم و علیؑ عالی
علیؑ نصیر و علیؑ ناصر و علیؑ منصور
علیؑ عزیز و علیؑ عزت و علیؑ افضل
علیؑ ست فتح و فتوح علیؑ ست راحۃ روح
علیؑ سلیم و علیؑ سالم و علیؑ مسلم
علیؑ صفی و علیؑ صافی و علیؑ منعم
علیؑ ز بعد محمدؐ ز هر چه هست بہت
بحق نور محمدؐ بآدمؑ و نجیلؑ
بحق یوسفؑ و یعقوبؑ و یحییؑ و لقمانؑ
بحق عزت توراۃ و حرمت انجیل
بحق دانش اسحاقؑ و شوق اسماعیلؑ
بحق یوشعؑ و الیاسؑ و لوطؑ و اسکندرؑ
بحق مہر سلیمانؑ بزید ابراہیمؑ
بحق قوت جبریلؑ و صور اسرافیلؑ
بحق حامل عرش و بقرب میکائیلؑ
بحق جملہ قرآن بصحف ابراہیمؑ
بحق سوز فقیران بے گنہ در بند
بحق چہرہ زرد فقیر سرگرداں
بحق ضرب جوانان راہ دیں باکفر
بحق تر از محمدؐ بخان را کہ حسد

ز خلق خلق فرون ست از صفاء و کبار
 ز ذات اوست مطابق زمین بدین هنجار
 علی^ع امین و علی^ع سرور و علی^ع سردار
 علی^ع حکیم و علی^ع حاکم و علی^ع سالار
 علی^ع منظر و غالب علی^ع سر و سردار
 علی^ع لطیف و علی^ع انور و علی^ع انوار
 علی^ع ست فاضل و فضل علی^ع سر و سردار
 علی^ع تقسیم قصور و علی^ع ست قاسم ناز
 علی^ع بود اسد الشدت آمل الکفار
 اگر تو مومن پاکی بکن بریں اقرار
 بحق شیت و شعیب و به بود کم آزار
 بحق لوح نجی در میان دریابار
 بحق جمع زبور و بحق روز شمار
 که در رضای خدا کرد جان خویش شار
 بحق نغمه داود و صورت هنجار
 بحق موسی و عیسی و یونس غم خوار
 بحق قابض ارواح در کین بسیار
 بحق چار کتاب ستوده جبار
 بحق جمله مردان واقف اسرار
 بحق زاری رنجور بکیس بسیار
 بحق درد اسیران دور از آل و تبار
 بحق زاری پسران خواهر و زنار
 بحق مردم زکریا از مصالح و انصار

کہ نیت دین ہدیٰ بالقول پاک رسولؐ
 ز بعد احسن است و حسینؑ حجت او
 بجهل غافل و مستغرق بغفلہ ہمی
 بجد سعی من خستہ دل چہ سود ترا
 بجهل پیش رو پیش آل چناں ہستم
 سپاس و منت و عزت خدائے را کہ نمود
 بسال ہفصد ہفتاد بد کہ در شیراز
 بدشمنان منشیں حافظ اتولاکن
 حرام زادہ و بد فعل و شوم و بے بنیاد
 امام غیر علیؑ بعد احمد مختار
 مجھے جہل بریں کار مومن دینار
 ز زنگ می نشاسی سفیدی از زنگار
 مگر ز خواب جہالت ہمی شوی بیدار
 کہ کس مباد چناں کا مدم در اول بار
 رہ نجات و شدم از حیات بر خوردار
 تمام گشت بیک روز جمع این اشعار
 نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار
 بمدح شاہ کجی کے نمایدے اقرار

متابعت بمنافق چہ می کنی مکذّر

زیاد گفتن نامش ہزار استغفار

اس قصیدے سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کا عقیدتی رجحان کیا تھا۔ وہ سُنی ہوں کہ
 شیعہ، اس کے طے کرنے کا یہ موقع نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر یہ قصیدہ حافظ کے کلام
 کے ساتھ باقی رہنے دیا جاتا تو مخالفین اہل بیت علیہم السلام کو اس سے کتنا صدمہ پہنچتا۔
 لہذا یہ کھٹک ہی دور کر دی گئی اور پریس کی طاقت اس موقع پر صرف کر دی گئی اور مصنف
 کے کلام میں سے اس کے اجزاء کو یک قلم نکال ڈالا گیا اور اگر یہی حال رہا تو اسی محرف
 دیوان کو نقل کیا جاتا رہے گا اور اشعار نسیا نہ ہو جائیں گے۔

چونکہ میری غرض صرف تنبیہ ہے اس بنا پر کتاب مذکور کے صفحہ ۶۶ سے ذیل
 کی رباعی نقل کرتا ہوں جو اب دیوانوں اور کلیات کے ساتھ عام طور سے شائع نہیں
 کی جاتی۔

رباعی

در مذہب ما کلام حق ناد علیست طاعت کہ قبول حق بود یاد علیست
 از جملہ آفرینش کون و مکان مقصود خدا علیؑ و اولاد علیست

پوری کتاب پر نقد نہیں کیا جاتا جو کچھ عرض کیا گیا ہے بطور نمونہ ہے۔ فمن بدّله
بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدّلونہ۔

طباعت بخاری میں تحریف

چالاک علماء نے علی الخصوص پیروان مذہب اہل بیتؑ کے اعتراضات سے
بچنے کے لئے اپنی کتابوں میں یہ رنگ بھی رکھا ہے کہ احادیث و روایات کو اس انداز
سے لکھا جائے کہ عام لوگ ان احادیث و روایات کو ترتیب وار نہ دیکھ کر یا تواتر
کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوں یا کم از کم ترتیب مقدمات میں دقت ہو جائے اور استخراج
دشوار ہو جائے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ فغضبت فاطمةؑ کی روایت اور من
اغضبھا فقد اغضبنی کی روایت مرتب ہو تو نتیجہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس لئے
دونوں روایتوں کو اس طرح متفرق کر دیا گیا کہ پڑھنے والے کی توجہ ایک روایت کو پڑھتے
وقت دوسری روایت کی طرف نہ ہو۔ یہ رویہ تو عام طور سے ملتا ہے۔ مگر امام بخاری کو
اس میں خاص ملکہ ہے۔ کتاب بخاری دیکھنے والوں پر واضح ہے کہ روایتیں کس کس طرح
اور کس کس عنوان سے کہاں کہاں درج کی گئی ہیں اور ان کے درج ہونے کے کیا مواقع
مناسب تھے۔ ؟

اس انداز بیان کا نتیجہ اس زمانہ میں اور ملک میں زیادہ نکلا جہاں عنان حکومت
سلاطین اہل سنت کے ہاتھوں میں رہی۔ اس لئے کہ عوام اس سے غافل اور علماء ہی کی
یہ ترکیب وہ عوام کو کیوں راز بتائیں۔ اب رہے اعتراض کرنے والے، اگر وہ مقدمات
مرتب کر کے صحیح نتائج نکالیں اور دنیا کو بتلائیں کہ قتل و غارت کے مستوجب۔ الغرض
ایک عرصہ دراز تک ایسا ہی اندھا دھند کارخانہ جاری رہا۔ فوہبت یہاں تک پہنچی کہ
مدعیان علم کا ذہن بھی کند اور قوت امتیاز و فیصلہ ماؤف اور معطل ہو گئی۔ اس جگہ مجھے ایک
لطیفہ یاد آگیا جو مناسب موقع اور دلچسپی سے خالی نہیں۔

صاحب لؤلؤ تا البحرین لکھتے ہیں کہ سید نعمت اللہ الجزائر کی محدث نے کتاب

انوارِ نعمانیہ میں لکھا ہے کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مباحثہ کا تذکرہ کروں جو ہمارے شیخ بہائی قدس سرہ اور علماء مصر میں سے ایک عالم افضل و اعلم کے درمیان ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شیخ بہائی طاب ثراہ ایسے رنگ میں تھے گویا اُن کا اور ان عالم صاحبِ کاندھب ایک ہی ہے۔ اس عالم نے شیخ بہائی سے ایک روز کہا کہ جو رافضی لوگ تمہاری طرف ہیں وہ شیخین کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ علامہ بہائی نے کہا کہ وہ لوگ دو حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کے جواب سے میں عاجز ہوں۔ انھوں نے فرمایا وہ حدیثیں کون ہیں؟ علامہ بہائی نے کہا کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من اذی فاطمة فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر اور اس حدیث کے پانچ ہی ورق بعد پھر مسلم ہی نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ فاطمہ علیہا السلام دنیا سے تشریف لے گئیں درانحالیکہ آپ ابو بکر و عمر سے رنجیدہ اور ان دونوں پر غضبناک تھیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دونوں حدیثوں میں جمع کی کیا صورت اختیار کروں۔ عالم نے کہا کہ اچھا آج رات کی مہلت دیجئے، ذرا میں دیکھوں تو سہی۔ چنانچہ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو یہ عالم صبا آئے اور شیخ بہائی سے فرمایا کہ دیکھو میں کہتا نہ تھا کہ رافضہ جھوٹ نقل حدیث کرتے ہیں۔ شب کو میں نے کتاب دیکھی تو دونوں حدیثوں میں پانچ ورق سے کہیں زیادہ کا فرق ہے۔ دونوں حدیثوں کے معارضہ کا یہ انتہائی حل تھا۔ انتہی

اللہ اکبر! دماغوں کو کس طرح معطل کر دیا کر دیا گیا تھا اور حقیقتاً پروپیگنڈے کا مطلب ہی یہی ہے۔ لیکن اس اندھا دھند کارخانے اور پروپیگنڈے کی پرواز بہت دیر تک دشوار ہے۔ اب حکومت کا دباؤ بھی اٹھ چکا اور کتابیں بھی کیا بن رہیں، چھپ کر عام ہو گئیں۔ اعلان کے ذرائع بھی وسیع ہو گئے۔ صاحبانِ عقل نے قابلِ اعتراض باتوں پر صاف صاف اعتراض کرنے کی مہلت پائی۔ ترتیب بگاڑ کر لکھنے کا افسوس باطل ہو گیا۔ لہذا اب یہی چارہ رہ گیا کہ آج کل کے ہشیار علماء کتابیں چھاپتے وقت رفتہ رفتہ متقدمین کی کتابوں میں تحریف کرتے رہیں اور جن عمارتوں کا زمنا آج کے زمانہ کے لئے

خلاف ہوا سے نکال ہی ڈالیں۔ اگرچہ ان عبارتوں کو نکالنے سے ہمارے اعتراضوں سے تو ایک حد تک محفوظ ہو جائیں گے لیکن انھیں خود بھی اس مصیبت میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ ان کے ہاتھ سے وہ اصل سنیت بھی جاتی رہے گی جو ان کے متقدمین اور پیشواؤں کی تھی۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی

گوشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

اب ملاحظہ ہو بخاری کی تازہ تحریف۔ بخاری کا ایک نسخہ چار جلدوں میں مطبعہ

میمنیہ مصر ماہ محرم ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کی جلد سوم کتاب التفسیر صفحہ ۶۶ سطر ۲۸

تا ۳۱ میں عبارت ذیل ہے :

حدثنا مسدد حدثنا يحيى بن عمران ابى بكر

حدثنا البورجاء عن عمران بن حصين رضى الله عنهما قال

انزلت آية المتعة في كتاب الله ففعلناها مع رسول الله

صلى الله عليه وسلم ولم ينزل قرآن يحرمه ولم ينه

عنها حتى مات قال رجل برأيه ما شاء قال محمد يقال

انه عمر -

اس روایت میں خط کشیدہ الفاظ یعنی قال محمد يقال انه عمر موجود ہے جس

سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول و سیرت صحابہ متعہ کے جواز پر

دال ہیں اور نہ تو قرآن ہی نے اس کو حرام کیا نہ حدیث رسول نے منع کیا نہ اصحاب نے

اس کو ممنوع سمجھا۔ لیکن اپنی طرف سے حضرت عمر نے اس کو ممنوع کر دیا۔ اگرچہ "قال رجل

برایہ" میں تقیہ سے کام لے کر روایت کے اس حصہ میں حضرت عمر کا نام نہیں لیا گیا۔

لیکن اس کی تصریح قال محمد يقال انه عمر سے کر دی گئی۔ چونکہ شیعہ برابر

اس امر پر اعتراض کرتے رہتے ہیں لہذا بخاری کی اس روایت کو نکال ڈالنے ہی میں لوگوں

کو امن کی گنجائش تھی۔ لہذا بخاری کے اس نسخہ سے جو بطور متن علامہ ابن حجر عسقلانی کی

شرح کے ساتھ شائع ہوا ہے ما شاء کے بعد کی پوری عبارت یعنی قال محمد يقال

انہ عمر نکال ڈالی گئی۔ بخاری کا یہ نسخہ مع شرح عقلانی معروف بفتح الباری تیرہ جلدوں میں مطبعہ بیہ عبدالرحمن مصر میں ۱۳۵۲ھ میں ختم ہو کر شائع ہوا ہے۔ چنانچہ اس نسخہ کی جلد ہشتم صفحہ ۱۵۰ سطر ۳ تا ۶ پر عبارت اس طرح ہے :

حدثنا مسدد حدثنا يحيى عن عمران ابى بكر حدثنا
الورجاء عن عمران بن حصين رضى الله تعالى عنه قال
نزلت اية المتعة في كتاب الله ففعلناها مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم ولم ينزل القرآن يحرمه ولم ينه
عنها حتى مات قال رجل براهيه ماشاء۔

اس عبارت میں اور پہلی عبارت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ مذکورہ بالا جملہ کے علاوہ یہاں سلسلہ رواۃ میں عمران کے بعد ”بن“ کی لفظ زائد ہے۔ اس کے علاوہ وہاں بن حصین کے بعد ”رضی اللہ عنہما“ ہے اور یہاں صرف ”عنه“ ہے۔ اس سے واضح ہے کہ چھاپنے والے مصنف کے پابند نہیں بلکہ اپنی خواہش کے بندے ہیں۔

یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ خود امام بخاری نے بھی مذکورہ بالا روایت میں ایک جگہ ماشاء کہہ کر سکوت فرمایا ہے اور دوسری جگہ ماشاء کے بعد کی عبارت ”قال محمد يقال انه عمر“ بھی درج ہے۔ لیکن وہ اپنی حسب عادت احداث اشتباہ کے لئے کیا ہے۔ ہم نے جس مقام کا پتہ دیا ہے وہ مقام بہر حال ان مقاموں سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ دونوں چھاپوں میں عموماً فرق کیا گیا ہے۔ کیونکہ جگہ دونوں کی بالکل ایک ہے، یعنی کتاب التفسیر کا باب فمن تمتع بالعمرة الى الحج کی یہ روایت ہے اور دونوں جگہ روایت مذکورہ کے ختم ہوتے ہی باب ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم شروع ہو جاتا ہے۔ یہ امر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اس جگہ متعة الحج مراد ہے نہ کہ متعة النسا۔ لیکن اعتراض بہر حال باقی ہے۔ یعنی جب بن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کامل و مکمل ہے تو حضرت عمر کو کیا حق ہے کہ حلال کر دے رسول کو حرام کر دیں۔ ۹

کاتب کی تصحیف کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کاتب ہوا ہمیشہ اسی جزر کو سمجھ بوجھ کر خارج نہیں کر دیتا جو مذہب پر اعتراض کا باعث ہے۔

تنبیہ: پہلی دفعہ مضمون لکھتے وقت میں نے بھی بخاری صاحب کے عنوان سے دھوکہ کھایا اور متعہ سے مراد متعۃ الحج قرار دیا۔ اس طرح بخاری صاحب اپنی تدبیر میں کامیاب ہو گئے ہوتے (چونکہ عام طور سے بحث متعۃ النساء کے متعلق ہوتی ہے، حج و احکام حج پر زیادہ بحث نہیں ہوتی، لوگ متعۃ الحج کے حرام یا حلال ہونے کی طرف کم متوجہ ہونگے اور متعۃ الحج کے معنی بھی نہ سمجھ سکیں گے، لہذا حضرت عمر اعتراض سے کچھ ہلکے رہیں گے)۔ لیکن جب دوسری قسط لکھ رہا تھا تو یہی حدیث اتفاقاً علامہ نیشاپوری کی تفسیر میں نظر سے گزری اور اس کو علامہ موصوف نے متعۃ النساء کے متعلق تحریر فرمایا تب میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی اس غلط فہمی کا اعلان کر دوں تاکہ لوگوں کو اس سے یہ فائدہ بھی پہونچے کہ بخاری صاحب نے ایسا بہت کیا ہے کہ ایک باب کی حدیث دوسرے باب میں تحریر فرمادی، تاکہ لوگ یا تو نتیجہ کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں یا غلط نتیجہ نکالیں جس طرح میں نے اس حدیث کو متعۃ الحج کے باب میں دیکھ کر اس کا تعلق اسی سے سمجھا حالانکہ علامہ نیشاپوری نے اس حدیث سے متعۃ النساء سمجھا ہے۔

اصحاب کا جہنمی ہونا کہاں مذکور ہے؟

چنانچہ اسی بنیاد پر بخاری صاحب نے جہاں اصحاب کی تعریف کے پُل باندھے ہیں۔ وہاں ان حدیثوں کو ذکر نہ فرمایا جن سے ”یارانِ طریقت“ کی تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھائی دیتا۔ اس طرح پڑھنے والے کے دماغ میں مطلق اصحاب کی جلالتِ قدر کا سکّہ جم گیا۔ کبھی انھیں وہم بھی نہیں ہوتا کہ اصحاب بھی جہنمی ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ایک دو نہیں سات مقاموں پر مختلف لفظوں میں اسی بخاری شریف میں اصحاب رسول کے جہنمی بدعتی ہونے کا صاف صاف اعلان موجود ہے۔ مگر وہ کہاں پر؟ مثلاً حوض کے ذکر کے بہانے احادیث حوض میں۔

یہ امر مخفی نہ رہ جائے کہ ”صحابہ“ کی لفظ اور اس کے اجمال نے بھی بہت سی غلط فہمیاں پھیلانی ہیں اور عوام الناس خصوصاً غیر مسلم افراد بڑے دھوکے میں پڑ گئے ہیں شیعوں کے نزدیک نہ تو تمام صحابہ اچھے اور ممدوح ہیں اور نہ سب بُرے اور مذموم ہیں۔ اصل یہ ہے کہ صحابہ کی تعریف سے ہی دھوکے کی ابتدا ہوتی ہے۔ اگر صحابی کے معنی سرورِ کائنات کے وہ دیکھنے والے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو، لے لے جائیں تو پھر تمام جھگڑا ہی تمام ہو جائے۔ چونکہ اہل سنت کے یہاں صحابہ ہر اس کلمہ پڑھنے والے کو کہتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کی ہو، اس لئے خلطِ مبحث ہو گیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک صرف وہی اصحاب قابلِ مدح و تعظیم ہیں جو ایمان و عملِ صالح پر جسے اور اسی پر خاتمہ ہوا اور جن کا ظاہر ایمان کچھ اور باطن کچھ اور۔ جن کے اعمال سے اتباعِ خدا و رسولؐ کی جھلک نظر نہیں آتی۔ وہ نہ صرف مسکوت عنہم بلکہ حد درجہ قابلِ ملامت و برات ہیں۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ دوسری کتابیں اس مطلب کو واضح کر چکی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں تحریف

اس امر کو بار بار دہرا چکا ہوں کہ اہل سنت آج کل خصوصیت سے ان امور کو اپنی کتابوں سے نکال رہے ہیں جو ان کے ضعف یا تشیع کی تائید میں ہیں اور یہ ملکہِ سیئہ بڑھتے بڑھتے اس جسارت تک لے آیا ہے کہ نہ صرف اپنی کتابوں کے مسخ کرنے پر اکتفا کرتے بلکہ شیعوں کی کتابوں کو بھی اس طرح مسخ کر ڈالتے ہیں کہ وہ پوری پوری ان کے مذہب کی بولتی تصویر بن جائے۔ مکارمِ الاخلاق وغیرہ کی مثالیں اوپر گزر چکیں۔ اور کتاب طہارۃ ابن مسکویہ کا حال آگے آتا ہے۔ ابھی ایک اور لطیفہ ملاحظہ ہو۔ یعنی مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں تحریف۔

حمید یہ پریس دہلی میں مختلف ترجمے شائع ہوئے ہیں۔ ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر مشکوٰۃ کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس کا ٹائٹل پیج اس طرح چھپا ہے کہ چودہ سطریں پورے صفحے پر ہیں اور کسی سطر میں فقط ایک لفظ اور کسی میں کسی لفظیں ہیں۔ میں اس کی نقل سطر بہ سطر

درج ذیل کرتا ہوں :

- سطر (۱) بسلسلہ ترجمہ احادیث شریف
- ” (۲) نمبر ۷
- ” (۳) انتخاب احادیث صحاح عشرہ
- ” (۴) المصانح
- ” (۵) مشکوٰۃ
- ” (۶) اردو ترجمہ
- ” (۷) جلد ثانی
- ” (۸) جس میں بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام مالک۔
- ” (۹) امام شافعی، امام حنبل اور مسند بیہقی کا بہترین انتخاب ہے۔
- ” (۱۰) مترجمہ
- ” (۱۱) الفاضل علامہ سید عبدالدائم جلالی بخاری
- ” (۱۲) اشتراک حقوق دائمی
- ” (۱۳) خالد بن الحمید نے
- ” (۱۴) حمید یہ پریس دہلی میں شائع کیا۔

اس کتاب کے صفحہ ۳۹۸ پر حدیث نمبر ۵۹۱۷ کے ترجمہ میں یہ عبارت

درج ہے :

”حضرت بریدہ کہتے ہیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں ان چار کو محبوب رکھتا ہوں۔ ابو ذر اور مقداد اور سلمان فارسی۔ ان کی محبت کا مجھے علم ہے اور فرمایا ہے کہ ان کو محبوب رکھتا ہوں۔“

اس ترجمہ کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ چار شخصوں کے لئے حکم سے ابو ذر، مقداد اور

سلمان کا مراد ہونا علم الحساب کی اعلیٰ قابلیت کی سند ہے۔ روایت میں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ چوتھے کا نام خود رسولؐ یا راوی نے نہیں لیا، یا راوی کو بھول گیا یا مترجم صاحب نے مناسب نہیں سمجھا۔ اصل یہ ہے کہ مترجم صاحب اس دنیا کے بسنے والے ہیں جن کے دل و دماغ کو مذہبی امور میں کامل طور پر معطل کر دیا جا چکا ہے اور وہاں چار یعنی تین سمجھنے میں ذرا دقت محسوس نہیں ہوتی۔

ایک لطیفہ مصر کے عالم کا اوپر گزر رہا تھا۔ اسی طرح کا ایک حساب اور ہدیہ ناظرین ہے۔ یہاں تو چار یعنی تین ہی ہے اور وہاں اس سے زیادہ عمدہ حساب لگایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو :

صواعق محرقة مطبوعہ مبینہ مصر ۱۳۲۴ھ صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۲ پر حدیث
اثنا عشر خلیفۃ کی بحث۔

قال شیخ الاسلام فی فتح	شیخ الاسلام نے فتح الباری میں کہا
الباری کلام القاضی ہذا	ہے کہ اس حدیث کے بارے میں جو
احسن ما قیل فی ہذا الحدیث	کچھ بھی ہے ان سب میں سب سے اچھا
وارجحہ لتأییدہ بقولہ	اور رائج قول قاضی عیاض کا ہے۔
فی بعض طرقہ الصحیحۃ	کیونکہ اس کی تائید اس حدیث کے
کلہم یجتمع علیہ والمراد	بعض طرق صحیحہ میں خود آنحضرت صلعم
باجتماعہم انقیادہم	کے ان الفاظ "کلہم یجتمع
لبیعتہ والذی اجتمعوا	علیہ الناس" سے ہوتی ہے اور
علیہ الخلفاء الثلاثة	اجتماع سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس کی
ثم علی الی وقع امر	بیعت کے مطیع ہو گئے ہوں۔ الغرض
الحکمین فی صفین فتسمی	جس پر اجتماع ہوا وہ حسب ذیل ہے۔
معاویۃ بالخلافۃ	خلفاء ثلاثہ، ان کے بعد علیؑ۔ یہاں تک کہ
ثم اجتمعوا علیہ عند	واقعہ حکین پیش آنا صفین میں، اس وقت

صلح الحسن ثم علی ولده
یزید ولم یستظم للحسین
امر بل قتل قبل ذالک
ثم لم مات یزید اختلفوا
الی ان اجتمعوا علی عبد
الملک بعد قتل ابن الزبیر
ثم علی اولاده الاربعة
الولید فسلیمان فیزید
فہشام وتخلل بین سلیمان
ویزید عمر بن عبد العزیز
فہو لاء سبعة بعد
الخلفاء الراشدین والثانی
عشر الولید بن یزید بن
عبد الملک۔

معاویہ نے اپنا نام خلیفہ رکھ لیا۔ اس کے
بعد جب حسن سے صلح ہوئی تو لوگوں نے
معاویہ پر اجتماع کر لیا اس کے بعد اس کے
بیٹے یزید پر اجتماع کیا اور حسین کا کام پورا
نہ ہو سکا، بلکہ اس سے پہلے ہی قتل کر ڈالے
گئے۔ اس کے بعد جب یزید مر گیا تو پھر
اختلاف ہوا۔ یہاں تک کہ ابن زبیر کے
قتل کے بعد عبد الملک پر اجتماع ہوا۔
اس کے بعد اس کے چاروں بیٹوں ولید،
پھر سلیمان، پھر یزید، پھر ہشام پر اجتماع
ہوا اور سلیمان و یزید کے درمیان عمر بن
عبد العزیز آگئے۔ پس یہ سات ہوئے
خلفاء راشدین کے بعد اور بارہواں
ولید بن یزید بن عبد الملک۔

ناظرین غور فرمائیں خلفاء راشدین میں اگر "ثم علی" کو شمار کیا جائے تو عمر بن
عبد العزیز تک آٹھ یعنی سات ہوتے ہیں اور اگر "ثم علی" کو خلفاء راشدین میں
نہ شمار کیا جائے تو نو یعنی سات ہوتے ہیں اور پہلی صورت میں الثانی عشر
یعنی تیرہ ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں الثانی عشر یعنی چودہ بنتے ہیں۔
سبحان اللہ اجتماعوا کی تصریح کے ساتھ ہولاء سبعة اور الثانی عشر
کا حساب انھیں لوگوں کی سمجھ میں آسکتا ہے، جو چار یعنی تین ماننے میں پس و پیش
نہیں کرتے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ خود بھی حساب لگانے کی زحمت گوارا فرمائیں
بغیر کسی وجہ کے کسی اجتماع کو حساب میں نہ لادیں، معیار تو اجتماع پر ہے۔
اس لطیفہ کے بعد ہم اب مشکوٰۃ سے اصل حدیث نقل کر دیتے ہیں تاکہ سمجھ

میں آجائے کہ چار یعنی تین کہنے کا داعی کیا ہے۔

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف باب جامع المناقب فصل ثالث صفحہ ۵۸۰، مطبوعہ مجتبائی

دہلی ماہ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ :

عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله تبارك وتعالى امرني بحب اربعة واخبرني انه يحبهم

قيل يا رسول الله سمعنا قال على منهم يقول ذلك

ثلاثا والبوذر والمقداد وسلمان امرني بحبهم واخبرني

انه يحبهم رواه الترمذی۔

اس حدیث کے خط کشیدہ الفاظ مترجم صاحب نوش فرما گئے ہیں، جس میں علی کا نام

تین دفعہ زبانِ رسول پر جاری ہوا ہے۔ اسی (مجتبائی) چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ کے

نیچے "مرقات" کا یہ حاشیہ بھی ملاحظہ ہو (للاشعار بانہ افضلهم) اس کے علاوہ

اسی کتاب میں "لمعات" کا حاشیہ اس عبارت پر حسب ذیل ہے :

(قوله يقول ذلك ثلاثا انما قال تأكيد لان بريدة

كان فيه شيء من على لما راي منه رضى الله عنه في قضية

امارة اليمن بالسوعة)۔

حدیث کے حاشیوں کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا نہیں ہے۔ یہ سنی نقطہ نگاہ کی

توضیحات ہیں۔ مجھے تو حیرت یہ ہوتی ہے کہ کبھی تو یہ حضرات افضلیت پر بحث کرنے سے

بھاگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کا تعلق غیب سے ہے۔ ہم کیا جانیں کہ خدا کس کو ثواب زیادہ

دے گا تا کہ اس کو افضل کہیں اور کبھی خود ہی افضلیت پر بحث کر کے فیصلے شروع

کر دیتے ہیں کہ کون افضل کون مفضول ہے۔ بہر حال اگر حضرت علیؑ جناب مقداد و

سلمان سے افضل ہی ہوئے تو کیا ہم تو آپ کو انبیاء سے بھی (سوائے سرور کائنات) افضل

جانتے ہیں۔ اس وقت میں اس بحث کو بھی لانا نہیں چاہتا کہ ایک طرف تو کہا

جاتا ہے کہ خدا کی اس عجیب المخلوقات جماعت میں آپؐ میں اسامیلؑ حوالہ تھا کہ کس پر

کوئی اعتراض ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف محشی صاحب کا بریدہ صحابی اور حضرت علیؑ میں کشمکش بیان کرنا، کس کو کیا جائے۔ اس وقت تو ہمیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حدیث اور اس پر نوٹ حاشیہ سب کچھ ہو، خود حضور سرور کائناتؐ نے تین دفعہ مکرر نام لیا ہو پھر بھی وہ جملے نکال دینے ہی کے لائق سمجھے جائیں جو ان مدعیانِ "حُبِّ صحابہ" سے اس لئے برداشت نہ ہو سکیں کہ ان میں حضرت علیؑ کا نام ہے۔ اسے دانستہ تحریف کے سوا کیا کہا جائے۔

علیؑ کے نام سے عداوت نئی بات نہیں

اس موقع پر ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے مقامی مناسبت کے سبب یہ عرض کرنا بیجا نہ ہو گا کہ یہ ترکیب نئی نہیں بلکہ ممکن ہے مترجم و ناشر نے مادر جناب عائشہ سے سیکھی ہو۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبری :

عن عبید اللہ عن عائشة قالت فخرج رسول اللہ صلعم
بین رجلین من اہلہ احدہما الفضل ابن العباس ورجل
آخر تخط قدماہ الارض عاصبا راسہ حتی دخل بیتی قال
عبید اللہ حدثت هذا الحدیث عبد اللہ بن العباس فقال
هل تدري من الرجل قلت لا قال علی بن ابی طالب
ولكنها لا تقدر علی ان تذكره بخیر۔ (طبری ج ۳، صفحہ ۱۹۱)
حالات اللہ، مطبوعہ حینیہ مصر، ۱۳۲۶ھ

جب مادر گرامی اتنی سی بات میں کہ رسولؐ علیؑ کے سہارے سے باہر نکلے نام ٹال گئیں تو لائق صاحبزادے محبت خدا و رسولؐ کے وقت علیؑ کا نام نہ لیں اور نہ چھپوائیں تو عین سعادت مندی ہے۔ واہ و اسبحان اللہ۔

کتاب تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق (معروف بہ طہارۃ ابن مسکویہ)

یہ کتاب علامہ جلیل القدر ابو علی احمد بن محمد المعروف بابن مسکویہ الخازنی الرازی المتوفی

۱۲۱ھ کی ہے۔ اس کے کئی نسخے میرے سامنے ہیں۔ ایک نسخہ ۲۰x۲۶ سائز پر مطبع
 علوی منسوب بہ علی بخش خاں لکھنؤ میں ۱۲۴۱ھ میں چھپا ہے۔ اس کتاب کے ۱۰۷ صفحے
 ہیں اور اس کے ایک سو آٹھویں صفحہ پر خاتمۃ الطبع لکھنؤ ہے۔ جس میں زمانہ اشاعت
 ۱۲۴۱ھ (بارہ سو اکثر) بزبان پکتان فلی جرہ میں صاحب قائم مقام رزیدنٹ لکھا ہے۔
 دوسرا نسخہ ۱۲x۱۸ سائز پر مصر میں ٹائپ سے چھپا ہے۔ اس کے ٹائٹل پر عبارت ذیل
 چھپی ہے :

”الطبعة الاولى بالمطبعة الحسينية سنة ۱۳۲۹ھ علی نسخة

سید محمد عبد اللطیف الخطیب وشرکاء بمصر۔“

اس کے صفحات ایک سو پچاسی ہیں۔ صفحہ ایک سو چھپاسی و ایک سو تاسی پر مصحح کی طرف
 سے خاتمۃ الطبع لکھا ہے۔ اس کے علاوہ صفحوں پر مطالب کی فہرست ہے۔ تیسرا نسخہ وہ
 ہے جو مکارم الاخلاق (منسخ کردہ) جس کا ادب پر حوالہ آیا، کے حاشیہ پر مطبعہ خیریہ مصر ۱۳۰۳ھ
 میں چھپا ہے۔ یہ تینوں نسخے مدرستہ الواعظین لکھنؤ کے عالیشان کتب خانہ میں موجود ہیں۔

جب ان نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو ان میں اچھا خاصا اختلاف نظر آتا ہے اور
 نمایاں ہوتا ہے کہ دانستہ طور پر مصری کتاب میں تحریف موجود ہے۔ (دونوں مصری تحریف
 میں ایک دوسرے کے قدم بقدم ہیں)۔ لکھنؤ کے چھاپے میں جو حمد و نعت ہے اس سے
 قبل پوری دو سطریں بلا کسی تنبیہ و اشارہ کے دونوں مصری میں اضافہ کر دی گئیں۔ ملاحظہ
 ہو مطبوعہ مصر :

الحمد لله الذی ارشد الی صراط المستقیم ومدح

الخلق العظیم وارسل نبیہ محمداً متمماً لمکارم الاخلاق

وآدبہ فأحسن تأدیبہ علی الاطلاق۔

اس کے بعد مصنف کی تحریر جو لکھنؤ میں ہے یوں شروع ہوتی ہے :

اللهم اننا نوجه الیک

نسخہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۱ پر عدالت کے ماتحت فضائل کا ذکر کرتے ہوئے

صرف اتنی عبارت ہے :

الفضائل التي تحت العدالة الصداقة الالة صلة
الرحم المكافاة حسن الشركة حسن القضاء التودد والعبادة
لیکن مصری میں العبادة کے آگے عبارت ذیل کا نمایاں بے ربط اضافہ ہے۔
(ملاحظہ ہو مطبوعہ حینیہ صفحہ ۱۸ و ۱۹ و مطبوعہ خیریہ مصر صفحہ ۲۴ و ۲۵) :

ترك الحقد مكافاة الشربا لخیر استعمال اللطف ركوب
المروعة فی جميع الاحوال ترك المعاداة ترك المحاكاة
عن ليس بعدل مرضى البحث عن سيرة من يحكى عنه
العدل ترك لفظة واحدة لاخير فيها المسلم فضلا عن
حكاية توجب حدا او قذفا او قتلا او قطعاً ترك السكون
الى قول سفلة الناس وسقطهم ترك من يكدي بين
الناس ظاهرا باطنا او يلحف في مسئلة او يلج بالسؤال
فان هؤلاء يرضيهم الشيء اليسير فيقولون لاجله حسنا
ويسخطهم اذا منعوا اليسير فيقولون لاجله قبيحا ترك
الشرة في كسب الحلال وترك ركوب الدناءة في الكسب
لاجل العيال الرجوع الى الله وعهدة وميثاقه عند كل
قول يلفظ به او لحظ يلحظ او خطرة في اعدائه واصدقائه
ترك اليمين بالله وبشيء من اسمائه وصفاته راسا
وليس بعدل من لم يكرم زوجته واهلها المتصلين بها
واهل المعرفة الباطنة به وخير الناس خیرهم لاهله
وعشيرته والمتصلين به من أخ او ولد او متصل بأخ
او ولد او قريب او نسيب او شريك او جار او صديق
او جيب ومن احب المال حبا مفرطا لم يوهل لهذه

المرتبة فان حرصه على جميع المال يصده عن استعمال
الرافة وامتطاء الحق وبذل ما يجب ويضطره الى الخيانة
والكذب والاختلاق والزور ومنع الواجب والاستقصاء
واستجلاب الدائق والحبة والذرة لبيع الدين والمروعة
وربما انفق اموال الحبة حبة منه للمحمدة وحن الثناء
ولا يريد بذلك وجه الله وما عنده بل يتخذها مصيدة
ويجعل ذلك مكسبه ولا يعلم ان ذلك عليه سيئة
ومسبة۔

اس عبارت میں خصوصیت سے وليس بعدل من لم يكرم زوجته
..... الخ قابل ملاحظہ ہے۔ بہر حال اس کے بعد دونوں کتابوں کی عبارت ملتی
ہے۔ صداقة کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔ لکھنؤ کی چھپی ہوئی کتاب میں آخر کتاب
کے الفاظ حسب ذیل ہیں :

والحمد لله رب العالمين والصلوة على نبيه محمد
والله الطاهرين۔

مصری چھاپہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں :

والحمد لله رب العالمين والصلوة على النبي محمد
والله واصحابه اجمعين وحسبنا الله ونعم المعين۔

اس میں اصحابہ اجمعین کی زیارتی خصوصاً ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ہم نے بطور نمونہ یہ چند مثالیں لکھ دی ہیں، ورنہ درمیانی کتاب میں جا بجا
دونوں نسخوں میں اختلاف ہے اور اس کا اندازہ ایسا ہی ہے جس سے مصنف کے
مذہب و مشرب کے خلاف اپنا مطلب حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے۔

ایک تازہ واقعہ اور ملاحظہ ہو وہی بخاری

علامہ حلی رحمہ اللہ نے نہج الحق وکشف الصدق میں حمیدی کی جمع بین الصحیحین

سے ویج عمار تفتلہ الفئۃ الباغیۃ کا حوالہ تحریر کیا ہے۔ ان صاحب کی فرمائش پر بخاری و مسلم میں ان الفاظ کی تلاش شروع کی گئی۔ مسلم میں (جود و جلدوں میں مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۹ھ میں مع شرح نووی شائع ہوئی ہے) جلد دوم صفحہ ۳۹۵، سطر ۱۸ تا ۲۴ و صفحہ ۳۹۶، سطر ۲۱ و ۲۲ پر یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی موجود ہے۔ کسی میں ابن سمیۃ تقتل فئۃ باغیۃ مذکور ہے۔ (یہ سب حدیثیں ایک ہی جگہ کتاب الفتن اشتراط الساعة میں مذکور ہیں۔)

اتنا ہی نہیں بلکہ شرح میں علامہ نوادی نے خاص اسی جملہ سے کئی باتیں استنباط کی ہیں۔ چنانچہ بغرض استفادہ مومنین علامہ نوادی نے جو افادہ فرمایا ہے، نقل کیا جاتا ہے۔ علامہ نوادی فرماتے ہیں:

قال العلماء هذا الحديث	علمائے نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت علیؓ
حجة ظاهرة في ان عليا	کے حق پر اور صحت پر ہونے مضبوط دلیل
رضي الله عنه كان محقا	ہے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے
مصيبا والطائفة الاخرى	کی کھلی نشانی ہے۔ (لیکن دوسرا فرقہ
بغاة لكنهم مجتهدون	چونکہ مجتہدین کا تھا لہذا اس کو باغی
فلا اثم عليهم لذلك	ہونے کے باوجود؟) کوئی گناہ نہ ہوگا
كما قدمنا في مواضع	جیسا کہ ہم نے اسے کتنی جگہ بیان کر دیا ہے
منها هذا الباب وفيه	منجملہ ان کے ایک جگہ یہ بھی ہے۔ اور
معجزة ظاهرة لرسول الله	اس حدیث میں رسالتاً صلی اللہ علیہ
صلى الله عليه وسلم	و مسلم کے کئی طرح کے نمایاں معجزے بھی
من اوجه منها ان عمار	ہیں۔ ۱۔ یہ کہ عمار کی موت بصورت قتل
ليموت قتيلًا وانه يقتله	واقع ہوگی۔ ۲۔ عمار کو مسلمان قتل
المسلمون وانهم بغاة	کریں گے۔ ۳۔ عمار کے قاتلین باغی ہونگے
وان الصحابة يقاتلون	۴۔ صحابہ آپس میں لڑیں گے۔ ۵۔ جو

وانهم لیکونون فرقتین صحابہ لڑیں گے وہ دو گروہ ہوں گے۔
 باغیۃ وغیرہا وکل هذا قد ۶ ان میں سے ایک گروہ باغی ہوگا۔ ۷
 وقع مثل فلق الصبح صلی اللہ دوسرا گروہ غیر باغی ہوگا۔ یہ تمام امور نور کے
 علیہ وسلم علی رسولہ الذی تڑکے کی طرح ظاہر ہوئے خداوند عالم اپنے
 لا ینطق عن الہوی ان ہو رسول پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ رسول جو
 الا وحی یوحی۔ وحی کے سوا اپنی خواہش سے تو کچھ کہتا ہی نہ تھا۔

اس افادہ سے واضح ہو گیا کہ علامہ نوادی کے نزدیک روایت میں فتنۃ باغیۃ کی تصریح ہے جس سے امور بالا کا استنباط کیا گیا ہے۔

(اقول) علامہ نوادی سے یہ امر کم تعجب خیز نہیں، (اور اس مشرب کے علماء کو اس کے بغیر چارہ بھی نہیں) کہ سرور کائنات کی نص کے باوجود فتنۃ باغیۃ کو سنا اجتہاد عنایت فرما کر حربۃ حربی کے حربہ سے بچانے کے لئے اجتہاد فرما رہے ہیں۔ حالانکہ یہ امر مسلم ہے کہ نص کے بعد دروازۃ اجتہاد بند ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ تقتلہ الفتنۃ الباغیۃ کے الفاظ اس طرح مسلم میں مذکور ہیں۔ اب جو بخاری شریف کی ورق گردانی کی جاتی ہے تو الفاظ مذکورہ بالا نہ ابد۔ ایک طرف تو علامہ حلی رحمہ اللہ کا حوالہ (جو کبھی غلط ہوتا ہی نہیں) دوسری طرف چھپی ہوئی بخاری میں الفاظ محولہ بالا کا غائب ہونا۔ کچھ دیر تک تو حیرانی کا سبب رہا آخر دوسرے چھاپہ کی طرف توجہ کی تو اس میں موجود۔ اس سے سمجھ میں آ گیا کہ کارخانہ تحریف اپنا کام کر گیا۔

ملاحظہ ہو بخاری جو مصطفیٰ البابی الحلبی و اخویہ کے مطبعہ مبینہ مصر میں چار جلد کر کے چھاپی گئی ہے۔ اس کی پہلی جلد کتاب الصلوٰۃ کے صفحہ ۷۵ کی نوں سطر پر باب التعاون فی بناء المسجد ہے۔ پہلے تو آیت ہے، اس کے بعد اس باب میں صرف یہی ایک حدیث ہے:

حدثنا مسدد قال حدثنا عبد العزيز بن مختار قال حدثنا

خالد الجذاء عن عكرمه قال لى ابن عباس ولا ابنه على
انطلقا الى ابى سعيد فاسمعان حديثه فانطلقنا فاذا هو
فى حائط يصلحه فاخذ رداءه فاحتبى ثم انشاء يحدثنا
حتى اتى ذكر بناء المسجد فقال كنا نحمل لبنة لبنة وعمار
لبنتين لبنتين فراه النبى صلى الله عليه وسلم فينفض
التراب عنه ويقول ويح عمار يدعوهم الى الجنة و
يدعونه الى النار قال يقول عمار اعوذ بالله من الفتن۔

اس طبع کی پہلی جلد دوسو بائیس صفحے پر، دوسری دوسو دس صفحے پر، تیسری
دوسو دو پر اور چوتھی ایک سو نو پر۔ اس کے حاشیہ پر سندھی قسطلامی اور شیخ الاسلام
کی شرحوں سے تقریرات بھی چھاپے گئے ہیں۔ اس کا خاتمۃ الطبع (چوتھی جلد کے صفحہ ۱۹۰
کے آخری حصہ میں) اس کے مصحح محمد زہری غمراوی نے لکھا ہے اور زمانہ طبع محرم الحرام
۱۳۲۲ھ لکھا ہے۔

حدیث کے خط کشیدہ جملوں پر نظر کیجئے تقتله الفئة الباغية غائب۔
اب ملاحظہ ہو دوسری بخاری جو نو جلدوں میں اعراب کے اہتمام کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔
اس کی جلد اول کی لوح پر عبارت ذیل ہے :

(الطبعة الاولى بالمطبعة الخيرية لما لكها ومديرها

السيد عمر حسين الخشاب سنة ۱۳۲۰هـ هجرية)۔

اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ سلطان عبد الحمید
خال ثانی کے حکم کے مطابق یہ کتاب تصحیح کر کے چھاپی گئی ہے۔ بلکہ خاتمۃ الطبع جلد نہم
کے صفحہ ۱۶۴ (ایک سو چونسٹھ) پر تو یہ الفاظ بھی ہیں علی اسلوب نسخة سيدنا
ومولانا امير المؤمنين وخليفة رسول رب العلمين ذى الفكر الثاقب
والرامد السديد السلطان بن السلطان عبد الحميد الحرف بالحرف
والخط بالخط والشكل بالشكل والضبط بالضبط فى شهر رمضان

المعظم سنہ ۱۳۲۲ ہجری۔

اس چھاپہ کی جلد اول کتاب صلوٰۃ صفحہ ۹۷ سطر ۷ سے باب التعاون فی بناء المسجد شروع ہوتا ہے۔ حسب تذکرہ بالا اس باب میں وہی آیت اور وہی ایک روایت ہے۔ فراءہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفض التراب عنہ ویقول ویح عمار تقتله الفئۃ الباغیۃ یدعوہم الی الجنة یدعونہ الی النار قال یقول عمار اعود باللہ من الفتن۔ الحمد للہ کہ اس چھاپہ میں وہ تقتله الفئۃ الباغیۃ کا دل میں چٹکی لینے والا جملہ موجود ہے اور ثابت ہے کہ علامہ رحمہ اللہ نے جو حوالہ دیا ہے اس کی اصل بخاری میں موجود ہے۔ لیکن جس کی نظر چار والی پر پڑتی یا پڑے گی وہ تو حوالہ ہی کو غلط خیال کرتا یا کرے گا۔ اسی بنا پر اپنے مضمون میں میں بار بار دنیا کو متوجہ کر رہا ہوں کہ تحریف کی اس دبا سے بچنے کی حفاظتی تدابیر ابھی سے کر لیں۔ مجھے چونکہ اس خیانت طبعی کا پتہ دینا مقصود تھا لہذا اس کو واضح کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ جناب عمار کے قاتل گروہ کا باغی ہونا ابھی تک تو دوسری بہت سی کتابوں سے عیاں ہے۔ فاضل روز بہان کی کتاب ابطال الباطل، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، عینی، شرح تجرید بخاری للقنوجی وغیرہ۔

کتاب الاعجاز والایجاز

لابی المنصور الثعالبی، الطبعة الاولى بالمطبعة العمومیۃ بمصر ۱۸۹۷ء۔
ثعالبی کی یہ ادب کی کتاب نہایت مشہور ہے۔ دو سو اٹھتر (۲۷۸) صفحات پر تمام ہوئی ہے اور اس کے بعد جوامع الکلام فی تاریخ العرب والاسلام نظم تاریخی شائع کی گئی ہے جو صفحہ (۲۸۹) پر تمام ہوئی ہے، اس کے بعد فہرست ۲۹۰ سے ۳۰۱ تک ہے۔ اس کے بعد "تصحیح غلط" صفحہ ۳۰۲ سے ۳۰۴ تک ہے۔

اس چھاپے کے صفحہ ۲۸، سطر ۳ پر امیر المومنین کے کلمات میں مشہور حدیث کو کشف الغطا ما ازددت یقینا میں اس طرح خیانت کی گئی ہے کہ یقیناً سے قبل

لفظ الا کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے مطلب کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ صاحبانِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان تین حرفوں کے فصل سے مطلب منفی سے مثبت ہو جاتا ہے اور فضیلت کا ملہ بالکل ہی مفقود ہو جاتی ہے۔ کاتب کی غلطی کا احتمال پیدا کرنا کچھ دشوار نہیں، لیکن مشکل تو یہ ہے کہ ہر چھاپہ خانہ کا کاتب جب غلطی کرتا ہے تو ایسی ہی سوچی سمجھی کہ اس کے مذہب کی موافقت کرے اور مذہب اہلبیت و فضائل آل رسولؐ کی بیخ کنی کرے۔ کبھی کوئی مطبع والا بھولے سے اپنے مخالف غلطی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھول نہیں بلکہ بھول بھلیاں ہے۔

ذرا غور فرمائیے اسی کتاب کے غلط نامہ کو جو آخر کتاب میں چھاپا گیا ہے اس میں ایک جگہ مصفر (بالفار) لکھا ہے، اس کی اصلاح کی گئی ہے۔ طرف بالطار المہملہ کی جگہ طرف (بالعجم) کی اصلاح چھپی ہے۔ نقطہ کی ایسی غلطی تو سوچھ گئی اور پورے لفظ جس سے معنی میں تغیر عظیم ہو جاتا ہے وہ مصحح صاحب کی نظر میں بالکل نہ سما یا۔!

چونکہ یہ حدیث دوسری کتابوں مثلاً نایب المودۃ و صواعق محرقة وغیرہ میں صحیح موجود ہے۔ لہذا ثعالبی کی دوسری کتاب سے مقابلہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ الا کا بے جوڑ نصل بہر حال خیانت ہے۔

(تنبیہ): ابتدائے کتاب میں میں نے نووی کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے واضح ہے کہ بخاری صاحب نے حدیث کے بعض الفاظ نکال ڈالے اور مقصد اتنا ہی تھا، لیکن چونکہ وہاں نہایت اجمال سے کام لیا گیا تھا۔ بعض افاضل کی خواہش ہے کہ اس کی تفصیل کر دی جائے۔ میں نے ان کی تعمیل حکم کے لئے جب دوبارہ نظر ڈالی تو اور بھی فوائد قابل توجہ نظر آئے لہذا تھوڑی سی تفصیل درج ذیل کر دی جاتی ہے تاکہ واقعات کے سمجھنے میں سہولت ہو جائے۔ اگر اس حدیث کی پوری شرح جو نووی میں ہے دیکھی جائے تو اور بھی لطف نظر آتا ہے۔

میں نے حدیث زیر بحث کا حوالہ بخاری کی کتاب النفقات سے دیا ہے مگر بخاری کی شرح تحفۃ الباری کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی حدیث باب فرض الخمس میں لکھی

گئی ہے۔ جب اس باب پر نظر ڈالی تو وہاں کچھ اور الفاظ بھی ساقط نظر آئے۔ کیوں نہ ہو بقول مازری کے یہی تو "تورع" ہے۔ بہر حال جو ہو مسلم کی روایت جو کتاب الجہاد والسیر حکم الفی میں ہے وہ درج ذیل ہے :

فجاء یرفأ فقال هل لك يا امير المؤمنين في عثمان وعبد الرحمن
بن عوف والزبير وسعد فقال عمر نعم فاذن لهم فدخلوا
ثم جاء فقال هل لك في عباس وعلى قال نعم فاذن لهما
فقال عباس يا امير المؤمنين اقض بيني وبين هذا الكاذب
الاثم الغادر الخائن وقال فقال القوم اجل يا امير المؤمنين
فاقض بينهم وارحمهم فقال مالك بن اوس يخیل الى
انهم قد كانوا قدموهم لذلک فقال عمر انشدکم باللہ
الذی تقوم باذنه السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقة قالوا
نعم ثم اقبل علی العباس وعلى فقال انشدکما الذی
باذنه تقوم السماء والارض اتعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقة قال نعم فقال
عمر ان اللہ جل وعز کان خص رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
بخاصة لم یخص بها احدا غیرہ قال ما افاء اللہ علی رسولہ
من اهل القرى فللہ وللرسول ما ادری هل قرأ الآية
التي قبلها ام لا فقال فقسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بینکما موال بنی النضیر فواللہ ما استاثر علیکم ولا اخذها
دونکم حتی بقی هذا المال فكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یاخذ منه نفقة سنته ثم يجعل ما بقى اسوة المال
ثم قال انشدکم باللہ الذی باذنه تقوم السماء والارض
أتعلمون ذالک قالوا نعم ثم انشد عباسا وعلیا بمثل ما انشد
به القوم اتعلمان ذالک قال لا نعم قال فلما توفی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر انا ولی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب هذا
میراث امرأتہ من ابیہا فقال ابو بکر قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما نورث ما ترکنا صدقة فرأیتما کاذبا اثما
غادر اخائنا واللہ یعلم انه لصادق بار راشد تابع للحق ثم
توفی ابو بکر وانا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وولی
ابی بکر فرأیتما فی کاذبا اثما غادر اخائنا واللہ یعلم انی
لصادق بار راشد تابع للحق الخ

اب ملاحظہ ہو بخاری کتاب النفقات جلد ۳ صفحہ ۱۷۸، مطبوع یمینہ

۳۲ھ کی حدیث :

اذا اتاہ حاجبہ یرفأ فقال هل لک فی عثمان وعبدالرحمن
والزبیر وسعدی تاذنون قال نعم فاذن لہم قال فدخلوا
وسلموا فجلسوا ثم لبث یرفأ قليلا فقال لعمر هل لک فی علی
وعباس قال نعم فاذن لہما فلما دخلا سلما وجلسا فقال
عباس یا امیر المومنین اقض بینی وبين هذا فقال الرہط
عثمان واصحابہ یا امیر المومنین اقض بینہما وارج احدهما
من الآخر فقال عمر انشدکم باللہ الذی بہ تقوم السماء
والارض هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ما نورث ما ترکنا صدقة یرید بہ رسول اللہ

نفسه قال الرهط قد قال ذلك فاقبل عمر على وعباس
فقال انشدكما بالله هل تعلمان ان رسول الله صلى الله

www.kitabmart.in

عليه وسلم قال ذلك قال لا قد قال ذلك قال عمر فاني

احد شكم عن هذا الامر ان الله كان خص رسوله صلى الله

عليه وسلم في هذا المال بشيء لم يعطه احدا غيره قال

الله ما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه من

خيل ولا ركاب الى قوله قد يرفكانت هذه خالصة لرسول

الله صلى الله عليه وسلم والله ما اختارها دونكم ولا استأثر

بها عليكم لقد اعطاكموها ويثها فيكم حتى بقي منها هذا المال

فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق على اهله نفقة

سنتهم من هذا المال ثم ياخذ ما بقي فيجعله فجعل

مال الله فعمل بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم

حيوته انشدكم بالله هل تعلمون ذلك قالوا نعم

قال لعلي وعباس انشدكما بالله هل تعلمان ذلك قال

نعم ثم توفي رسول الله صلى الله عليه فقال ابو بكر انا ولي

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبضها ابو بكر يعمل

فيها بما عمل به فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم و

اشما حينئذ واقبل على علي وعباس تزعمان ان ابا بكر كذا

وكذا والله يعلم انه فيها صادق بار راشد تابع للحق

ثم توفي الله ابا بكر فقلت انا ولي رسول الله صلى الله عليه

وسلم والي بكر فقبضتها سنتين اعمل فيها بما عمل رسول الله

صلى الله عليه وسلم و ابو بكر ثم حئتاني وكلمتكم او احدة

هَذَا يَسْئَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ ابْنِهَا الْخ -

ان دونوں روایتوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ قاضی عیاض نے مارزی سے جوابات نقل کی ہے وہ صرف علی و عباس کے متعلق۔ لیکن روایت بتلاتی ہے کہ ”وہی خلافت تو رِع“ بات علی و عباس کے نزدیک حسب اعتراف حضرت عمر و حضرت ابو بکر دونوں کے لئے تھی۔ بخاری صاحب نے ابو بکر صاحب کے واسطے تو کذا و کذا بنایا لیکن عمر صاحب کے لئے یہ بھی گوارا نہ ہوا۔ حالانکہ مسلم میں واضح موجود ہے۔ اب اس سے بڑھتے بخاری کی اس روایت کو دیکھئے جو باب فرض الخمس میں ہے۔ اذا اتاك حاجبه يرفأئى مطلب زیر بحث شروع ہوتا ہے اور باختلاف وہی کچھ ہے جو اوپر والی روایت میں گزرا۔ یہاں تک کہ فقال عباس يا امير المؤمنين اقض بيني وبين هذا وهما يختصمان فيما اثناء الله على رسول الله صلى الله عليه وسلم من بنى النضير فقال الرهط فقال ابو بكر انا ولى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبضها ابو بكر فعمل فيها بما عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم والله يعلم انه فيها لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفي الله ابا بكر فكنت انا ولى ابى بكر فقبضتها سنتين من امارتي اعمل فيها بما عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم وما عمل فيها ابو بكر والله يعلم انى فيها لصادق بار راشد تابع للحق ثم رجعتانى وتكلمانى وكلمتكما واحدة وامركما واحداً الخ۔ (ملاحظہ ہو بخاری ج ۲ کتاب الجہاد والسير باب فرض الخمس مطبوعہ مبینہ مصر ۱۳۲۵ھ)۔

ناظر بصیر خود انصاف کر سکتا ہے کہ ایک ہی روایت کو ”تو رِع“ نے کس کس طرح پلٹے پلٹے دیئے ہیں۔

مولانا شبلی صاحب نے اس کو ”اختیاط“ فرمایا ہے۔ وہ حد سے زیادہ ہی سہی مگر ”اختیاط“ جیسا کہ شرح عقائد نسفی کے تذکرہ میں اوپر گزرا۔ سبحان اللہ! کیا کہتا اس ”تو رِع و اختیاط“ کا۔ روایت کو الٹ پلٹ کر نہ جانے کس صورت تک پہنچا پڑے۔

آخر چھاپے خانے والوں نے اس کو حد ہی تک پہنچا دیا۔

روایت پر نقد یہاں مقصود نہیں، مجھے ایک مثل یاد آگئی۔ کہے ہیں "سوت کپاس جولا ہے سے لٹھم لٹھا"۔ نہ تو حضرت عباس کو دربار ابوبکرؓ سے ملا نہ حضرت علیؓ کو۔ لیکن روایت بول رہی ہے کہ آپس میں لڑتے مرتے ہیں اور ایک دوسرے "خائن" کہے جاتے ہیں۔ جائز یا ناجائز کسی کو کچھ ملا ہوتا تو گنجائش بھی ہوتی کہ آپس میں جھگڑا ہوتا۔ ایک دوسرے کو برا کہتے۔ کس نے کیا لے لیا تھا کہ وہ خائن ہو گیا۔

اس کے علاوہ یہ بات اس روایت کے ماننے والوں ہی کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ علی و عباس کو باوجود حضرت ابوبکرؓ کے دربار سے مقدمہ ہار جانے کے یہ ضد باقی تھی کہ دعویٰ جاری ہے۔ حالانکہ صحابہ سب آسمان کے تارے کہلاتے ہیں۔ نہ جانے یہ لوگ بقول اہلسنت کے حضرت ابوبکرؓ کو کیا خلیفہ جانتے اور مانتے تھے۔ کتابوں میں تو ایسا لکھتے ہیں، گویا خدا کے بعد ابوبکرؓ ہی ابوبکر سمجھے جاتے تھے۔ مگر یہ حضرات ان کو فیصلہ کے بعد کذا و کذا ہی خیال کرتے رہے۔ جب دربار عمری میں اپیل ہوئی جب بھی یہ دونوں اپنی ضدوں سے باز نہ آئے۔ نہ جانے صحابہ کس قماش کے لوگ تھے جماعت علیحدہ، علی و عباس علیحدہ قسمیں کھا کھا کر یہ گواہیاں دے رہے ہیں کہ رسول کی ملک نہ تھی بعد وقتاً صدقہ ہو گئی، ادھر صدقہ اہل بیت پر حرام بھی ہے اور ادھر کوئی بندہ خدا حضرت علی و عباس کو سمجھا نہیں پاتا بلکہ اُلٹے آل محمدؐ کو اس میں سے کھلانے اور نفقہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ حضرت علی و عباس بھی حضرت ابوبکرؓ سے صدقہ کا فیصلہ سن چکنے کے بعد پھر جناب عمر صاحب کی کچہری میں مدعی بن کے آپس میں کالم گلوں کرتے (معاذ اللہ) چلے آتے ہیں۔ سچ ہے ولن یصلح العطار ما فسد الدهر۔

کتاب سّر العالمین کے ترجمہ میں تحریف

علامہ غزالی کی تصنیف مسمیٰ بہ "سّر العالمین و کشف ما فی الدارین"، مشہور کتاب ہے۔ اس کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال احوال مطبوعہ مطبعة السعادة بحوار

محافظہ مصر طبع اولیٰ ۱۳۲۵ھ صفحہ ۲۳۲، حرف حاء ذیل احوال حسن بن الصباح میں تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاهدت

قصة الحسن بن صباح الخ“

کتاب سر العالمین ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں محمد آفندی ادہم الکتبی بالحلوجی کے خرچ سے ”مطبعة سعادة بخوار محافظہ مصر“ میں چھاپی گئی ہے۔ مطبعہ کے مالک کا نام محمد اسماعیل ہے۔ ایک سو گیارہ صفحہ پر تمام ہوئی ہے۔ اس چھاپے کے صفحہ ۹ پر مقالہ رابعہ ہے جو نقل کیا جاتا ہے:

اختلف العلماء في ترتيب الخلافة وتخصيلها لمن آل امرها اليه فمنهم من زعم انها بالنص ودليلهم قوله تعالى قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم اولى باس شديد الى قوله اليما“ وقد دعاهم ابو بكر رضى الله عنه الى الطاعة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجابوه وقال بعض المفسرين في قوله تعالى واذا سر النبي الى ازواجه حديثا قال في الحديث ان اباك هو الخليفة من بعدى يا حميراء وقالت امرأة اذا فقدناك فالى من نرجع فاشار الى ابى بكر رضى الله عنه ولانه ام بالمسلمين على بقاء رسول الله صلى الله عليه وسلم والا مامة عماد الدين هذا جملة ما يتعلق به القائلون بالنصوص ثم تناولوا وقالوا لو كان على اول الخلفاء لانسحب عليه ذيل الفتى ولم ياتوا بفتوح ولا مناقب ولا بقدرح في كونه رابعا كما لا يقدرح في نبوة رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان اخر والذين عدلوا عن هذا الطريق زعموا ان هذا فاسد جاء على زعمكم واهويتكم فقد وقع الميزان في الخلافة

والاحكام مثل داؤد وسليمان وزكريا ويحيى قالوا لا زواجه
لن الخلفه فبهذا تقلقلوا وهذا باطل ولو كان ميراثا
كان العباس لكن اسفرت الحجة وجهها واجمع الجماهير
على متن الحديث من خطبته في يوم غد يرخم باتفاق
الجميع وهو يقول من كنت مولاة فعلى مولاة فقال عمر
بخ بخ لك يا ابا الحسن لقد اصبحت مولاي ومولا كل مؤمن
فهذا تسليم ورضى وتحكيم ثم بعد هذا غلب الهوى لحب
الرياسة وحمل عمود الخلافة وعقود النبوة وخفقتان الهوى
في قعقة الرايات واستباك ازحام الخيول وفتح الامصار
وسقاهم كأس الهوى فعادوا الى الخلاف الاول فنبذوا
وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا ولما مات رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال قبل وفاته اثنوني بدواة بياض
لا زيل عنكم اشكال الامر واذكر لكم من المستحق لها بعدى
قال عمر دعو الرجل فانه لي هجر وقيل يهذو فاذا بطل
تعلقكم بتاويل النصوص فعدت الى الاجماع وهذا منقوض
ايضا فان العباس واولاده وعليه وزوجته واولاده لم يحضروا
حلقة البيعة وخالفكم اصحاب السقيفة في مبايعة الخزرجي
ودخل محمد بن ابى بكر على ابيه في مرض موته فقال
يا بنى ائت بعملك عمر لا وصى له بالخلافة فقال يا ابت
اكنت على حق او باطل فقال على حق فقال اوصى بها الاولاد
وان كان حقا ولا فقد مكنتها بك بسواك ثم خرج الى
على عليه السلام وجري ما جرى وقوله علم من رسول الله

ام جدا امتحانا فان كان هزلا فان الخلفاء منزهون عن
 الهزل وان كان جدا فهذا نقص للخلافة وان قال امتحانا
 ونزعنا ما في صدورهم من غل فاذا ثبت هذا فقد صارت
 اجماعا منهم وشورى بينهم هذا الكلام في صدر الاول
 اما في ومن على عليه السلام ومن نازعه فقد قطع قولكم في الخلافة
 بقوله اذا بويع الخليفةان فاقتلوا الاخر منهما والعجب من
 حق واحد كيف ينقسم ضربين والخلافة ليست بجسم
 ينقسم ولا بعرض يتفرق ولا بجوهر يحد فكيف توهب
 او تباع وفي حديث ابى جازم اول حكومة تجرى في المعاد
 بين على ومعاوية فيحكم على بالحق والباقون تحت
 المشيئة وقول المشرع لعمار بن ياسر قتلك الفئة الباغية
 فلا ينبغي للامام ان يكون باغيا والامامة ضيعة لشخصين لما
 لا يليق الربوبية لاثنيين اما الذين بعدهم طائفة تزعم
 ان يزيد لم يكن راضيا بقتل الحسين عليه السلام فاضرب
 لكم مثلا في ملكين اقتتلا فملك احدهما الاخر فتراه يقتله
 العسكر على غير اختيار صاحبها الا غلطا ومثل الحسين عليه
 السلام لا يحتمل حاله الغلطية لما جرى من القتل والعطش
 والسبي وحمل الراس اجماعا من جماهير المفسرين وقتل
 الامة المغنية حيث مدحت عليا في غنائها افترا لا قتلها
 بغضا لعلى امر لها وقول يزيد بن معاوية لعلى بن
 الحسين عليه السلام زين العابدين انت ابن الذي قتله
 الله فقال ابن الذي قتله الناس ثم تلا قوله ومن يقتل

جزاء وتخلد لا فيها وتغضب عليه وتلعنه وتعدله عذابا
 الیما فان قلت هذه البراہین معطلة لا یحکم بصحتها حاکم
 الشرع فنقول فی حججکم مثل ما تقولون ثم اجماع الجماہیر
 بستم علی علیہ السلام علی المناہرام الکتاب ام السنة
 ام الرسول ثم الذین من بعدهم من غیرہم اخذوها
 نصابا ام سنة ام اجماعا لکن قد اخذوها بسیف الی مسلم
 الخراسانی فانظروا الی قطع اجماعکم بسیف الشرع حیث
 قال لکم الخلافة بعدی ثلثون ثم یتولی ملک جبروت
 ویقولہ للعباس یا ابا الاربعین ملوکاً ولم یقل
 خلیفۃ والملوک کثیر والخلیفۃ واحد فی زمانہ
 فیا ایہا الطالب للملک حصل الالہ وجمل الحالہ وابذل
 واصبر واجذب واقرب وطول واحتمل مصالح حتی تقدر۔
 دوسرا نسخہ ستر العالمین کا سی۔ پی۔ پریس بمبئی میں پتھر پر چھپا ہے۔ اس کے آخر
 مایہ عبارت ہے :

نقل من نسخة بخط المؤلف بالكتبخانه الخديوية كتبه
 العبد المذنب العاصي الحقير الفقير عبد العظيم طالقاني
 سنة اربع عشر وثلث مائة بعد الالف من الهجرة النبوية
 صلى الله عليه وسلم ١٣١٤۔

دونوں نسخوں میں لفظی اختلاف بہت ہے۔ چند (بہ ترتیب) ملاحظہ ہوں۔
 مری طبع میں لمن امرها اور بمبئی کے نسخہ میں لمن ال امرها ہے۔ مصری
 ما هو الخلیفۃ من بعدی بمبئی کے چھاپہ میں هو الخلیفۃ من بعدی یا
 میرا ہے۔ مصری میں تا ولوا ہے، بمبئی میں ثم تا ولوا قالوا ہے۔ مصری میں
 کہ نہ را العاصی، بمبئی میں فی کم نہ را العاصی

المیزان طبع بمبئی میں وقع المیراث طبع مصر میں قالوا لازواجه طبع بمبئی میں قالوا
 كان لازواجه طبع مصر میں لمن الخلافة طبع بمبئی میں ثمن الخلافة مصری میں
 تقلقلوا بمبئی میں تعلقوا طبع مصر میں هذا باطل ولو كان بمبئی میں هذا باطل
 اذ لو كان مصری میں لكان العباس بمبئی میں لكان العباس اولی مصری میں هذا
 منصوص ایضا بمبئی میں هذا منقوض ایضا مصری میں متابعه الخزرجی بمبئی میں
 مبايعه الخزرجی مصری میں انت بعمك بمبئی میں بعمك مصری میں اکتب
 علی حق اور بمبئی کے مطبوعہ نسخہ میں اکتب علی حق ہے۔

اتنا فرق ڈیڑھ صفحہ میں ہے اور اس عبارت کے ڈیڑھ صفحے ابھی باقی ہیں ان کے
 اختلافات نقل کرنے سے اور طول ہو جائے گا۔ بہر حال پوری عبارت مصری طبع اور
 بمبئی کے نسخہ کی وہ ہے جو نقل کی گئی ہے۔

اسی کتاب سرائے العالمین کا ترجمہ اردو زبان میں "بادشاہ بننا چاہتے ہو یا دلی" کے
 نام سے حسب فرمائش منیجر اے۔ آر۔ اینڈ کمپنی بازار سریاں والا لاہور۔ رفاہ عام اسٹیم
 پریس لاہور میں چھاپا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۸ × ۲۲ سائز پر ۲۰۴ صفحے پر تمام ہوئی ہے
 اور اس کے آخر میں یہ عبارت ہے :

"الحمد لله على ذالك که آج بتاریخ ہشتم ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ

اس کتاب مستطاب کے ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ تمت سید یسین علی حسن نظامی

خواہر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی قدس سرہ مترجم کتاب ہذا۔

اس ترجمہ میں مقالہ رابعہ کی منقولہ بالا ساری عبارت کا ترجمہ فقط اتنا

چھاپا گیا ہے :

"چوتھا مقالہ ترتیب خلافت کے بیان میں۔ خلافت نص کے ساتھ

ثابت ہے اور دلیل اس کی یہ آیت ہے قل للمخلفین من الاعراب الخ

عرب کے ان لوگوں سے جو پیچھے رہنے والے ہیں کہہ دو کہ عنقریب تم ایک

خوفناک قوم کے مقابلہ کی طرف بلائے جاؤ گے جن سے تم لڑو یا وہ صلح

کر لیں۔ پس اگر تم نے اس حکم کے بجالانے میں اطاعت کی تو خدا تم کو اچھا ثواب دے گا، اور اگر تم نے اسی طرح پیٹھ پھیری جیسے کہ پہلے پھیر چکے ہو تب وہ تم کو سخت عذاب کرے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق نے اطاعت کی طرف بلایا اور ان لوگوں نے ان کی اطاعت قبول کی اور بعض مفسرین اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں واذا اسرا النبی بعض ازواجه حدیثاً یعنی جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے پوشیدہ بات کہی۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے عائشہ سے فرمایا تھا کہ اے حمیرا! تمہارا باپ میرے بعد خلیفہ ہوگا اور ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ جب ہم آپ کو نہ پاویں کس کے پاس جاویں؟ آپ نے ابو بکر صدیق کی طرف اشارہ فرمایا اور نیز ابو بکر نے حضور کی حیات میں مسلمانوں کی امامت کی اور امامت دین کا ستون ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا بیان ہے جو نص سے اس کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر یہ لوگ تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر علیؑ پہلے خلیفہ ہوتے تو ان تین خلفاء کو خلافت نصیب نہ ہوتی اور نہ ان کو فتوحات اور مناقب نصیب ہوتے اور حضرت علیؑ کے چوتھے خلیفہ ہونے سے ان کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے سے آپ کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ان کے بعد بنی امیہ نے حکمت سے حکومت لے لی۔ ان سے زور عباسیوں نے چھین لی۔ پس اے سلطنت کے طالب اپنا سامان درست کر اور اپنی حالت کو آراستہ بنا اور خوب مال خرچ کر اور صبر کے ساتھ کام لے اور لوگوں کو اپنی طرف منجذب کر داور جہاں تک ہو سکے صلاحیت سے کام لے۔

ناظرین غور کریں مقالہ رابعہ کے تین صفحوں کی عبارت کے ترجمہ میں جس میں سُل

کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

درمیان میں "ان کے بعد بنی امیہ نے حکمت سے حکومت لے لی ان سے بزور عباسیوں نے چھین لی" اپنی طرف سے بڑھایا گیا ہے۔ اس طرح ستر العالمین کے اس مقالہ کو بالکل ہی معدوم کر ڈالا گیا اور ظاہر ہے کہ وہ کل حصہ جو حذف کیا گیا ہے خلافت سے متعلق ہے اور اس سے خلافت ثلاثہ کی استدلالی حیثیت کا پول کھلتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

علاوہ اس کے طبع بمبئی کے دیباچہ میں اور مصری کے دیباچہ میں بھی کچھ اختلاف موجود ہے۔

فہرست الطوسی

جناب شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب ہے۔ اس کے حاشیہ پر "نضید الايضاح" چھپی ہے جس میں علامہ حلیؒ کے "ایضاح الاشتباہ" کو بہ ترتیب حروف تہجی مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے مصنف فاضل جلیل مولانا محمد المدعو بعلم الہدیٰ بن محمد محسن الکاشانی ہیں۔ اس کے آخر میں یہ عبارت ہے:

"فرغ من تسویدہ مولفہ محمد بن محمد بن مرتضیٰ

المدعو بعلم الہدیٰ عفی اللہ عنہ ما اجترح وجنی و

جعلہ من المتقربین الیہ زلفی و وقع الفراغ فی بلدتنا

المحروسة قاسان صنت عن الجور والطغیان لثمان بقین من

شهر اللہ المعظم شهر رمضان من شہور سنة ثلث و سبعین

والف من الاعوام۔"

یہ نسخہ قدیم ٹائپ سے چھاپا گیا ہے۔ لوح پر عبارت ذیل ہے:

"فہرست کتب الشیعة للشیخ الطوسی ونضد الايضاح

لعلم الہدیٰ صححہا الولیس اسیرنگر التبرولی و مولیٰ

کتاب ۳۸۳ صفحے پر تمام ہوئی ہے۔ ہر صفحہ میں (مع متن و حاشیہ) بیس طرے ہیں۔ آخری صفحہ یعنی ۳۸۳ پر یہ عبارت چھپی ہے :

”قد وقع الفراغ عن طبع هذين الكتابين الموسمين

بفهرس الطوسي ونضد الايضاح في النهار السادس من شهر

ربيع الثاني سنة احدى وسبعين بعد الالف والمائتين۔“

اس کتاب میں ۶۹۰ واں نام محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش کا جو کتاب کے صفحہ ۳۱ پر واقع ہے، ان کے حالات میں یہ بات لکھی ہے :

”كان في اول امره عامي المذهب وسمع حديث العامة

واكثر منه ثم تبصر وعاد اليها وكان حديث السن۔“

اس کے بعد ان کے مصنفات کا ذکر ہے۔ جب شیعہ ہونے کی حیثیت سے مصنفات کا ذکر تمام ہو چکا ہے تو یہ عبارت لکھی ہے :

”وما صنفه من روايات العامة كتاب سيرة ابي بكر

وكتاب سيرة عمر وكتاب سيرة عثمان رضي الله تعالى

عنهم وكتاب سير معوية وكتاب سيرة معيار الاخبار

وكتاب الموضح۔“

ظاہر ہے کہ خط کشیدہ الفاظ مصنف کے نہیں ہیں۔ چنانچہ فہرست طوسی کا وہ نسخہ جو علامہ سید محمد صادق آل بحر العلوم کی تصحیح و تحشی کے ساتھ نجف اشرف میں ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء مطبعہ حیدریہ میں شائع ہوا ہے، اس کے صفحہ ۱۳۹ پر عبارت یوں

ہے :

”وما صنفه من رواية العامة كتاب سيرة ابي بكر

وكتاب سيرة عمر وكتاب سيرة عثمان وكتاب معيار

اب کتاب کے حاشیہ یعنی نضد الايضاح کا حال ملاحظہ ہو، صفحہ ۳۰۸ پر یوں لکھا ہے :

”حکى ان ابا حنيفة رحمه الله تعالى قال له بعد موت

مولانا ابى جعفر ان امامك قد مات فقال له ابو جعفر

لكن امامك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم“

ظاہر ہے کہ خط کشیدہ الفاظ مصنف کے نہیں ہو سکتے۔ بظاہر مصحح صاحبان کی مہربانی ہے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ظاہراً یہ ذرا ذرا سی بات ہے۔ لیکن اس کے نتائج دور رس ہیں۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ جب چھاپنے والوں نے اصل کی پابندی ترک کر دی، ترمیم و تنسیخ، کمی و زیادتی، تغیر و تبدل کے عامل ہو گئے تو اور نہ جانے کہاں کہاں اور کیا کیا تحریف کی ہو گی۔ ناظرین متوجہ تو ہوں گے میں نے ”فقه اللغة“ پر جو کچھ لکھا ہے، وہاں ذرا ذرا سے تغیر نے کتنا عظیم الشان تغیر کر دیا ہے۔

کتاب المخلاة

علامہ بہاؤ الدین عاملی رحمہ اللہ کی کتاب مخلاة جو بطور کثکول لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی مطبعہ میمنیہ مصر نے ۱۳۱۷ھ میں اس طرح چھاپی ہے کہ اس کے آخر میں ”اسرار البلاغة“ بھی ہے۔ اس کی لوح پر عبارت مندرج ہے :

”کتاب اسرار البلاغة لكعبة الادباء ووجهة الظرفاء

بهاء الدين محمد بن حسين العاملي المتوفى سنة ۷۰۳ھ

رحمه الله واثابه رضا امين“

دونوں کتابوں کے حاشیہ پر ”مکروان السلطان“ لشہاب الدین احمد بن عباس بن یحییٰ بن ابی بکر الشہیر بابن حجلة المغربي التلمسانی الحنفی بھی چھاپی گئی ہے۔

جب اس کتاب مخلاۃ پر نظر ڈالتا ہوں تو اس کا بھی وہی حال نظر آتا ہے جو گت کشکول کی بنائی گئی ہے۔ آل سے صلوات کا خالی کر دینا اور غیر مرضی لوگوں کے لئے رضی اللہ عنہ لکھنا اس سے تو ساری کتاب ہی بھری ہے۔ اس کے علاوہ بھی اتنے تغیرات ہیں جن کی حد نہیں۔ انما اثمہ علی الذین یبدلونہ۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

والصلوة والسلام علی محمد وآلہ المعصومین

ستیا رتھ پرکاش میں تحریف

ہندوستان میں ایک جدید مذہب ”آریہ دھرم“ کے نام سے رائج کیا گیا ہے جس کے بانی کا نام ”دیاند جی“ ہے جو گجرات کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۸۳ء میں مر گئے۔ انھوں نے ایک کتاب اپنی زندگی میں ۱۸۹۵ء میں ”ستیا رتھ پرکاش“ کے نام سے شائع کی جو اس مذہب کی بنیادی کتاب مانی گئی۔ اس کتاب میں بارہ باب ہیں اور ہندی حروف اور الفاظ میں ہے۔

دیاند جی کے مرنے کے بعد یہ کتاب دوبارہ شائع ہوئی، اب اس میں چودہ باب ملتے ہیں۔ ایک باب عیسائیوں پر اعتراض کرنے اور دوسرا باب قرآن مجید پر اعتراض کرنے کے لئے قرار دیا گیا ہے۔ اس امر کے متعلق مباحثے بھی ہوئے کہ یہ اصل مصنف کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ پہلا ایڈیشن عام طور پر نہیں ملنے لگا اس لئے موقع بحث پر اس کا دکھانا دشوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ لکھنؤ کے انگریزی اخبار پائسیر مورخہ ۶ اگست ۱۹۲۱ء صفحہ ۶ کالم ۴ پر ایک M.S. Sakhuja صاحب نے لاہور سے لکھا کہ اس سلسلہ میں اختلاف ہو گیا ہے کہ دیاند جی نے اپنی کتاب میں گوشت خوری کے متعلق کیا لکھا ہے اجازت ہے کہ نہیں۔ چونکہ طبع اول عام طور سے نہیں ملتا ہے اور کل ایڈیشن مصنف کی زندگی کے بعد کے ہیں اس لئے اصلیت کا پتہ نہیں چلتا اگر کسی شخص کے پاس یا لائبریری میں ہو تو کوئی صاحب اس کی اطلاع دیں۔

اولاً تو مجھے اس نسخہ کی تلاش بہت پہلے سے اس وقت سے تھی جب سے خواجہ غلام الحقیق صاحب مرحوم پانی پتی ”مصنف تاریخ اہل زمانہ“ سے بار بار یہ سُننے کا موقع ملا تھا کہ فلاں بات پہلے ایڈیشن میں نہیں تھی نیا پائسیر کے اس مضمون نے تجدید

کردی۔ اتفاقاً اس کے بعد وہ نسخہ دستیاب ہوا تو میں نے پڑھنا شروع کیا۔ تمام تو نہیں پڑھا ہے لیکن دوسرے باب کو پڑھنے اور دوسرے ایڈیشنوں کے مقابلہ سے یہ نتیجہ واضح ہوا کہ صاف صاف تحریف کی گئی ہے۔ اس وقت میرے سامنے کئی نسخے ہیں۔

۱۔ ستیا رتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ با تصویر مع آریہ اودیش رتن مالا جس کو شری میتی آریہ پر ادیشک پرتی ندھی بھیا پنجا ب، سندھ، بلوچستان لاہور نے مہتا ادھاکشن جی، پنڈت راجہ رام جی، پروفیسر پنڈت بھگوت دت جی گورنر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور سے ترجمہ کر کے مستند قرار دیا۔

پبلشرز لاجپت رائے اینڈ سنس تاجران کتب لاہور، مطبوعہ کیلانی پریس لاہور، باہتمام لاجپت رائے پرنٹر چھپا۔ بار چہارم دس ہزار، قیمت ۱۰ (دس آنہ)۔

یہ عبارت ٹائٹل پیج کی ہے، اس کی تقطیع چھوٹی ہے۔ سنہ طبع درج نہیں ہے۔
۲۔ دوسرے نسخے کا ٹائٹل اس طرح ہے :

مستند اردو ترجمہ ستیا رتھ پرکاش مصنفہ ہرشی دیانند سرسوتی جی حسب اجازت شری میتی آریہ پرتی ندھی بھیا پنجا ب۔ مہاشے لکشن آریو پدیشک (رام نگر) نے کور یہ پستکالیہ لاہور کے لئے یونین اسٹیم پریس لاہور میں چھپوایا۔ چوتھی بار، تعداد جلد پانچ ہزار، قیمت فی جلد ہے۔ اس کی تقطیع بڑی ہے مگر سنہ طبع اس پر بھی درج نہیں ہے۔

۳۔ تیسرا نسخہ ہندی میں ہے جو اجمیر نگر میں چودہویں بار ۱۹۷۹ء بکرمی میں نو ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔

۴۔ ستیا رتھ پرکاش جو پہلی بار ایک ہزار کی تعداد میں ۱۸۸۵ء میں حسب ہدایت راجہ جے کرشن داس بہادر سی۔ ایس۔ آئی، منشی ہرنس لال کے اختیار سے اسٹار پریس محلہ رام پور بنارس میں چھاپی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی چھوٹی تقطیع پر ہے۔ یہی وہ ہے جو مصنف کی زندگی میں چھپی اور اصل ہے۔ اس میں فقط بارہ باب ہیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی رد و الے اس میں باب نہیں ہیں۔ اس کے صفحے ۵۳۵ ہیں۔ اس کے آخر میں ہندی میں یہ عبارت ہے :

”رابتی شری مڈیاندر سوئی سوامی کرتے۔ ستیارتھ پرکاش سو بھاسا

برجئے دوا دشر سلاسه سمپورنہ۔“

میں نے ان سب کتابوں کو دیکھا اور خود مقابلہ کر کے سب کی عبارت لکھی ہے۔ اس نسخہ کے بانیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۱ پہلا باب ایشور نام لیا گیا صفحہ ۱ سے۔

۲ بال شدھوٹے صفحہ ۳ سے۔

۳ پڑھنا پڑھانا صفحہ ۴۲ سے۔

۴ بیاہ شادی صفحہ ۱۱۳ سے۔

۵ مان پرست اور سنیاں صفحہ ۱۸۶ سے۔

۶ راج دھرم صفحہ ۲۱۴ سے۔

۷ ایشور اور وید صفحہ ۲۷۷ سے۔

۸ پیدائش دفنائے عالم صفحہ ۳۲۱ سے۔

۹ وڈیا اوڈیا صفحہ ۳۳۶ سے۔

۱۰ اچھا کرنا چار صفحہ ۳۸۲ سے۔

۱۱ کوریہ ورت کے مناشروں کی رو صفحہ ۳۹۷ سے۔

۱۲ ناستک چادرک بدھ جین صفحہ ۵۱۸ سے۔

اردو چھوٹی تقطیع والی کا دوسرا باب یوں شروع ہوتا ہے :

मातृमान पितृमानाचार्यवान् पुरुषो वेद

عالم ہونے کے وسائل

یہ شت پتھ برہمن کا قول ہے، درحقیقت جب تین فاضل ادیب یعنی ماں

باپ اور اچاریہ ہوں تب ہی انسان عالم ہوتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان،

خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے ماں باپ دھارمک اور عالم ہوں جس قدر ماں

سے اولاد کو ہدایت ملتی اور فیض پہنچتا ہے اتنا اور کسی سے نہیں۔ جیسے ماں اولاد سے محبت اور پیار کرنا چاہتی ہے ویسے اور کوئی نہیں کرتا۔ استو متری ماں (تربیت یافتہ دھرماتما) جس کی ماں ہے وہ متری ماں ہے۔ مبارک ہے وہ ماں جو حمل سے لے کر اس وقت تک کی تعلیم پوری ہو پاتی اور اولاد کو نیک اطوار کی ہدایت کرے۔
 چھوٹی تقطیع والی (جس کے صفحہ ۳۷ کی عبارت نقل کی گئی) کے باب ۲
 صفحہ ۳ و صفحہ ۷

ہدایت متعلق خوراک

ماں باپ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ حمل سے پہلے دوران ایام حمل میں اور اس کے بعد (یعنی زچہ ہونے کے بعد) منشیٰ اشیاء شراب بدبودار خشک اور عقل کو خراب کرنے والی چیزوں کو چھوڑ دیں اور جن چیزوں سے شانتی، صحت، طاقت، عقل، ہمت اور شوشلتا (نیک اطواری) خاص کر ہو، ایسی ایسی چیزیں مثلاً گھی، دودھ، مٹھائی، اشیاء خوردنی و نوشیدنی کا استعمال کریں جس سے جس حیض، بیرج (منی) کے بھی سب نقصوں سے پاک ہو کر نہایت اتنے صفات والے ہوں۔
 اردو بڑی تقطیع والی کا باب ۲ صفحہ ۳۲ اس طرح شروع ہوتا ہے :

دوسرے باب کا آغاز

تربیت کے بیان میں

मातृ :

انسان عالم کس طرح ہو سکتا ہے

یہ شت پتھ برہمن کا مقولہ ہے، اس کا مطلب ہے کہ جب تین فاضل ادیب تعلیم دینے والے یعنی ایک ماں، دوسرا باپ، تیسرا استاد میسر ہوں، تب ہی انسان ذی علم ہو سکتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان اور خوش نصیب ہے وہ اولاد جس کے

سر پر دھرم پر چلنے والے اور عالم ماں باپ ہوں۔ ماں سے جس قدر ہدایت اور فیض اولاد کو پہنچتے ہیں اس قدر کسی دوسرے سے نہیں۔ کیونکہ ماں اولاد سے جس قدر محبت کرتی ہے اور ان کے لئے جس قدر بہتری کرنا چاہتی ہے اتنا اور کوئی نہیں کرتا۔ اس لئے مائری ماں وہ شخص ہے جس کی ماں قابل تعریف اور دھرم پر چلنے والی ہو۔ مبارک ہے وہ ماں جو روزِ حمل سے لے کر جب تک کہ پوری تعلیم نہ ہو جائے اولاد کو نیک سیرتی کی ہدایت کرے۔

بڑی تطبیع والی (جس کے صفحہ ۵۹۰) کی عبارت نقل کی گئی اس کے صفحہ ۳۳

باب ۲ پر یہ ہے :

ماں باپ کو خوراک کے لئے ہدایات

ماں اور باپ کو از بس لازم ہے کہ حمل سے پہلے نیز اس کے دوران میں اور اس کے بعد نشیلی چیز شراب بدبودار، خشک و مضر چیزوں کو ترک کریں۔ گھی، دودھ، مٹھا اور خورد و نوش کی دیگر چیزیں جو تسکین مزاج، صحت، طاقت، عقل، ہمت، نیک سیرتی اور شائستگی کو بڑھانے والی ہیں۔ ان کا استعمال کرتے رہیں تاکہ رجس اور ویرہ جملہ خرابیوں سے پاک ہو کہ نہایت عمدہ اوصاف والا ہو۔

ہندی ایڈیشن اجمیرنگر والا

اس کے صفحہ ۲۳ سے دوسرا باب شروع ہوتا ہے۔ اس میں حسب ذیل

عبارت ہے :

मातृमनः

یہ شت پتھ برہمن کا دچن ہے و ستومتہ جرتین اتم شکشک ار تھا تھ ایک ماتا، دوسرا پتا اور تیسرا چار یہ ہووے تب ہی منش گیان وان ہوتا ہے۔ وہ کل دھن وہ سنتان بڑا بھاگو ان جس کے ماتا اور پتا دھار مک و دوان ہوں — جتنا ماتا سے

ستانوں کو اپدیش اور اُپکار پہنچتا ہے اتنا کسی سے نہیں۔ جیسے ماتا ستانوں پر پرہیزم اور ان ہیت کرنا چاہتی ہے اتنا ان کوئی نہیں کرتا اس لئے ماترمان ارتھا تھ پرشادھا ریکی ماتا ودیتے سترمان "دھن وہ ماتلے کہ جو گربدھان سے لے کر جب تک پوری ودیانہ ہو تب تک شوشیلتا کا اپدیش کرے۔ ماتا اور پتا کو اتی اُچت ہے کہ گربدھان کے پورودھ اور پشیات ماوک درویہ مد درگندھ رکش بدھی ناشک پدارتھوں کو چھوڑ کے خوشانتی اُروک بل بدھی پراکرم اور شوشیلتا سے سمیتا کو پراپت کریں ویسے گھرت دگدھ مشٹا ان پان ادی شریشٹ پدارتھوں کا سیون کریں کہ جس سے جس ویر یہ بھی دوشوں سے رہت ہو کر اتیوتم گن میکت ہوں۔

۱۸۴۵ء والے نسخہ کا دوسرا باب صفحہ ۳۰ سے شروع ہوتا ہے۔ اسکی عبارت حسب ذیل ہے:

मातृमानः

اُتشرتہ پر تھم تو سب جنوں کو ماتلے شکشا ہوتی اُچت ہے۔ جنم سے لے کر تین ورش اُتھوا پانچ ورش پر نیت اپنے ستانوں کو سشکشا اوشیہ کرتے۔ پر تھم تو سوشرت اور چوک جو دیدک شاشتر ورنٹ ہیں ان کی ریتے سے شریر کے سوبھاؤ کے انکول دگدھا دکوں میں ادشر ہوں کو ملا کے واسنکار کر کے پتروں کو اور کتیاؤں کو پلاو اُتھوا جو استری ان کو اپنا دودھ پلاوے سوئی استری اُن شریشٹ پدارتھوں کا بھوجن کرے جس سے کہ اسی کے دودھ میں ان کا اُتس آجائے گا جس سے بالکوں کی بھی شریر کی پستی بل اور بدھی بر دھ ہوئے اور شدھ استھان میں ان کو رکھنا چاہئے۔ شدہ شگندھ دیش میں بالکوں کو بھرمن کرانا چاہئے جب ان کا جنم ہوئے اسی دن اُتھوا دوسرے تیرے دن دھناڑھتہ لوگ اور راجہ لوگ داسی دان استری کی پرکشا کر کے کہ اس کے شریر میں روگ نہ ہوئے اور دودھ میں بھی روگ نہ ہوئے اس کے پاس بالک کو رکھ دیں اور وہی استری ان کا پالن کرے پرنتو ماتا اس استری کے اور بالکوں کے بھی شکشا کے اور دشتی رکھ اور جو اس پر تھم کرے

رکھنے کا سامر تھ نہ ہوئے تو چھیری اتھوا گلے و بھینسوں کے دودھ سے بالکوں کا پوشن کریں۔ جہاں چھیری آدکوں کا ابھاؤ ہوئے وہاں جیسا ہو سکے ویسا کریں۔

نوٹ

اس سے آگے مسودہ ضائع ہو گیا

لہذا

کتاب اسی جگہ ختم کی جاتی ہے۔

ناشر



اے! استاد مرحوم ہم آپ کے سایہ عاطفت اور ظلّ حمایت سے محروم ہو گئے

تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ عموماً دور کی نگاہ میں جو خوبیاں نظر آتی ہیں، قریب آکر دیکھنے میں وہ کم یا معدوم یا اس کے برعکس دکھائی دیتی ہیں۔ اسی بنا پر مثل مشہور ہے کہ دور کے ڈھول سہانے۔ مگر استاد مرحوم حضرت علامہ عدیل اختر صاحب قبلہ مرحوم طاب ثراہ کے معاملہ میں اس کو برعکس پایا۔ جو سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ جو مشہور تھا اس سے زیادہ پوشیدہ پایا۔ اُن کے علم و فضل اور کردار کی جو شہرت تھی اس سے کون ناواقف تھا۔ پھر جب کہ مرکز علم و کمال لکھنؤ میں آٹھ سال سے مولوی صاحب مرحوم کی عمومی تربیت میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تب کیونکر ناواقف رہ سکتا تھا۔ مگر مدرسۃ الوداعین میں داخل ہو کر جب استاد مرحوم کی آغوشِ تعلیم و تربیت میں جگہ ملی تو یقین آیا کہ کسی نے سچ کہا ہے ”شیدہ کے بودمانند دیدہ“ ہم نے جو دیکھا وہ ہمارے عالم خیال سے بہت بلند تھا۔ آج جب کہ مولوی صاحب مرحوم موجود نہیں ہیں کہ ان کے خوش کرنے کے لئے کوئی کچھ لکھے۔ اس وقت اقطاع برصغیر ہند و پاکستان بلکہ افریقہ و کشمیر وغیرہ سے جو اس قومی حادثہ کے متعلق آوازیں آرہی ہیں، میں نے ان کو بغور سنا تو تقریباً سب میں دو باتیں مشترک پائیں۔ ہر لکھنے والے نے علامہ لکھا اور ہر کہنے والے نے حق گو، راست کردار، مضبوط رویہ کا انسان کہا۔ جو ہر انسانیت ان دو

اور نمائندہ مذہب کے واسطے یہی دو باتیں کافی ہیں خواہ لوگوں کو اس نورانی سولج کی ضیاء باری کا علم ہو یا نہ ہو۔ دنیا اعراض کرے یا اقبال لیکن اگر کوئی علم عمل میں کامل یکتا ہے تو وہ عالم دین اور نمائندہ مذہب ہے۔ اگر استاد مرحوم میں یہ اوصاف گمنامی کے عالم میں بھی پائے جاتے تو بھی ان کی فضیلت و رفعت درجات کے واسطے کافی تھے۔ مگر اقطاع عالم سے جو خطوط و تار آئے علماء و فضلا نے جس طرح تعزیت پیش کی، بڑی تعداد میں جو تعزیتی جلسے اور مجلسیں ہوئیں، ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم مرحوم کے کارناموں سے واقف تھی۔ آج ہر شخص کی زبان پر ہے کہ اس قومی حادثہ کی تلافی ناممکن ہے سچ ہے کب کسی مسند نشین علم کے اٹھنے کے بعد اس کی جگہ پر ہو سکتی ہے جو آج ایسے جامع علوم ذات کے اٹھ جانے سے قومی دنیا میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ پُر ہو سکتا ہے۔ ان سطور میں استاد مرحوم کا تعارف نہیں کرانا چاہتا اور نہ یہ ممکن ہے۔ سورج کو کس کی روشنی میں دکھلایا جائے۔ بلکہ میری اس تحریر کا مقصد صرف اپنے تاثرات پیش کرنا ہے۔

تربیت و تعلیم کا انداز

پچھلے لوگوں کی حکایات کے ذیل میں سنا تھا کہ استاد کا اثر شاگرد میں ایسا ہوتا تھا کہ کامل شاگرد ہر طرح استاد کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ مگر موجودہ تعلیم میں سب سے بڑا نقص ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف استادوں سے سابقہ ہوتا ہے کہ شاگرد کسی ایک استاد کا بھی اثر قبول نہیں کر سکتا۔ چنانچہ استاد مرحوم اس طریقہ تعلیم کے مخالف تھے۔ اُن کا طریقہ تھا کہ اپنے طالب علم کو زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ تین سال کے عرصہ میں ایسا بنادیتے تھے کہ آج تک مولوی صاحب مرحوم کا ہر فارغ التحصیل شاگرد علم و عمل میں نیک نام رہا۔

استاد مرحوم نے محسوس کیا کہ زمانہ میں دہریت اور لامذہبیت کے زور نے علم دین اور اس کے حاملین و طالبین کی جس قدر بے قدری کر دی ہے اس کا اثر ہے کہ آج کا

طالب علم اپنے ماحول سے ڈرا سہما نکلتا ہے کہ مخالف و معاند سے محبوب نہ ہو جائے۔ اس بے ہمتی اور احساس کمتری نے یہ اثر ڈالا کہ فکرِ معاش نے علمِ دین کے حصول کے ذوق و شوق کو فنا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت کا طالب علم تعلیم و عمل میں کمزور نکلتے لگا۔ خود اس کی یہ خامی احساس کمتری کا سبب تھی۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم سب سے پہلے نگاہِ طالب علم کو اتنا بلند کرتے تھے کہ مطلعِ نگاہِ العلم علما نے علمِ الادیان و علمِ ابدان ہی رہے۔

اس تربیت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ سفر کے صعوبات، مالی مشکلات، ناقدری کے احساسات کے باوجود بغیر کسی سہارے کے مرحوم کے طالب علم خدمتِ دین و تبلیغِ حق کے لئے مختلف ممالک میں نکل جاتے تھے اور بامراد پلٹتے تھے۔

www.kitabmart.in

اس وقت بھی استاد مرحوم کے شاگردوں کی جماعت اس مذہبی و پیدائشی فریضہ کو بطور احسن انجام دے رہی ہے اور ان کا شمار ملک کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔

اپنے طالب علم سے جناب مرحوم کی محبت رسمی نہ ہوتی تھی بلکہ اولاد سے زیادہ چاہتے اور خیال کرتے تھے۔ طالب علم پر اولاد سے کم بھروسہ نہ رکھتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب مولوی صاحب مرحوم سفر حج سے واپسی پر کراچی آئے تھے تو آپ کے اعزاء نے خواہش کی تھی کہ ملکی فرقہ دارانہ فضا خراب ہے آپ کراچی چلے آئیں۔ اس پر آپ نے جواب دیا تھا کہ میرے علاوہ اہل و عیال میں سب کو بلا لو مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن جب تک میرا قیام مدرسۃ الوداعین میں ہے اس وقت تک میں وہاں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ میں اس سے زیادہ آرام میں رہوں گا جس راحت میں تم لوگ رکھ سکتے ہو۔ اور اگر سفر آخرت درپیش آجائے گا تو بھی اس حالت سے اچھا ہو گا، جتنا اہتمام تم لوگ کر سکتے ہو، اور استاد مرحوم نے اس قول پر حرف بحرف عمل کر کے دکھا دیا۔ بارگاہِ احادیث میں دعلیہ کہ جناب مرحوم کے شاگرد آپ کے حسب اعتماد ثابت ہوں۔

تبلیغی دورے

لغز و اغتربات الیٰ اللہ تعالیٰ سے متاثر نہ ہونے کے لئے

سے اترے تو بارش ہو رہی تھی۔ قلی نے پوچھا کہ کہاں لے چلیں۔ آپ ناواقفیت کی بنا پر خاموش تھے یہاں تک کہ اس نے اس غریب الوطن خادم دین کی یہ کہہ کر رہبری کی کہ فلاں سرائے میں لے چلوں۔ سرائے میں قیام کیا۔ شب گزاری۔ صبح کو دیکھا کہ رات جس کو زمین سمجھ کر سوئے تھے وہ صرف خس و خاشاک ہے۔ جسے اقتصادِ بد حالی کے باعث خود ہی صاف کرنا پڑا۔ اس کے بعد شہر میں داخل ہوئے۔ بنگال جیسے غیر مناسب حال صوبہ میں شدھی کی تحریک جب زور پر تھی تو احقاقِ حق و اعلائے مذہب حقہ کے واسطے اس عالم میں نکلے کہ صبح کے بعد شام تک زندہ رہنے کی توقع نہ تھی۔ اس طرح اپنے مساعی جمیلہ سے حفاظتِ دین فرمائی۔

چنانچہ نجم العلماء کی دور رس نگاہوں نے آثار سے پہچان کر اس قدر اعتماد کیا کہ دور کے ممالک سے اپنا ربط قائم کرنے کے واسطے منتخب کیا اور بڈغا سکر بھیجا جہاں سے آپ کامیاب دورہ کر کے واپس آئے۔

اسی طرح سر زمین برما پر مذہبی بنیاد کو قائم و مستحکم کرنے کا جب سلسلہ شروع ہوا تب بھی استاد مرحوم کو منتخب کر کے دار السلطنت رنگون بھیجا گیا۔ آپ کی خدمات نے یہ اثر پیدا کیا کہ وہاں سے دوبارہ آپ کو بلایا گیا اور پھر رنگون تشریف لے گئے۔

کشمیر و تبت کا سفر کیا جہاں سیلاب میں گھرے پریشانی میں پڑے مگر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ مصروفیت اتنی بڑھی کہ پشاور میں مقیم اہل و عیال کی خبر گیری بھی نہ ہو سکی۔ تکالیف کا یہ عالم تھا کہ کبیل اوڑھ کر اس کے اندر اپنی ڈائری لکھی۔ تبت و کشمیر میں آپ کا مایہ ناز کارنامہ یہ تھا کہ فرقہ نوربخشیہ اور شیعوں کے اختلاف کی خلیج کو مٹایا جو برابر وسیع ہوتی جا رہی تھی۔ حالات کی بنا پر آپ کا زیادہ قیام نہ ہو سکا ورنہ شاید نوربخشی فرقہ کی شیعوں میں شمولیت ہو جاتی۔

جناب مرحوم کی ناقدانہ نظر میں فرقہ نوربخشیہ کی بنیاد عالم تقیہ میں خدمتِ تبلیغ کرنے کی بنا پر پڑی کہ شیعیت کو صوفیت کے لباس میں محفوظ کر کے عوام کو اس کی طرف توجہ دلائی۔ بعد میں زمانہ کے حالات نے صوفیت کے پردہ کو چاک نہ ہونے دیا ورنہ باقی

فرقہ کے شیعہ ہونے میں آپ کو شک نہ تھا۔ زیادہ دن نہیں گزرے جب آپ کو اسی جذبہ خدمتِ دین نے مسقط جیسے بعید المسافت ملک میں جانے پر مجبور کیا اور کئی ماہ تک آپ وہاں مصروف خدمت رہے۔

ان طویل سفروں کے علاوہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں حسب ضرورت و دعوت دورہ فرماتے رہے۔ چنانچہ اس سال صوبہ سورت اشتر کا دورہ کیا۔ مہوا بندر، احمد آباد، بھاؤنگر وغیرہ میں تقریریں فرمائیں جن کے نقوش اب تک اپنی پوری تابناکی کے ساتھ موجود ہیں۔ جیسا کہ وہاں سے آئندہ خطوط و تار اور مجلسوں و تعزیتی جلسوں سے معلوم ہوتا ہے۔

گزشتہ سال جنوبی ہند میں مدراس و بنگلور وغیرہ کا دورہ فرمایا جس کے نتیجہ میں ویلور میں ایک صاحب نے مذہب اہلسنت چھوڑ کر مذہب حقہ امامیہ جعفریہ اثنا عشریہ قبول کیا۔

بنگلور میں سیرتِ نبویہ پر آپ نے ایسی پُر اثر تقریر فرمائی کہ محمد شریف صاحب صدر جلسہ نے جو ریاست میسور میں وزیر ہیں اپنے تاثرات کا اظہار تقریرِ صدارت میں کیا۔

مذہبی خدمت کا شغف

جناب نجم العلام نے استاد مرحوم کے علمی و عملی کمالات اور دینی شغف کو دیکھ کر مدرسۃ الواعظین کی رہبری کے واسطے منتخب کیا اور پشاور سے بلا کر لکھنؤ میں رکھا۔

استاد مرحوم نے بھی اخیر وقت تک اس فرض کو اس طرح انجام دیا کہ آپ کے بعد جماعتِ مبلغین اپنے لئے راہبر کی تلاش میں ہے۔ مگر حیران۔

استاد مرحوم نے شدید مصائب کا مقابلہ کیا۔ اعزاء کا فراق گوارا کیا۔ اپنے اور بعد والوں کے مستقبل کو تاریک کیا مگر مدرسۃ الواعظین کے بغیر جس طرح طمّہ تکانا اسام

کے نورانی چہرہ کو بے نقاب کر دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ جناب مرحوم نے اپنے پس ماندگان کے واسطے علاوہ قرض کے کچھ نہ چھوڑا۔ مگر قوم اور مذہب کے واسطے اپنی معنوی اولاد کا زبردست سرمایہ چھوڑا جو بحمد اللہ مختلف ممالک میں استاد مرحوم کی نیابت میں مذہبی فرائض انجام دے رہا ہے۔

بلند کرداری و عمل کی پختگی

مولانا مرحوم جس مضبوط کردار کے حامل تھے اُس سے زیادہ عرض کرنے کا محل نہیں۔ صرف ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ زمانہ قیام پشاور میں بعض معاملات ایسے پیدا ہوئے جن میں استاد مرحوم کی آمدنی بالکل مفقود ہو گئی اور شاید مدرسہ پر اس زمانہ کی تنخواہ اب تک باقی چلی آتی تھی۔ غرض کہ آمدنی اتنی نہ تھی اور اہل و عیال کا بار تھا۔ عین اسی زمانہ میں پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمت میں کورم ایجنسی کے قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ مگر آپ نے اس کو شرعاً جائز نہ خیال کرتے ہوئے رد فرمایا، حالانکہ وہ وقت شدید مالی دقتوں کا تھا۔

اپنے کردار سے مدرسۃ الوداعین کو جو عظیم الشان فوائد پہنچائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قومی اختلافات بہ کثرت رونما ہو گئے تھے، خصوصاً مذہبی اور سیاسی مقامی اختلافات نہایت شدت اختیار کر گئے تھے۔ مگر آپ غیر جانبدار پالیسی اختیار کر کے اس پر شدت سے قائم رہے کہ آج بہت سی ہستیاں اختلافی بن چکی ہیں۔ مگر مدرسۃ الوداعین کی قوم میں وہی حیثیت ہے جو ۱۹۱۹ء میں قیام مدرسہ کے وقت تھی۔

اس طرح جب آپ کا قیام پشاور میں تھا تو کسی مذہبی معاملہ پر حکومت اور شیعوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ گورنر سرحد نے عمائدین قوم کو بلایا۔ یہ سنگینوں کا دور تھا اور پشاور کی سر زمین جہاں سوائے قتل کے کوئی سزا نہ تھی۔ آپ بحیثیت شیعہ عالم پیش ہوئے۔ حکومت اپنے اثرات سے معاملہ کو دبانا چاہتی تھی۔ قبل اس کے کہ گفتگو شروع ہو آپ نے کھڑے ہو کر قوم کے مطالبہ کو پیش کیا اور اس کے نامنظور ہونے اور شیعوں کی جان بازی کا

ذکر کے اس سے پہلے محفل سے چل کھڑے ہوئے کہ گفتگو بڑھے اور رد و قدح ہو جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلسہ برخواست ہو گیا اور معاملہ حسب منشاء قوم طے ہو گیا۔

تبرائی ٹیشن میں خدمات

جب لکھنؤ کی فضاء تحریک مدح صحابہ کے زہر سے مسموم تھی اور اس کی امداد کے واسطے اہل شہر و علماء جناب ناصر الملتہ کے مکان پر جمع تھے۔ مومنین طالب تھے کہ ہم کو اذن مل جائے تو ابھی ٹیشن شروع کر دیں۔ جناب ناصر الملتہ اور نجم العلماء اپنے اجتہادی فکر کی بنا پر خاموش تھے۔ آپ نے یہ کہہ کر فیصلہ کے قریب کر دیا، اذن کیوں چاہتے ہو؟ یہ کبھی نہ کہیں گے کہ قتل و خونریزی کا راستہ کھلے، مگر منع بھی نہیں کر رہے ہیں تم نے اطلاع کر دی اب جا کر شروع کرو۔ اگر ان کو منع کرنا ہو گا تو منع کر دیں گے۔ تم رک جانا۔ غرض کہ دوسرے دن محاذ حسینی شروع ہو گا۔

فریق مخالف نے ممبران کونسل واسمبلی میں یہ پروپیگنڈا کر دیا کہ کسی فریق کو کیا حق ہے کہ وہ دوسرے مذہب کے رہبر کے متعلق اس کے ماننے والوں کو اسکی مدح و ثناء نہ کرنے دیں۔ یہ ایسا کلمہ حق تھا جس سے اس طرح ارادہ باطل ہو گیا کہ شیعوں کے خلاف رائے عامہ پیدا ہو گئی۔ چنانچہ استاد مرحوم نے انگریزی میں "تبرائی اینڈ مدح صحابہ" ایک مختصر رسالہ لکھا اور طالب علموں سے پریس کا کام لے کر رات ہی کو چھپوایا۔ دوسرے دن ہر ممبر کے ہاتھ میں اس کی ایک کاپی تھی اور حامیان مدح صحابہ کا قصر نزویہ منہدم ہو چکا تھا۔ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے عاجز آ کر حکومت نے گرفتار کرنا چاہا مگر جناب رئیس الحفاظ علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ دام ظلہ جیل جانا چاہتے تھے۔ اور آپ کے جانے کے بعد صوبہ سرحد و پنجاب کے مجاہدین میں انتشار ہو جاتا لہذا آپ روپوش ہو گئے اور پشاور پہنچ کر اعانت محاذ فرماتے رہے۔

اصابتِ رلے

مولوی صاحب مرحوم صاحب تقویٰ و ورع عالم دین ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ

کا لباس تدبیر رکھتے تھے۔ چنانچہ جب شریعت کانفرنس منعقد ہوئی تو باد جو داس کے کہ اس کے داعی اور شرکار سب حضرات اہل سنت تھے۔ مگر آپ کو اس کا نائب صدر چنا گیا اور جمعیتہ علماء ہند کو یہ بات یاد تھی یہاں تک کہ جب دو سال پہلے لکھنؤ میں جمعیتہ العلماء کا سالانہ اجلاس ہوا اور شیعہ علماء کی شرکت کے خواہش مند ہوئے تو دعوت میں شرکت کی دلیل مولوی صاحب مرحوم کی شریعت کانفرنس کی شرکت کو پیش کیا۔ چنانچہ مجلس علماء شیعہ کے نمائندے جناب خان بہادر مولوی مہدی حسن صاحب نے شرکت بھی فرمائی۔

گزشتہ سال حکومت ہند نے ایشیائی ممالک سے تمدنی و ثقافتی تعلقات قائم کر لئے، ایک ادارہ کھولا تو اس میں بحیثیت نمائندہ مدرسۃ الاعظمین مولوی صاحب مرحوم کو دعوت دی گئی اور آپ دہلی تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ تھا جب مولوی حفص الرحمن صاحب کو معلوم ہوا کہ آپ گلزار ہوٹل بلیران میں مقیم ہیں تو فوراً اپنا مہمان کیا اور اتنا مجبور کیا کہ ہوٹل سے اٹھ کر جمعیتہ کے دفتر میں قیام کرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر طرح کی مہمان داری ہوتی رہی اور اجلاس میں بھی ساتھ ساتھ شرکت ہوئی۔

لیکن سیاست کو غیر مستقل دیکھتے ہوئے اپنی نہ بدلنے والی طبیعت کی بنا پر کنارہ کشی کر لی پھر بھی نجی طور پر جو باتیں آپ کہہ جاتے تھے تجربہ شاہد ہے وہ پوری آرتی تھیں۔ آج سے تقریباً دو سو دو سال قبل سیاسی پیشین گوئی فرمائی تھی کہ کانگریس کا کام ختم ہو چکا ہے اس میں شدید بحران ہو گا اور عوام سے رابطہ کم ہو جائے گا۔ چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ رفیع احمد قدوائی اپنے ساتھیوں سمیت آل انڈیا کانگریس پارٹی سے الگ ہو چکے ہیں۔ جو اہر لال نے تنگ آ کر ورکنگ کمیٹی سے استعفا دے دیا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ کانگریس عوام سے دور ہو گئی، جس کو قریب کرنے کے واسطے یہی تدبیر کارگر تھی۔

اسی طرح جب ہندی کو قومی زبان بنانے کی تحریک شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا تھا کہ عملاً ہندی سرکاری زبان کا کام نہ دے سکے گی۔ جذبات جتنے

دنوں تک اس کو زندہ رکھ سکیں اس کی اتنی ہی مدت حیات ہے چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ فی الحال حکومت نے ہندی کو سرکاری زبان بنا کر دس سال کے واسطے انگریزی کو سرکاری زبان قرار دیا ہے۔ مگر اس مدت کے بعد بھی ہندی کے برسرکار ہونے کی امید نہیں ہے۔

چھ ماہ ہوئے ہوں گے جب وزیر داخلہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ زبان کے معاملہ میں از سر نو سوچنا ہوگا۔ مضمون مختصر ہونے کے باوجود طویل ہو گیا۔ ابھی بہت کچھ قلب و دماغ میں محفوظ ہے جس کے لئے سوانح عمری کے صفحات موزوں گے جس کے اتمام کی خدا سے دعا ہے اور استاد مرحوم کے تلامذہ و معاصرین و اعزاء سے امداد کا طالب ہوں۔

اشکبار
غلام عسکری

قطعة نارتخ

رحلت پر حسرت علامہ سید عدیل اختر صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ
جو مرحوم کی مجلس فاتحہ خوانی میں بمقام محمود آباد ضلع سیتاپور
۲۱ اگست ۱۹۵۰ء کو پڑھا گیا۔

نہ انقلاب زمانہ بہ گردشِ پیہم نصیب است غم دلخراش و دردِ جگر
چہ درد - درد فراق جناب مولانا چہ غم ہمیں غم علامہ عدیل اختر
فقیہ کامل و ابرار و عالم جید امیر مدرستہ الٰہی عظیم اہل نظر
نہ خوفِ لومۃ لائم و وقت و عطا و پند نہ فکرِ جاہ نہ ذوقِ حصولِ سیم و زر
زہے مبلغِ حق گو کہ بزمِ تبلیغش ز نورِ مصحف اللہ بود جلوہ گر
بہ علم خادمِ بابِ مدینہ ہر علم بہ شاہِ راہِ عمل سالک رہ بود
رسید در چمنِ خلد نزدِ معصومین زہے عمل، زہے نفسِ ذکی نہ ہے جوہر
برائے سالِ سیحی و بحرِ شِش زائر بگو، یگانہ معصوم شد عدیل اختر

زائرِ سیتاپوری

۶۱۹۵۱
۳۷۰ (حروف منقوطة)



TANZEEMUL MAKATIB

Golaganj, Lucknow-18 (India)

Phone: 0522-2211175 Fax: 0522-2211176